ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۱ لغایت ۶ — جلد ۱

متضمن مسایل مہمہ مذہب ثابت محققین اہل السنہ

بابت صفر لغایت رجب ۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۸۱ء

التماسات ضروریہ

اول جو نہایت اہم و مقدم ہے ۔ جملہ برادران اہل سلام (اہل تقلید ہون خواہ مدعیان تحقیق) سے التجا ہے کہ اِس ضمیمہ کو اول سے آخر تک نظر حرج و تحقیق سے ملاحظہ فرماوین اہل تقلید یہ خیال نہ کرین کہ اسمین تقلید مذاہب سابقین کے بر خلاف تحقیق ہوگی اسکو کیا دیکہین؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ سمجہین کہ یہ مسایل ہمارے سُنے سُنائے اور پاس کئے کرائے ہین اُنکو کیون پڑہین؟ بلکہ دونون فریق یہ جان لین کہ اسمین جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح ۔ اِسلئے دونون فریق کو اسکا دیکہنا ضروری ہے اور [illegible] موافق یا مخالف [illegible] صاحب ذی یقین سے اسکو حق و صحیح پاوین وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اِس سے اطلاع دین مولف انکا دل سے شکر گذار ہوگا اور جو اسمین کچہہ خطا و خلاف حق صراح دیکہین وہ اسکی غلطی سے جس سبیل سے چاہین مولف کو آگاہ کرین ۔ اُنکا شکریہ دوچند ادا ہوگا ۔ اور ایمان و انصاف سے اُنکی رای یا صواب کو دیکہا جاویگا پس اگر حق اُنکے جانب نظر آیا تو اِسی پرچہ مین اسکا اظہار عملین آویگا اور اگر اسمین مولف کو کچہہ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا ❖

دوم ۔ بالفعل اِس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بہی حسب تفصیل مراتب ربع قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریداروں سے جسقدر وہ چاہین ہو سکتی ہے

سوم اس دفعہ یہہ ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات مین بلا درخواست بہی بہیجا گیا ہی اگر وہ حضرات اسکی خریداری کو پسند کرین تو اِس مجموعہ ضمیمجات ششماہی کی قیمت ارسال فرماوین ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کرین

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پاینگے جو اس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرماینگے ۔

الملتمس ابو سعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹہہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

خدا کا شکر ہے جس نے ہمکو اس راہ (اسلام و توحید و اتباع) پر چلایا ہم یہ راہ نپاتے اگر وہ ہمکو راہ پر نہ لاتا

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد النبی الذی ارانا ھداہ ولولاہ ما اھتدینا

اور اُسکے رسول محمد پر خدا کی رحمت و سلام ہو جس نے ہمکو خدا کا راستہ دکہایا وہ نہ ہوتے تو ہم خدا کی راہ نپاتے

الیٰ ھدی اللہ۔ اوضح سبل الھدیٰ واقام منارھا۔ واغفل طرق العمی

اونہوں نے ہدایت کی راہوں کو کہول دیا اور ان پر منار دن کو کہڑا کر دیا اور گمراہی کے راہوں کو بے نشان کیا۔

وعفا آثارھا۔ فبابی ھو وامی لقد من علینا وابلغ فی الاحسان

اور اُن کے آثار کو مٹا دیا۔ میرے ماں باپ اُن پر قربان ہوں۔ اُنہوں نے ہم پر کمال احسان کیا۔ اور ہمکو

واوصلنا الی ابواب الجنان وانقذنا من النیران۔ وعلی آلہ نجوم الھدیٰ

بہشت کے دروازوں پر پہنچا دیا اور آگ سے چہوڑا لیا اور خدا کی رحمت و سلام اُنکی اہلبیت پر ہو جو ہدایت کے ستارے

وائمۃ التقیٰ۔ الذین مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ۔ ومن

ہیں اور پرہیزگاروں کے امام جنکی مثال حضرت نوح کی کشتی تھی کہ جو کوئی اسپر سوار ہوا بچ گیا اور جو اس سے رہگیا

تخلف عنھا ھلک وطغیٰ۔ وعلیٰ صحبہ المھتدین بھدیہ المستنین

وہ ہلاک ہوا اور بہک گیا۔ اور آپ کے اصحاب پر جو آپکی راہ پر چلتے اور آپکی سنت پر عمل کرتے وہ جنکی مثال تورات

بسنتہ الذین مثلھم فی التوریٰۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج

مین بھی ہے اور انجیل مین بھی جیسی کہیتی جو اپنی سبزی نکالتی ہے پہر آسکو مضبوط کرتی ہے پہر وہ

شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ

ایسی موٹی ہو جاتی ہے کہ اپنے آپ ہی پر کہڑی ہو جاتی ہے اور کہیتی والے کو بہلی معلوم ہوتی ہے انہی سے غیظ

بھم الکفار اہل الھواء والطغوائے۔ وعلی من تبعہم ممن یقتدی

رکہین جو ہوا نفسانی وسرکشی والے ہین اور اُن کے تابعداروں پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بھم فی التحدیث والروایۃ والانتقاد ٭ والتفقہ والفھم والاجتہادؔ

کرنے اور حدیث کے پرکہنے اور حدیث مین سمجہہ واجتہاد† پیدا کرنے مین لوگ اقتدا پیدا کرتے

منھم اصحاب الصحاح الستۃ ٭ والائمۃ الاربعۃ ٭ فتلک عشرۃ کاملۃ ٭

ہین منجملہ اُن کے چہہ کتابوں صحاح کے مصنف ہین اور چارون مذہب کے امام تو یہہ پورے دس ہین -

لا یوالیھم الا اھل العلم والفقہ والکمال (اللھم اجعلنا منھم)

ان سے علما سمجہہ دار اہل کمال ہی محبت رکہتے ہین - خدا ہمکو ان مین رکہے

والایعادیھم الا اھل الجھل والسفہ والضلال (اللھم لا تجعلنا منھم)

اور جہلاء بے وقوف گمراہ سے دشمنی رکھتے ہین - خدا ہمکو ان سے نہ کرے

کیف قد ثبت وتقرر ان ھولاء البررۃ من اھل الولایۃ الظاھرۃ

یہہ کیونکر نہ ہو جبکہ ثابت ومتقرر ہوچکا ہے کہ وہ پاک لوگ خدا کے ولی ہین حالانکہ خدا نے اپنے

وقد ذب عنھم وقال فیھم عز من قایل من عادلی لی ولیا

ولیون کی حمایت مین کہا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے جو کوئی میرے ولی کا دشمن ہو

فقد بارز اللہ بالمحاربۃ - لولا ھولاء لما وصل الینا الاسلام ٭ وما

وہ خدا کے سامنے لڑائی کرنے کو تیار ہوتا ہے یہہ آئمہ حدیث وفقہ نہ ہوتی توہمکو اسلام نہ پہنچتا - اور

حصل لنا العلم بالحلال والحرام ٭ فاساءۃ الظن بھم والطعن فیھم

حلال اور حرام کا علم حاصل نہ ہوتا - پہر اُن سے بدظن ہونا اور ان پر طعن کرنا

کفر نعمۃ بالاسلام ٭ عصمنا اللہ من ذلک وھو ولی العصمۃ والھدایۃ والانعام

بلاشبہ کفران نعمت ہے خدا ہم کو اِس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے

---

† اجتہاد قرآن وحدیث سے قوت فکر سے مسایل نکالنے کو کہتے ہین اسکو کوئی پولیٹکل معنی جاننا ہے یہہ لفظ اس رسالہ مین بہت جگہ آویگا اسلیے یاد رہنا کیا۔

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق و اہل تقلید

ناظرین رسالہ اشاعۃ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۹۴ھ ہجری مطابق ۷۷ء سے جاری و شایع ہے۔

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پیچھے کر اوایل ۹۶ھ مطابق ۷۹ء مین اسکا خطاب اِن سے موقوف ہو کر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا۔

نیچریہ کے خطاب و جواب سے جو اُسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اسکا بیان اسی کی جلد سوم و چہارم کے پہلے نمبرون مین ہو چکا ہے۔

متشددین اہل تقلید کے خطاب و بحث سے اسکا مقصود یہہ تھا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بیجا تشدد کرنا چہوڑ دین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوت دلایل کو ملاحظہ فرما کر اُن کے عمل و ترویج مین اُنکو معذور سمجہکر معاف دین اور اِس عمل کے سبب اُنکو دین اسلام سے خارج نہ سمجہین اس خطاب و بحث کی جڑ و بنیاد اشتہار† مسایل عشرہ) کی قیود سے مقصود جسکو آجتک کسی نے

† اِس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلاں صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اِس معنی مین جسکے لئے پیش کئے جائے نص صریح و قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفعیدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتھ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرائت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہر اً و باطناً نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا محرمات کا ساقط ہونا ۱۰ پاک پانی کا دہ در دہ سے مقید ہونا +

نہین سمجہا اور جو سمجہا اُلٹا سمجہا) نہ یہ تھا کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہین مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اخبر معنی پر صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہین سمجھتے و علی ہذا القیاس حاشا و کلا یہ مقصود ہمارا ان قیود سے ہرگز نہ تہا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین بہ تفصیل ہو چکا ہے **بلکہ** ان قیود سے صرف اُن اہل تشدد کا الزام **مقصود** اور اس امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت و ثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال کرتے ہین اُس درجہ کی قوت اُن مسایل مین نہیں ہے اور جس مرتبہ کا تشدد وہ ان مسایل کے عمل و ترک مین مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب و حرمت وہ اِن مسایل پر لگاتے ہین اس مرتبہ کی تشدد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہ مین موجود نہین ہین ؎

تشریح و تمثیل

(۱) **تقلید مذہب** معین کو وہ فرض بتلاتے ہیں اور ترک تقلید پر حکم حرمت لگاتے ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اِس حکم و تشدد پر اُن سے آیہ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور اُن کے اِس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لا شبہۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اسمین کچہہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پر یہ تشدد کیا ہے +

(۲ و ۳ و ۴) **رفع الیدین** اور **آمین بالجہر** اور **قرءۃ فاتحہ** خلف امام کو یہ لوگ حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز ہم پہلو مرتکب (گو وہ خود اُن افعال کا مرتکب ہوں

صرف آمین بالجہر و رفعیدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہو) بتلاتے ہین اور ان

افعال پر فساد نماز و عذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلئے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل

قطعی کا مطالبہ ہوا ور اُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ما ثبت النہی فیہ بلا معارض یعنے

حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلا مزاحمت یعنی قطعی+ طور پر ثابت ہو) الزام دیا گیا اور

یہہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اور یہ تشدد

نکالتے ہین۔

اور یہہ **مقصود** اس ڈیرہ سال کے مباحثات وجوابات سے بخوبی حاصل **ہو گیا**

اور کس و ناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ ان مسایل مین کرتے

ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنہین مناسب نہین اور جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنے مسایل

مین سمجھے ہین وہ مرتبہ اُنکو حاصل نہین ہے

اس پر دلیل یہہ ہے کہ اس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق

ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی اتفاقی

کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال

سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ واحادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو

ہم تمسے اِن مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہیں اور بعض نے یہہ جواب

دیا کہ تمہاری اِن قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ اِن قیود سے خالی و مجرد آیات و احادیث تمہارے

نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اِسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے۔ اور بعض حضرات

نے ضعیف احادیث و غیر صریح آیات کو پیش کر دیا۔ **الغرض** مطلوب و مقصود جواب کسی

صاحب سے آجتک ادا نہ ہو سکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۸۷۳ء و ۱۸۷۴ء اور جلد

اول اشاعۃ السنہ مین اِس امر کی تفصیل موجود ہے۔

ادہر تو یہہ مقصود حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ تحریریہ ماہ بہ مین آیا (چنانچہ نمبر ا جلد ۲

+ مسلم الثبوت کی شرح مین ہے۔ قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب بالجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ۔

اشاعۃ السنہ مین بیان ہوا) اِسلئے اب اشاعۃ السنہ کو بحث والزام خاص خاص اشخاص سے
اعراض وانقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض اشاعۃ السنہ (جس سے اُسکا نام وعنوان مشعر
مخبر ہے) ہمہ تن مصروف ہونا مناسب وضروری معلوم ہوا و بناءً علیہ یہہ **قرار پایا ھے**
(چنانچہ نمبر ۱ جلد ۱۴) مین اسکا وعدہ بہی ہوا تہا) کہ **اصل اشاعۃ السنہ** مین اصول اسلام
وبعض فروع مہمہ خصوصًا اُن اصول وفروع سے جنمین مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ
وغیرہ کو نزاع وکلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمین کسی خاص شخص زید وعمر واحمد ومحمود کو مخاطب
نہ کیا جاوے بلکہ بلا خطاب احدے مستقل طور پر اظہار حق عمل مین آوے اور اگر اسکی تائید
مین ابطال قول باطل منظور ہو تو اسمین بھی کسی خاص شخص کا نام نہ لیا جاوے صرف
اُس قول اور اُسکے ماخذ کو ذکر کرکے اُسکا ابطال قلم مین آوے اور اُسکے **ضمیمہ** مین معمولی
مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین وارد ہین اور محدثین اہلسنت مین
معمول ومروج ہین بیان کیا جاوے اور اُسمین بہی مستقل طور پر بلا معارضہ ومقابلہ احادیث بیان
مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید مین کسی قول مرجوح وضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور
ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ ومستند کا جواب قلم بند ہو ہان مقام موافقت
ومطابقت مین ائمہ سلف کے اسماء واقوال کو ادب واحترام سے ذکر کیا جاوے +

اِس طرز بیان مین یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داود
وغیرہ) کی نظیر ہوگا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہین پہر اُنکے معارض ومخالف مسایل
کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر متنبہ کر دیتے ہین - اور کثرت مسایل
مین یہہ سب سے بڑہکر ہوگا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ وموطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ
وموجودہ اِس دیار کا جامع ہوگا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہوگا اِسکو مسایل فرعیہ کے جاننے
کے لئے غالبًا کسی دوسری کتاب حدیث سے کام نہ پڑیگا پہر چند پاس جامع بیان کے لئے
یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہین ہے مگر جب اُسکی عمدگی وبہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب و خریداری مین زیادہ ہوگئی تو اس حجم کا دہ چند ہوجانا کچھہ مشکل نہین ہین ؛

اِن مسایل کے بیان اور اِس ضمیمہ کے اعلان سے (واللہ ثم باللہ ثم تاللہ) یہہ ہرگز مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اِس پر نکتہ چینی وعیب بینی عمل مین لاوین اِسپر ہم خدا کو شاہد ٹہراتے ہیں اور جیسی کوئی چاہے حلف اُٹہاتے ہین - بلکہ اِس سے ہمارا مقصود صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان واشتہار ہے - پہر بھی اگر کوئی ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجھے اور اسکو اپنے مذہب کا رد و معارضہ خیال کرکے اسکو رد و جواب [illegible] مستعد ہو [illegible] تو وہ [illegible] اور اسکا [illegible] ہے ؛

اِس مقصود پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو باعث و محرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب و شایق ہونا اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح او را چنین شد کہ روزے در مجلس اسحق بن راہویہ حاضر بود یاران اسحق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و بے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمانوقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکہہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود برہمان اکتفا نمود ؛

اِس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث

کی تالیف ہو سیر پورا ہو گیا تہا مگر اس زمانہ ناواقفی وجہالت مین اور ان بلاد عجم مین اُن عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مُقتضا بدون تصانیف ہندی زبان کے پورا ہونا ممکن نہین ہے -

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود واثر محدود تہا اور بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا شوق وولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہوگا اس زمانہ مین اُسکا وجود واثر غیر محدود ہے کہ کس وناکس کو یہہ شوق وولولہ ہے -

مجہے پنجاب وہندوستان بنگال ومدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر وسیاحت کا اتفاق ہوا ہے مینے غالبًا کوئی شہر وقریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شائقین عمل بالحدیث کو نہ دیکہا ہو ان شائقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب وسنت مین پورے مہارت رکہتے ہین اور متون وشروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کرسکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے مین پورے کامیاب ہین [illegible] سنت مین مصروف ہین اور لوگون کو اتباع سنت کی دعوت کرنیمین مشغول اُنکے اور اُنکے اتباع کے حق مین آنحضرت نے یہہ بشارتین فرمائین ہین -

من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه (رواه مسلم) مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل الغيث الكثير اصاب ارضا فكان منها نقية قبلت الماء فانبتت الكلاء والعشب الكثير وكانت منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا قال رسول الله صلی الله

جو کوئی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے جس علم اور ہدایت کے ساتہہ خدا نے مجہے بہیجا ہے اُسکی مثال بڑی بارش کی سی ہے جو کہری (اور ستہری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گہاس اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو وہ پانی کو بند رکہتی ہے جس سے لوگ نفع اُٹہاتے ہین پانی پیتے ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

علیہ وسلم فذلک مثل من فقہ فی دین اللہ فنفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم و علم۔

کہیتی کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین مین سمجھہ پیدا کی اور اسکو دین نے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکھایا۔

یہہ لوگ ہماری اس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اور ان کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کے پورا ہونیکے لئے وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی و وافی ہین اور **بعض** اِن شایقین عمل بالحدیث سے علم قرآن وحدیث اور اُسکے متعلقات سے بے علم ہین اور صحت وسقم الفاظ و معانی نصوص سے محض بے خبر۔ عربی زبان سے انکو آشنائی نہین اور علماء حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) اُنکو رسائی نہین۔ ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسایل عبادات و معاملات جو کسی محدث کی تالیف ہو ان کے پاس موجود نہین اور تراجم ہندی و فارسی علماء منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد و اعتماد نہین اسلئے وہ اِس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار ہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر و بیقرار۔

اِس ناچاری و بے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العی السوال)† اپنے علماء کے آگے ہاتہہ سوال کا نہین پہیلاتے بلکہ اپنی رائے سے اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بے علم

† اندہاپن یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتہر لگ کر زخم ہو گیا تہا اسے احتلام ہوا تو اس نے جواز تیمم کا لوگون سے مسئلہ پوچہا لوگون نے (اپنی عقل سے) کہدیا کہ تجہے تیمم جائز نہین ہے پس وہ نہایا تو فوت ہوا آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا اُنکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچھہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تہا۔ اُسکے آگے یہہ قول فرمایا۔ (دیکہو سنن ابوداؤد وغیرہ)۔

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین رکہتے علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی - علم نحو مین مایۃ عامل نہین دیکہی حدیث مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث اوستاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اُردو عبارت ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے - پہر اِس بضاعت واستطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی مدد سے تالیف وتصنیف کو شروع کر دیا ہے اور منصب افتا واجتہاد اختیار کر لیا ہے - اِن بڑے مجتہدون اور اُن کے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور ان مستبوعین کا مفتی ومصنف ومجتہد بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نے اس حدیث مین کی[‡] ہے جو ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ایک قوم سے باتین کر رہے تھے کہ انکو ایک اعرابی آیا اور اُس نے قیامت سے سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہے جب فارغ ہوکر تو فرمایا کہ وہ سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگے تو قیامت کا منتظر ہو اُس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہے آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہلون کے سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو یعنی حکومت سپرد ظالم ہو اور شہادت سپرد دروغ گو اور

---

† اسمین شک نہین ہے کہ اُردو مین بھی بہت احادیث ومسایل اِس زمانہ مین پائے جاتی ہین اور اپنے عمل کے لئے یہی کافی ہے مگر اوسدن کو فتوی دینے اور اجتہاد کرنیکے لئے ہنوز دلی دور ہے جن اصول وفروع کی تالیف واجتہاد مین ضرورت ہے اور اُنکا جاننا تصنیف واجتہاد کے لئے شرط ہے اُردو مین اُنکا نام ونشان بہی نہین ہے -

‡ اس حدیث کی عبارت یہ ہے عن ابی ھریرۃ بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث القوم اذ جاءہ اعرابی فقال متی الساعۃ فمضی رسول اللہ فی حدیثہ حتی اذا قضاہ قال این السایل قال ھا انا یا رسول اللہ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال وکیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ - رواہ البخاری -

فتوی سپرد جہلا و علی ہذا القیاس) ایک اور[†] حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اِس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیا جاویگا ولیکن قبضِ علم علماء کی قبض (یعنی فوت ہو جانیسے) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالی علماء کو باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنالینگے پہر وہ ان سے مسایل پوچہین گے تو وہ بلا علم فتوی دینگے پس خود بھی گمراہ ہون گے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ آفت و علامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجہنے اور اُسکو بے محل اور بُرے طور پر استعمال مین لانیسے پیدا ہوئی ہے۔

مسایل عدم جواز تقلید (جسپر ایک ہمکو اور ہر محقق مذاہب اربعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے)[‡] کے صحیح معنی یہہ ہین کہ اہل علم یا جنکو اہل علم سے صحیح طور پر علم پہنچا ہو قرآن و حدیث کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن و حدیث کا علم نرکہین انمین بھی کسی اہلعلم کا اتباع و سوال نہ کرین اور کس و ناکس للو و کلو اپنے آپ مجتہد بن بیٹہین

---

† اِس حدیث کے الفاظ یہہ ہین عن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس و لکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤساء جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ رواہ الشیخان

‡ دیکہو معیار الحق چہاپہ قدیم لاہور ۱۲۸۲ھ جسمین صاف لکہا ہے کہ تقلید مجتہدون کی عالم بالحدیث و بالقرآن کو وقت جاننے مسئلے کے قرآن یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ مین نہ چاہئے اور رسالہ ثبوت الحق الحقیق تالیف حضرت مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکو اخیر مین صاف فرمایا ہے واضح ہو کہ جاہل ناواقف بمقتضائے آیہ کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات مسائل کا پوچہنا اور سیکہنا فرض و واجب ہے شرعاً یعنی ہر جاہل وقت لا علمی کے کسی عالم اہل ذکر سے خواہ ایک ہو

اور لوگون کو اپنی رائے و اجتہاد سے فتوی دین (چنانچہ آجکل ہو رہا ہے اور مجتہدین بلا علم اسپر عمل ہے۔ کس و ناکس صاحب افتا و اجتہاد ہے و اتباع علماء سے آزاد ہے۔

یہہ حال دیکھہ کر مینے محض بنظر صیانت دین و نصیحت قسم ثانی متبعین اس تالیف و بیان مسایل کتاب و سنت کا قصد کیا ہے اور حسبۃً للہ اس بھاری بوجھہ کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اس تالیف سے اُن متبعین سنت کی راہنمائی کرے اور اس حیرانی و سرگردانی و آزادی و مطلق العنانی سے اُنکو بچائے۔

اس امر کا خیال مجھے عرصہ پندرہ سال سے تھا مگر ساتھہ ہی اس کے اپنی قلت استطاعت و کمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بھی ہوتا

کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کو تھا پھر ان کے بعد علماء قرون متوسطہ کو حاصل رہا [illegible] متون حدیث کی شرح [illegible] آخر قرون متاخرہ خصوصاً بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تھا اور انہی پر ختم ہوا۔ ہمارا یا ہمارے اقران و امثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے کہ اس میدان مین قدم رکھین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکھا کہ اس سکوت و توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف و افتاء

پوچھہ لے یاد رہے کہ یہہ عبارتین اسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے ذمہ نہ لگا دین اور یہہ بھی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی و خود اجتہادی کا فتوی دیا ہے اب برخلاف اسکے لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔

عبارات معیار و ثبوت الحق الحقیق صاف و صریح طور پر ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی و خود اجتہادی جایز نہین ہے۔ باایہمہ کوئی اجازت آزادی و خود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگا دے و ہماری تقریر حال کو مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچھہ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکھکر بے علمون نے سنبہال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کرکے اجتہاد شروع کر دیا اور مضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اہلہ) صادق آنے لگا اور مفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ؛ بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست) نے جلوہ دکہایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچہہ نہ کچہہ لکہنا ضروری معلوم ہوا اور یہ خیال آیا کہ علماء کی قلت بہی اُن لوگون کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت خدا نے علماء کو دی ہے وہ اُن لوگون کی بضاعت و استطاعت سے بدرجہا بڑہکر ہے لہذا جو علماء کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگون کے اجتہادات سے بدرجہا بہتر ہوگا ؛

اِسی خیال و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالی سے امید ہے کہ وہ اس کار خیر مین ہماری مدد کریگا اور ہماری اس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنائیگا وہ مجتہدین اس سے سنبہلینگے نہی انکی متبعین عامل تابعین عامل بالحدیث (**چند اعتراض اور اُن کے جوابات**) تو سنبہل جاینگی اور آزادی

شاید ہمارے معاصرین علماء (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے اس عذر و تدبیر پر یہہ **اعتراض** کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعاً عمل و استدلال قرآن و حدیث سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی تاکید ہدایت و وصیت عمل مین آوے اور یہ سمجہایا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور ہین یہہ سب کے سب سراسر مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین۔ ہماری سمجہہ مین اُن کے دلایل نہ آوین تو کیا ہے؟ اسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون و چرا جایز نہین ہے اور بلا تردد و استفسار اُنپر عمل کرنا واجب ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اس علاج کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اس زمانہ آزادی و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ہمارے یا آپ لوگون کے کہنے سے کبھی وہ لوگ

تقلید اختیار نہ کرینگے۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین و متقدمین دوبارہ دُنیا مین آدین اور اُن لوگون کو اتباع و طلب دلیل سے ہٹاوین اور بلا دلیل پیروی اُن کُتب کی تاکید فرماوین تو بہی وہ لوگ نہ مانینگے۔ اِس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین اُنکو خطا و غلط راہ پر پاوین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی سند و دلیل قرآن و حدیث سے نکالکر اُنکے سامہنے پیش کردین اور اُس سند کے زور سے اُنکو خود رائی سے ہٹاکر پابند سنّت کرین *

(۳) اِسپر اگر وہ علماء یہ اعتراض کرین کہ اِس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی یا شافعی) کے کسی کتاب فقہ ہدایہ یا منہاج) کے مسایل کو اسی طرز استدلال پر قرآن و حدیث سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کُتب کی تقلید و اتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب محدثین قایم کرنا اور قرآن و حدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا ؟ ۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ مذہب محدثین نئی بات نہین بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور کتب فقہ و مذاہب مین اِسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے و اجتہاد کا ذکر پاؤگے وہان اہل ظاہر و اصحاب الحدیث کا ذکر بہی ضرور دیکہوگے۔ اور نیز کوئی قول اُنکا ایسا نہ دیکہوگے جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤگے اور نیز تدوین و تالیف کُتب اس مذہب (صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہ) کی بہی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے

رہا یہہ کہ ہم نے اس مذہب کی تائید و بیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یا شافعی کی تائید و ترویج پر کیون اکتفا نکیا۔ اِسکی وجہ ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد و خیال مین (گو دوسرونکے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور **دوسری** یہہ کہ جن لوگون کے عمل و فہمایش کے لئے ہم نے اِس تالیف و بیان کا قصد کیا ہے اُنکے نزدیک بہی یہی مذہب مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق ہے لہذا ہم تائید مذہب حنفی یا شافعی سے عاجز و معذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید و ترویج مین مجبور ہین

جو لوگ اُن مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ اُن مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلّل فرما دین اور لوگون کو اُن مذاہب کیطرف بلا دین ۔

الغرض بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگا دینے کا اب وقت نہین رہا جس مذہب کو کوئی مرجح و مدلل سمجھے اُسکی ترویج و بیان کے لئے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے ۔

(۳) اسپر شاید وہ یہہ **اعتراض** کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے (بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا) چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جا بجا[†] اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور اُن سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہلحدیث) سے تعبیر کیا ہے پس اس مذہب مرکب محدثین کی ترویج سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وُہی آزادی (جسکو غیر مقلدی کہا جاتا ہے)[‡] پھیلیگی ‡

اسکا جواب یہہ ہے کہ اِس مذہب مرکب محدثین کی تکمیل و ترویج سے ازادی و غیر مقلدی تو ہر گز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضروری کرنی پڑے گی پھر یہ آزادی و غیر مقلدی کیونکر ہوئی **ہان** اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و بُرائی ہماری سمجھہ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھا دین گے تو ہم اِسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کر دین گے واللہ علی ما نقول وکیل وکفی باللہ وکیلا وکفی باللہ شہیدا ۔ **ابتک** توہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی کسی پر واجب نہین ہے اور اِس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی آزادی

† دیکھو صفحہ ۶ وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھہ ۱۲۰۷ ہجری ‡ یہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے

80

حاصل ہے۔

اول تو خدا ورسول نے قرآن وحدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بیسون علماء اصولیین† وفقہا حنفیہ وشافعیہ نے بتصریح بیان کیا ہے پھر آنحضرت کے اصحاب وخلفاء نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام قرافی‡ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پھر آیمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

---

† شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج وسید بادشاہ ومسلم الثبوت وشروح مسلم ومغتنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ ترجمہ واجب نہین مگر جو خدا ورسول واجب کرین اور خدا ورسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور میزان الکبریٰ شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۳ مین امام ابن عبد البر سے منقول ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدا من الائمۃ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ ترجمہ ہمکو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پونہچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرے جسکا خلاف صحیح نہ سمجھے۔ اور شرح عین العلم وسم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید ابن الملا فروخ مکی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء۔ ترجمہ خدا پاک نے کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو باستدلال کتاب وسنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

‡ مسلم ومغتنم ومیزان کبریٰ وناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی انعقد

اور مذہب کا ارشاد نہیں کیا[+] اور نہ انکے زمانہ مین کسی نے کسی ایک امام کا خاصکر اتباع کیا ہے اس پر بھی بہت سے علماء نے اجماع[++] ہوجانیکا صراحۃً یا اشارۃً دعوی کیا ہے ہان قرون

بقیہ حاشیہ نمبر دوم

الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابابکر و عمر و قلدهما فله ان یستفتی اباهریرة و معاذ بن جبل۔ **ترجمہ** قرافی نے کہا ہے اسپر اجماع ہوچکا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو وہ علماء مین سے جسکے چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے فتوی لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جائز تہا کہ وہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتوی لے اور اُن کی تقلید کرے۔

تیسرا حاشیہ

+ **میزان کبرے** کے اسی صفحہ مین ہے۔ قال ابن السبکی لم یبلغنا عن احد من الائمة انه امر اصحابه بالتزام مذهب معین لا یری صحة خلافه بل المنقول عنهم تقریرهم الناس علی العمل بفتوی بعضهم بعضا لانهم کلهم علی هدی من الله۔ **ترجمہ** ہمکو کسی امام سے یہہ بات نہین پہنچی کہ اُس نے اپنے صحبتیون کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کر نا وہ صحیح نہ سمجہے دیا ہو بلکہ اُن سے یہی منقول ہے کہ انہون نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قایم و ثابت رکہا ہے کیونکہ اِن کے نزدیک سبہی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین +

چوتہا حاشیہ

++ کتاب القواعد کبرے تالیف شیخ عزالدین بن عبد السلام مین ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ و عقد الجید مین نقل کیا ہے) لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذهب لا انکار علی احد من السائلین الی ظهرت المذاهب و متعصبوها من المقلدین **ترجمہ** ہمیشہ سے لوگ بلا قید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچہ لیتے اور کوئی انکو اس سے نہ روکتا یہان تک کہ مذاہب اور اُن کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) **میزان کبرے** کے صفحہ ۱۰ مین کہا ہے امام ابو محمد جوینی نے کتاب **محیط** تصنیف کی ہے جسمین ایک مذہب کی روش نہ اختیار

متاخرہ مین شخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی اکثر لوگون مین رواج ہو گیا تہا مگر اس زمانہ مین وہ رواج بہی نہین رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اٹہا دیا ہے پس ہماری تالیف وبیان میز اس شخصیت مذہب کا التزام ولحاظ نہین رہا تو کونسا محل اعتراض ہے +

بقیہ حاشیہ ۲

نہین کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبدالعزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عز الدین بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برنسی اور شیخ علی تبتیتی (امام شعرانی کا شیخ) چارون مذاہب سے لوگون کو فتوی دیا کرتے تہ۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت عُلما سے نقل کیا ہے کہ وہ چارون مذاہب پر لوگون کو فتوی دیتے۔ خاصکر عوام کو جو کسی مذہب معین کے پابند نہین ہوتے اور کسی مذہب کے اصول واقوال کو نہین جانتے" اور صفحہ ۴۰ مین کہا ہے کہ شیخ عبدالعزیز دیرینی نے کتاب **الدرر الملتقطہ فی المذاہب المختلفہ** تالیف کی ہے جسمین چارون مذہب پر فتوی دیا ہے اور صفحہ ۴۳ مین اُن ائمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہون نے ایک مذہب کو چہوڑکر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہین (۱) شیخ عبدالعزیز خزاعی پہلے مالکی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو اُن کے تابع ہو گئے (۲) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم پہلے مالکی تہے جب امام شافعی مصر مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی پہلے حنفی تہے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب مستقل رکہتے تہے پہر شافعی ہو گئے۔ (۵) ابو جعفر ترمذی (ابو عیسی ترمذی صاحب جامع ترمذی نہ سمجہ لینا) پہلے حنفی تہے پہر شافعی ہو گئے (۶) ابو جعفر طحاوی پہلے شافعی تہے پہر حنفی ہو گئے (۷) امام مشہور خطیب بغدادی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۸) ابن فارس مصنف کتاب مجمل در علم لغت پہلے شافعی تہے پہر مالکی ہو گئے (۹) سیف الدین آمدی اصولی مشہور حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۰) نجم الدین بن خلف مقدسی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۱) محمد ابن ابان نحوی پہلے حنبلی تہے پہر شافعی ہوئے پہر حنفی ہو گئے۔ (۱۲) امام مشہور تقی الدین بن دقیق العید پہلے مالکی تہے پہر شافعی ہو گئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن الزملکانی دمشقی

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اس زمانہ آزادی و خود اجتہادی مین ثبات و قیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اُسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ اصل اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر و نشر و بعثت و نبوت و احکام حلت و حرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب و ملت عیسائی ہنود وغیرہ) کے نو خیز مجتہدین اور محققین سے بھی پائی جاتی ہین

پہلے حنبلی پہر شافعی (۱۴۱) امام ابو حیان پہلے اہل ظاہر سے تہے پہر شافعی ہو گئے۔ ان تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نکرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ عمل اور مسلم چلا آتا ہے کہ اسکو سبیل المومنین کہا جا سکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جایز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے وفقل الشیخ عبد الوہاب عن جماعة عظیمة من علماء المذاهب انهم کانوا یعملون ویفتون بالمذاهب من غیر التزام مذهب معین من اصحاب المذاهب الی زمانه علی وجه یقتضی کلامه ان ذلک امر لم یزل العلماء علیه قدیما وحدیثا حتی صار بمنزلة المتفق علیه فهو سبیل المومنین الذی لا یصلح خلافه۔ ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل عبارت سے پہلے کہا گیا ہے اور طوالع الانوار حاشیة الدر المختار تالیف شیخ عابد حنفی مین ہے وجوب تقلید مجتهد معین لا حجة علیه لا من جهة الشرع ولا من جهة العقل کما ذکره الشیخ ابن الهمام من الحنفیة فی فتح القدیر وفی کتابه المسمی بتحریر الاصول وبعده موجود صرح الشیخ ابن الحاجب فی مختصر منتهی الاصول من المالکیة والمحقق عضد الدین من الشافعیة وذکر ابن امیر الحاج فی التحبیر شرح التحریر ان القرون الماضیة اجمعوا علی انه لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم

سُننے مین آتی ہین۔ پھر ایسے وقت تحقیق مین آئیہ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچھتا ہے اور کسی خاص شخص کے بلادلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے۔

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) و حمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے جھگڑون کو یک لخت چھوڑ دین اور جس مذہب اسلامی کو حق سمجھتے ہین اسکے حق ہونے کے دلایل عقلی و نقلی لوگون کو سُنا دین اور اِس ہوا تحقیق سے بچاؤ کے لئے کوئی اوٹ و آڑ بنا دین اور جن سے خود یہہ کام نہ ہوسکے وہ اُن لوگون سے جو اِس کام مین لگ رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہوجاوین جس مذہب

و لایفتی فی شیء من الاحکام الا بقولہ ترجمہ مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہین نہ شریعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر [illegible] مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول مین اور شافعیون مین سے قاضی عضد [illegible] نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین کہا ہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ کسی حاکم و مفتی کو ایک ہی شخص کا مقلد رہنا اِس طور پر کہ کسی مقدمہ مین بجز قول اِس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی و حکم نہ دے جایز نہین ہے' یہہ دعوی اجماع و اتفاق ہمنے بہت کتب اصول جیسے شرح تحریر شرح مسلم۔ شرح مختصر الاصول۔ مغتنم الحصول۔ تقریر الاصول۔ عقد الفرید شرنبلالی حنفی انتباہ۔ و حجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے ان دو تین کتابون کی نقلون پر اکتفا کیا۔

التماس

اِن چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجھنے مین ہماری معذوری و مجبوری سامعین و ناظرین کو واضح ہوگی۔ و مع ذلک قائلین وجوب تقلید مذہب معین کی خدمات بابرکات مین بڑے ادب و خلوص کے ساتھ التجا و التماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے ان نکات

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اِس مذہب کو تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت و تسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت و تسلیم اسلام شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام اِن سب مذاہب اسلامیہ کا مجموعہ ہے پس جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اُسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب کا اِن مذاہب سے رد و ابطال ہوگا اُسی مین رد و ابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہو جائیگا والعیاذ باللہ +

بھائیو اِن باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جھگڑے چھوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم کو عمل مین لاؤ

بقیہ حاشیہ ۲

و مستندات کی برخلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئی دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا کے لئے ہمکو اسپر آگاہ فرمادین اور ہماری معذوری و مجبوری کو اٹھادین ہم بکمال شکر گذاری اِس دلیل کو بسر و چشم قبول کرینگے اور اُسکے دی محسن کے بال بال سے گرویدہ و ممنون احسان ہون گے ۔ ہم آجکل اِس دلیل کی تلاش رکھتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اِس زمانہ آزادی مین دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل و خیال سے پسند کرتے ہین اور اِس مرض آزادی کے لئے اِسکو عمدہ علاج سمجھتے ہین مگر افسوس! پھر افسوس!! ہم اسپر کوئی شرعی سند و دلیل نہین پاتے اِسلئے لوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اِس آزادی کا وہی علاج متعین سمجھ بیٹھے ہین جسکے علم و بیان کے درپے ہین ۔ اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے تو ہم شکر گذاری اُسکو قبول کرینگے اور اِس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین کو اکسیر سمجھ کر اُسکے اثبات مین اپنی قوت و اوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے سر پر جبل عظیم کا سا بوجھ ہے فوراً ترک کر دین گے ۔ ناظرین باتمکین و منصفین اہل دین سے

آیندہ اختیار ہے ؎ ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند +

اَبْ ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور ہمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا - اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مدنظر ہے -

منشاء **اختلاف** کے بیان سے غرض ومفاد دو امر ہین - **ایک** یہ کہ ہمارے بھائی تیز متبعین وتازہ مجتہدین مجتہدین سابقین سے سوء ظنی چھوڑ دین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پر گمان نہ رکھین - اور یہ اعتراض نہ کرین کہ جس حالت مین احادیث صحیحہ نبویہ دفاتر ودواوین سنت مین موجود اور آفاق مین مشتہر ہو چکے ہیں تو پھر بعض آئمہ نے بعض احادیث کا عمل کیون ترک کیا ہے - **دوسرا** یہ کہ ہمارے بھائی مقلدین مجتہدون کے بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کو ان احادیث کی بے اعتبار وناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجھ لیں اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یہ یقین کر لین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سے ہی ہوا ہے جو ہمارے وقت آکر ہمارے حق مین متحقق نہین ہین لہذا اُن احادیث پر عمل نہ کرنے مین مجتہدین معذور تھے ہم معذور نہین ہین -

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف آئمہ بہت سی کتابون مین ضمنا پایا جاتا ہے،

امید ہے کہ میری اس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرما کر مجھے اس بیان وخیال مین خطا پر پاوین تو بیان حق با دلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اُسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکر سکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹھاوین یہ نہ ہو سکے تو سکوت ہی عمل مین لاوین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہو جاوین - مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہین ہون میری کلام کو خود بخود اپنا رد وجواب قرار دیکر مجھ سے جھگڑا لڑائی شروع نہ کر دین - آیندہ توفیق منجانب اللہ -

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالون مین میری نظر سے گزرا ہے اول رسالہ **رفع الملام عن الائمۃ الاعلام** تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی رح دوم رسالہ **الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف** تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف علی سبب الاختلاف** تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی رح -

ان سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اسلئے اسمقام مین اُسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اسمین خلاصہ رفع الملام آجائیگا اسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ - مصنف ایقاف فرماتے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی قسم بحکمتہ الاحلام [illegible] فی الانام وجعلهم مختلفین الافهام واصلی واسلم علی سید الکرام وآلہ وصحبہ الی یوم القیام اما بعد فهذہ ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان اللہ تعالی اصطفی من خلقہ محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم وجعلہ نبیهم وبینہ رسولا وعلمہ کل ما یتعلق بالدین الذی بعث بہ وکان اصحابہ الذین اختارهم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ مغترفین من بحور علومہ منهم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفهم والملازمۃ -

پاک ہے وہ خدا تعالیٰ جسنے اپنی حکمت [illegible] سے لوگون مین عقلون کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھ والا کردیا اور درود وسلام (آنحضرت) سب بزرگون کے سردار پر ہو - اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت کے دن تک - اسکے بعد یہ رسالہ ہے ایقاف علی سبب الاختلاف تو جان کہ بلاشبہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندون مین اور اپنے مین پیغامبر بنایا اور انکو سب کچھ جو دین کے متعلق تھا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکے دین کی مدد کے لئے چن لیا تھا آپکے دریا علوم سے چلو بھر رہے تھے اپنی سمجھ و قابلیت و صحبت کی اندازہ کے موافق

والناس فی ذلک متباینون بونا عظیما ولم یحط احد منهم بجمیع معلوماته بل ولا بجمیع مقولاته اذ لا تحیط الانهار بالبحور ولکنه صلی الله علیه وآله وسلم ما مات حتی بلغ الی عموم امته جمیع ما امر بتبلیغه الیهم وکانوا متفرقین الا فی طارف مختلفة الامکنة والبلدان وکان عند بعضهم من العلم ما لیس عند غیره وکانوا یختلفون تارة فی المعنی من النص کما وقع لمن امرهم النبی صلی الله علیه وآله وسلم ان لا یصلوا العصر الا فی بنی قریظة فمنهم من اخذ بظاهره ومنهم من اخذ بتاویله ویختلفون تارة فی الاستنباط من النص بالقیاس کما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا فرق رکھتے انمین سے کسینے آپ کے سبھی معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ نہرین دریاون کو گھیر نہین سکتین ولیکن ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تھے کہ جملہ امت کو سبھی کچھہ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تھے پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنون مختلف مکانون وشہرون مین تھے انمین ایک کو وہ علم ہوتا جو دوسرے کے پاس نہ ہوتا - اور کبھی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت نے حکم دیا تہا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ[+] ہی مین پڑہین پہر کسینے اسکے ظاہری معنی لئے کسی نے تاویل کی اور کبھی نص (آیہ قرآن یا حدیث) سے استنباط کرتے تہمین اختلاف کرتے جیسے عمرو بن عاص

[+] بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ وفساد برپا رکھتے تھے جب آنحضرت نے غلبہ وتسلط پایا تو انکو نواح مدینہ سے جلاوطن کر دیا - اسموقع پر جب نبرد ہا دا کرنے کو نکلے تو یہ حکم دیا پہر کسینے انمین سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز پڑہین گے اور کسینے اس حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑہ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکھو صحیح بخاری -

حین تیمم من الجنابة فی شدة البرد متأولا قوله تعالی لا تقتلوا انفسکم وتارة فی غیر ذلك ثم انتقل صلی الله علیه وآله وسلم وقام مقامه وزیره الاکبر وصدیقه الافخم فکان رضی الله عنه یعمل بالکتاب وما بلغه من سنة وان لم یجد فیهما شاور الصحابة فان وجد عندهم نصا اخذ به وقد فاته بعض الاحادیث ... علی ما فی الکتاب والسنة او فی احدهما واخذ به۔

صحابی کو اتفاق ہوا جبکہ انہوں نے سخت سردی میں جنابت سے تیمم کر لیا اور کبھی اور امور میں اختلاف کرتے پھر آنحضرت صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائمقام وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے تو آپ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر جو آپکو معلوم ہوتی عمل کرتے ان دونوں میں (اپنے نزدیک) کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ سے مشورہ لیتے پس اگر ان اصحاب ... کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اسکو عمل میں لاتے اور بعض حدیثیں آپ کو معلوم ہی نہیں ہوتیں

اور اگر ان کے پاس بھی کوئی حدیث نہ پاتے تو کسی حکم (کتاب و سنت پر قیاس فرماتے +

مترجم کہتا ہے اس رسالہ میں جا بجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر ہے اور بہت سی کتب حدیث میں انہی اکابر صحابہ سے قیاس کے نفی و مذمت بھی مروی ہے چنانچہ شمہ ازان ضمیمہ اخبار سفیر ہند [illegible] نمبر پانزدہم میں ہم بیان کر چکے ہیں ان آثار نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جن مسایل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان کیا ہے ان مسایل میں انکا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تھا بلکہ اور دقیق استنباط کتاب و سنت پر تھا جسکو انہوں نے لایق سمجھ مخاطبین نہ دیکھا اسلئے ان مسایل کو سمجھ مخاطبین کے موافق صورت و پیرایہ قیاس میں بیان کیا اس تاویل کی تائید میں وہ یہ نظیر پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے ایک عورت نے اپنی ماں کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کرے یا نہیں اسنے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کا حق بھی ادا کر اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حکم آنحضرت نے مخاطب کے سمجھانیکو پیرایہ قیاس میں بیان کیا ہے نہ یہ کہ در حقیقت آنحضرت نے حج کا فرض ہونا قیاس کیا ہے کیونکہ قیاس بوقت موجود نہ ہونے نص کے ہوتا ہے اور آنحضرت کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
الفاروق رضه وکان یعمل بالقرآن والحدیث
وان لم یجد فیهما شیئا شاور الصحابة
فان وجد عندهم نصا اخذ به وقد
فاته بعض الاثار والا کان غالبا
او تارة یاخذ بقول الصدیق والا اجتهد
واستخرج اراء الناس فما راه صوابا
اخذ به وقلما یخطئ فی رایه ثم انتقل
الی الله تعالی وقام مقامه ذوالنورین
رضی الله عنه فکان یاخذ بالکتاب
والسنة وقول الشیخین غالبا او تارة
ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
زوج الزهرا رضی الله عنهما فکان یاخذ
بالکتاب والاثر والقیاس الا انه رد وکانت
الصحابة رضی الله تعالی عنهم اعلم الناس
بالکتاب السنة وافهمهم بهما وکانوا
یعملون بهما وکانوا یرجعون عن اقوالهم
وافعالهم اذا بلغهم الحدیث الذی
فاتهم وکانوا یختلفون فی بعض الفروع
ولم یقصروا فی اتباع الحق وتفرقوا
فی مشارق الارض ومغاربها وجنوبها

پھر آپنے انتقال کیا اور آپ کے قایمقام
عمر فاروق رض ہوئے وہ بھی قرآن و حدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن و حدیث مین کوئی امر نپاتے
تو اور اصحاب سے پوچھتے اُن کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لے لیتے اور بعض حدیثین آپکو بھی معلوم نہین
ہوئین اور اگر کوئی حدیث اُن کے پاس بھی نپاتے
تو اکثر یا گاہے قول صدیق اکبر کو ہی عمل مین لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگون کی رائے بھی لیتے
پھر جس راے کو صواب سمجھتے اسپر عمل کرتے اور اپنی رائے
مین خطا کم کرتے پھر آپنے انتقال کیا تو آپ کے قایمقام
عثمان ذوالنورین ہوئے وہ بھی کتاب و سنت پر اور غالبا
یا نادراً قول شیخین (صدیق و فاروق رض) پر عمل کرتے
پھر آپنے انتقال کیا اور آپکے قائمقام (علی مرتضی)
شوہر فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا و علی ابیہا) ہوئے تو آپ
بھی قرآن و حدیث و قیاس پر عمل کرتے اور سبھی صحابہ
کو قرآن و حدیث کا علم و فہم خوب تھا اور وہ سب
قرآن و حدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول و فعل سے
رجوع کر لیتے جب اُن کو (اپنے قول و فعل کے مخالف)
کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تھی اور بعض
فروعات مین آپسمین اختلاف بھی رکھتے مگر امر حق
کے ماننے سے قصور نہ کرتے وہ مشرق و مغرب و جنوب

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام متفرقون ثم لا يزالون يقلون وكثر الاختلاف بسبب اتباعهم الذين اخذ منهم العلوم حتى انقرضوا بالكلّية۔

وقام مقامهم في الفتوى وغيره علماء التابعين وزادوا في الاختلاف لاختلافهم في العلوم والفهوم ثم قام مقامهم علماء التابعين وزادوا في الاختلاف وربما اتفقوا هم ومن تبعهم فيما كان مختلفا فيه قبل فصار الامر الذي يجتمعون عليه مجمعا عليه بعد ان كان مختلفا فيه وكان في كل زمن وبلد خلق كثير من اهل الاجتهاد والفتوى والحديث ونحوها وكانت لهم مذاهب مختلفة وآراء متبددة ووفق الله تعالى تلامذة الائمة الاربعة واصحابهم فحفظوا مذاهبهم ودونوها ونشروها حتى لم يبق من اتباع غيرهم الا عدد قليل لحكمة يعلمها الله تعالى وندرست مذاهب

وشمال مین پہیل گئے تہے اور مختلف قومون نے انسے علوم حاصل کی پہر اصحاب کم ہوتے گئے اور اختلاف بڑہتا گیا اُن لوگون کی جہت سے جنہون نے اُن سے علوم حاصل کیا تہا یہانتک کہ وہ بالکل تمام ہوئے۔

اور فتوی وغیرہ مین تابعین اُن کے قایمقام ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب اختلاف مین بڑہ گئے پہر تبع تابعین انکے قایمقام ہوئے تو وہ اختلاف مین اور بھی بڑہ گئے اور بعض مسایل مین جنمین پہلے صحابہ مین اختلاف تہا تابعین وتبع تابعین کا اتفاق ہوگیا اور وہ امر اختلافی اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر مین بہت لوگ صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور انکے مذاہب مختلف اور آرا متفرق ہوگئی۔ خداتعالی نے آیمہ اربعہ کے شاگردون اور صحبتیون کو توفیق دی تو انہون نے ان کے مذاہب کو ضبط کیا اور انکی کتابین تصنیف کین اور اون کو پہیلایا یہانتک کہ خدا کی حکمت✝ سے جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

✝ مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب حقہ کی دراست وندرست کی اصلی حکمت کا خدا ہی کو علم ہوگا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب دنیاوی شوکت وریاست ہے علمانے بیان کیا ہے

غیرہم فبقیت مذاہبہم معمولۃ —
وسبب الاختلاف اشیاء کثیرۃ لا یمکن حصرہا
منہا الاختلاف فی العلوم والفہوم و
کون النصوص قابلۃ للاحتمالات باعتبار
الالفاظ والنظم والترکیب والسیاق وغیر ذلک

باقی نہ رہی وہ مذاہب بے نشان ہو گئے انہی چار
اماموں کے مذاہب معمول و مروج رہی ان سب مذاہب
کے اختلاف کے بہت سبب ہیں جنکا حصر و شمار ممکن
نہیں ہے از انجملہ علموں اور سمجھوں کا مختلف ہونا
اور نصوص (قرآن و حدیث) کا الفاظ و نظم و ترکیب کے

کہ مذہب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ اُن
مذاہب کے اکابر و اعیان کو قضاء و قرب حکام وقت حاصل تہا پس اس قرب و رتبہ کے ذریعہ سے اونہون
نے اُنہی مذاہب کو پہیلایا جنکو اپنے اعتقاد مین برحق اور سُنت کے مطابق سمجہا - حضرت شاہ
ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے صفحہ ۱۵۱ مین کہا ہے وکان اشہر اصحابہ ذکراً
ابو یوسف فولی قضاء القضاۃ ایام ہارون الرشید فکان سبباً لظہور مذہبہ
والقضاء بہ فی اقطار العراق وخراسان وما [illegible] امام ابو حنیفہ
کے صحبتیون مین بڑے مشہور و معروف امام ابو یوسف تہے وہ ہارون رشید کے عہد مین قاضی القضاۃ
کے عہدہ پر مامور ہو گئے یہہ اِن کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اُسکے موافق عراق و خراسان و
ما وراء النہر کے اطراف مین قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز **بستان المحدثین**
مین فرماتے ہین ابن حزم در جائے نوشتہ کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج
و اشتہار گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابو یوسف قضاء کل ممالک بدست او بود
از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید و در اندلس
یحیی بن یحیی را نزد سلطان آنوقت بحدے مکنت و جاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی و حاکم بے مشورہ
او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران و ہمداستانان خود را متولی نمی ساخت انتہی کلام ابن حزم -
جناب شاہ صاحب نے اندلس مین مالکی مذہب کے رواج کا یہی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج و زیارت
مدینہ منورہ کے لئے آتے اور مدینہ مین امام مالک کی فضیلت اور بزرگی و وسعت علم کا حال سنکر اندلس مین

نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حزم رحمہما
الله ما حصلہ انہ قد یحفظ الانسان الحدیث
فلا یحضرہ ذکرہ فیفتی بخلافہ وقد
یعرض ھذا فی القرآن الا ترے ان
عمر رضی اللہ عنہ نھی ان یزاد
فی المھر علی عدد امھر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حتی ذکرتہ امرأۃ
بقول اللہ تعالی وآتیتم احدٰھن
قنطارًا فترک قولہ وقال کل احد
اعلم من عمر [illegible] امر برجم
امرأۃ ولدت لستۃ اشھر فذکرہ
علی رضی اللہ تعالی عنہ بقولہ تعالی
وحملہ وفصالہ ثلثون شھرًا مع
قولہ تعالی والوالدات یرضعن اولادھن
حولین کاملین فرجع عن الامر
برجمھا وھم ان یسطو بعیینۃ
بن حصن اذ جفا علیہ حتی ذکر الحارث

لحاظ سے کئی معنوں کا محتمل ہوتا وغیر ذلک حافظ
ابن القیم نے (امام) ابن حزم سے خدا دونوں پر
رحم کرے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو
حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کیوقت اُسکا دھیان
نہیں ہوتا پس وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا
ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے تو نے
نہیں جانا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے بڑھکر
مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپکو خدا
کا یہ قول کہ تمنے عورتوں کو بہت مال مہر میں دیا
ہو تو ان سے [illegible] اُنہوں نے
اپنا قول چھوڑ دیا اور (بتواضعًا) یہہ بھی فرمایا کہ مجھہ سے
سبھی لوگ علم میں زیادہ ہیں اسیطرح حضرت عمر نے
ایک عورت کو جس نے چھہ مہینے کا بچہ جنا تہا بعلت زنا
سنگسار کرنیکا حکمدیا تو حضرت علی مرتضی نے خدا کا یہ
قول کہ بچے کا حمل اور دودہ پلانا ڈھائی برس تک ہے معہ اس
قول کے کہ مائیں اپنی اولاد کو دو برس دودہ پلائیں
جو پورا دودہ پلانا چاہیں یاد دلایا اور یہہ جتایا کہ پہلی تو

جانتے تو اس سے اندلس کے لوگ امام مالک کے معتقد و مقلد ہوجاتے اور جو مصنف رحمہ اللہ نے تصنیف
و تدوین کتب کی مذاہب اربعہ سے خاص کیا ہے یہہ خصوصیت اکثر مذاہب کی نسبت صحیح ہے اِس سے مذہب
محدثین مستثنی ہے اِس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے پیشتر ہوچکی ہے جس نے
کتب حدیث کو دور سے بھی دیکھا ہوگا اسپر یہہ امر مخفی نہ ہوگا۔

بن قيس بقول الله تعالى واعرض عن
الجاهلين فرجع انكر موته صلى الله تعالى
عليه وسلم حتى قرع قوله تعالى انك
ميت وانهم ميتون فرجع عن ذلك
وقد كان علم الاية ولكن نسيها لعظم
الخطب الوارد عليه وقد يذكر العالم
الدليل ولكن يتاول فيه تاويلا
من تخصيص ونسخ وغيرهما ولا شك
ان الصحابة رضى الله عنهم ما كان
يكون احد منهم يطلع على جميع ما
يصدر عنه صلى الله عليه وسلم لاشتغالهم
بامر معاشهم واغراضهم فيحضر
عنده بعض دون بعض فلما مات
صلى الله عليه وسلم وولى ابو بكر
كان اذا جاءتهم القضية وليس
فيها نص سال غيره فان وجد نصا
تبعه والا اجتهد قد يكون فى تلك
القضية نص عند غير من كان حاضرا
عنده كان التيمم للجنب عند
عمار وغيره وغاب عن عمر وابن
مسعود وجواز المسح على الخفين

جیہہ مہینے کم سے کم مدت حمل کا ذکر ہے پس اونہوں نے اس حکم
رجم سے رجوع فرمایا اور آپ عیینہ ابن حصن پر جب اُس نے
آپ کی جناب میں گستاخی و سختی کی حملہ کرنا چاہا تھا یہانتک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہ قول کہ جاہلوں سے درگذر
کر یاد دلایا تو آپ نے اُس سے درگذر کیا اور آپ نے
(آنحضرت کے فوت ہو جانے کو تعجب سمجھکر) اُس سے
انکار کیا یہانتک کہ ان کے سامنے یہہ قول خداوندی
(ای محمد) تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے
ہیں پڑھا گیا تب اُنہوں نے اس انکار و اصرار سے رجوع
فرمایا یہہ آیت تو انکو معلوم تھی ولیکن اس بھاری امر
(آنحضرت کی موت) کے سبب اسکو بھول گئے تھے
اور کبھی کوئی عالم (مسئلہ) کی دلیل یاد رکھتا ہے مگر
اسمیں تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمیں شک نہیں کہ آنحضرت کے اصحاب سے کوئی
اُن سب باتوں پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت سے صادر
ہوتیں کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور میں مشغول
رہتے اور آنحضرت کے نزدیک اُنمیں بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر
صدیق اُنکے خلیفہ ہوئے تو جب اُن کے پاس
کوئی قول خدا و رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگوں سے
پوچھتے پھر اگر اُن کے پاس کوئی قول خدا و رسول

عند علی رضؓ وحذیفہ رضؓ وغاب عن
عایشہ وابن عمر وابی ھریرۃ
مع انھم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن ابی موسی وتوقیت
الاستیذان کان عند ابی موسیٰ
وابی سعید وابیؓ وغاب عن الفاروق
وعلم جواز النفر للحایض اذا طافت
طواف الفرض عند ابن عباس رضؓ
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعۃ النساء
وعلم حرمۃ الحمر الاھلیۃ عند
علی وغیرہ وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئۃً
عند عمر وابی سعید وغیرھما
وغاب عن طلحۃ وابن عباس ومثل ھذا
کثیرا ومضی الصحابۃ وخلفھم
التابعون الآخذون عنھم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافھام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمہ ولا یکلف اللہ

پاتے تو اُسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبھی خدا اور رسول کا قول کسی شخص کے پاس ہوتا
جو وہاں حاضر نہ ہوتا تھا جنبی کے لئے تیمم کا حکم عمار
وغیرہ کو معلوم تھا اور حضرت عمر وابن مسعود کو نا معلوم
مسح موزہ کا جواز حضرت علی مرتضیٰ و حذیفہ کے پاس
تھا اور حضرت عایشہ اور ابن عمر وابی ہریرہ سے
باوجودیکہ یہہ مدینہ کے رہنے والے تھے مخفی تھا پوتی کو
بیٹی کے ساتھ چھٹے حصہ کا وارث کرنا حضرت ابن مسعود
کو معلوم تھا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو نا معلوم
[illegible] تین دفعہ اذن چاہنے
کی حدیث حضرت ابو موسیٰ ابو سعید خدری وابی بن
کعب کو معلوم تھی اور حضرت عمر فاروق سے مخفی حیض
والی عورت کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کے سوائے مکہ سے کوچ کرنیکا جواز حضرت ابن عباس وام سلیم
کو معلوم تھا اور حضرت زید بن ثابت کو نا معلوم۔
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہے کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضیٰ کو معلوم تھا اور حضرت ابن عباس پر پوشیدہ
چاندی سونیکی بیع میں نسیہ (قرض) کا عدم جواز عمر فاروق
اور طلحہ و ابن عباس پر مخفی - اور اسکی مثالیں اور بہت
ہیں (ازانجملہ بعض کا ذکر عنقریب آتا ہے) صحابہ گذر گئے تو ان

نایب تابعی (مجتہد) ہوئے جو انسے علم حاصل کئے تھے وہ بھی علموں اور فہموں میں مختلف تھے اور وہ سب بقدر اپنے علم

نفسا الا وسعها وكل ما جور على
ما اصاب فيه اجرين وما جور
فيما خفي عنه اجرا واحدا وقد
يبلغ الرجل لضنان ظاهر التعارض
فيميل الى احدهما بنوع من الترجيحات
ويميل غيره الى ما تركه بنوع آخر
من الترجيحات ومثل هذا كثير۔
ولهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا
من الاحاديث والآيات وخالفهم نظر
هم فاخذ [illegible] ما تركه اولئك و
اخذ اولئك ما ترك هؤلاء لا للقصد
الى خلاف النص واذا قامت الحجة
على من بلغه شيء صحيح من الدليل اي
من غير تعارض ونحوه فلم يبق تركه
الا للعناد والتقليد وعلى هذه الطريقة
كانت الصحابة رضي الله عنهم انتهى كلامه
ملخصا ونقل ابن القيم ايضا عن شيخه ابن
تيمية جماع الاعذار في ترك من ترك

اور کسی کو خدا نے اسکی طاقت سے بڑہکر مکلف نہیں
کیا اور سب اِس فتوی مین خدا کیطرف سے ثواب پاتے
ٹہیک فتویٰ دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبھی کسیکو
حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کیطرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مایل ہوتا اور دوسرا اسی حدیث
کیطرف جسکو اُس نے چہوڑ دیا تہا اور وجہ سے مایل ہوتا
اسکی مثالین بھی بہت ہین۔

ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات وحدیث
کو ترک کیا ہے اور اُنکے ہمسرون نے اُنکا خلاف
کیا اُنہون نے احادیث کو لیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے اُن حدیث کو لیا
جنکو اُنہون نے ترک کیا نہ اسلئے کہ عمداً النصوص
(آیات وحدیث) کا خلاف کرین (بلکہ اِن وجوہات سے
جنکو ہم بیان کر چکے ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات وحدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے
پہنچ جائے تو اسکو اِس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید†
باقی نرہا۔ صحابہ اِسی طریق پر تہے کلام ابن القیم جو اُس نے
ابن حزم سے نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نے اپنے استاد ابن تیمیہ

† جیسا کہ اِس وقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سنتے ہین اور اُسمین کوئی تاویل بھی
نہین کر سکتے اور نہ اُسکو ضعیف و منسوخ کہہ سکتے ہین پہر صرف اس عذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اِس حدیث کو رد کر دیتے ہین۔

من الائمة حديثاً ثلثة اصناف احدها
عدم اعتقاده انه صلى الله عليه وسلم
قاله والثاني عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول والثالث
اعتقاد نسخه وهذه تتفرع الى اسباب
متعددة منها ان لا يكون الحديث قد
بلغه وقياس قد يوافق قياسه الحديث
المتروك ويخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب على اكثر ما يوجد من اقوال
السلف مخالفاً لبعض الاحاديث فان
الاحاطة بحديث رسول الله صلعم
لم يكن لاحد واعتبر بالخلفاء الراشدين
الذين هم اعلم الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم خصوصاً الصديق
الاكبر الذي قل ما فارقه وقد
خفي عليه ميراث الجدة وعلمه المغيرة
بن شعبة وعمران بن حصين ومحمد بن مسلمة
وخفي على عمر توريث المرأة من دية زوجها
حتى اخبره رجل من اهل البادية وخفي
عليه حديث اخذ الجزية عن المجوس حتى
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفي عليه

سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات اُن آیمہ کے جنہوں نے
کسی حدیث کے ترک کیا ہے تین قسم ہیں - اول
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اِس حدیث کو وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اسحدیث
پر عمل کرنیوالے سمجھے ہیں تیسرا اسکو منسوخ سمجھ لینا
ان عذرات کی شاخین کئی قسم ہیں از انجملہ یہ کہ
اس شخص کو حدیث نہیں پہنچی و اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اسحدیث متروک کے موافق ہوا
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر اُن
اقوال علماء سلف کا جو بعض حدیثوں کے مخالف ہیں
کیونکہ سبھی احادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تہا اسباب مین تو خلفاء راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تہے خصوصاً صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کے حال سے عبرت
حاصل کر - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور انکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کے
دیہ سے ارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنے والے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر وبا

حدیث النهی عن القدوم علی ما فیه
الطاعون حتی اخبره عبد الرحمن و
خفی علیه حدیث الریح حتی اخبره
ابو هریرة وکان یفتی باختلاف
الدیة فی الاصابع وکان عند ابن
عباس وابی موسی علم ان النبی صلی
الله علیه وسلم قال هذه وهذه
سواء وعمل به معاویة حین
بلغه وکان لا یری هو وابنه
عبد الله التطیب عند الاحرام
ولا بعد رمی الجمرة قبل طواف الفرض
وقد صح جواز ذلک عنه صلی الله علیه
وسلم وکان یری عدم التوقیت
فی المسح علی الخفین وقد صح فی التوقیت
احادیث وکان علی وابن عباس یریان
ابعد الاجلین علی المتوفی عنها زوجها
وقد صح عنه صلی الله علیه وسلم
ان انقضاء عدتها بوضع حملها
وکان یری زید بن ثابت وابن
عمر وغیرهما ان المفوضة
اذا مات عنها زوجها

کی زمین مین جانسے ممانعت مخفی رہی اور وہ
بہی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر آندہی
کی +حدیث مخفی رہی جو ابو ہریرہ نے بتائی اور آپ
انگلیون کے خونبہاے مین اختلاف رکہتے تھے
اس باب مین ابن عباس و ابی موسی اشعری کے
پاس یہ علم تہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بڑی انگل
اور چہوٹی کے خونبہا مین برابر ہین (پس یہ آپکا قول
کیا) اور امیر معاویہ نے بہی اسپر عمل کیا ہے
جب انکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کے صاحبزادے
عبد اللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جایز
نہ سمجھتے تھے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے
بعد بھی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح
ہو چکے ہین اور آپ مسح موزہ مین تعیین مدت
کے قایل نہ تہے حالانکہ صحیح حدیث مین تعیین
آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس
اُس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے
عدت دونون عدتون (وضع حمل اور چار مہینے دس دن)
سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت
سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے
اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تہا
کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مرجاوے

+ یعنی وہ حدیث جسمین یہ بیان ہی کہ آندہی آنے کیوقت کیا کہین، دیکھو میرے ضمیمہ سفیر ہند سنہ ۶ء—

لا مهر لها وقد صح انه صلى الله عليه وسلم جعل لها المهر كاملاً †
وهذا باب اسع وما المنقول فيه
عن غير الصحابة ذلك اكثر من ان يحصى
فاذا اخفى على علم الائمة وفقهها
بعض السنة فما الظن بمن بعد
هم ثم اعتقد ان كل حديث
بلغ كل فرد من الائمة او اماماً
معيناً فقد اخطأ خطأ فاحشاً قال
ابو عمر فليس احد بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت
عليه بعض السنة وهذا الدواوين
جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن
انحصار الاحاديث فيها وليس كل من
عنده هذا الدواوين يحيط بها علماً
بل والذين المتقدمين صدورهم
وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث
بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره

اور مہر مقرر ہوا اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ
آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے
اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہی اور یہ باب (مخفیات
صحابہ) فراخ ہے اور جو اِس قسم کی باتین صحابہ کے
سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے
بڑکر ہے پس جب اُمت کے زیادہ جاننے والے اور بڑے
مجتہدون پر بعض احادیث مخفی ہین تو انکی نسبت
کیا خیال کرنا چاہیے جو اُنکے پیچھے ہوئے -
پس جو شخص یہ سمجھے کہ سبھی حدیثین سبھی اماموں کو
یا اُسکی خلاف امام تک پہنچی ہین تو اُس شخص نے خطا کی
ابو عمر و ابن عبد البر نے لکھا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا
شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی
نرہی ہون اور یہ حدیثون کے دفتر (کتابین)
گذر جانے ایمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور
انہین بھی سب حدیثون کا منحصر ہو جانا ممکن
نہین ہے اور یہ بھی نہین ہوتا کہ جس کے پاس یہ
سب کتابین موجود ہون اُسکو سبھی کچھ جو انہین
ہے یاد ہوتا ہے - اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین کو ہمنے منہیات اخبار سفیر ہند مین نمبر ۶ سے ۱۱ تک ایسی تفصیل و ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اِس تفصیل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کی طرف مراجعت فرما دین تو امید ہے کمال حظ پاوین +

فيكون حجة على من بلغه من وجه صحيح لا على من لم يبلغ ولهذا علق كثير من الائمة القول بموجب الحديث على صحته فيقول قولي فيها كيت كيت وقد روي فيها حديث بخلافه فان صح فهو قولي وامثال هذا كثيرة جدًا۔

وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف اشيا منها ان احد المجتهدين يعتقد ضعف احد والاخر ثقته ومنها ان بعضهم يشترط في خبر الواحد العدل شرطا يخالفه غيره ومنها عدم معرفته بدلالة الحديث اما لكون لفظ الحديث غريبا عنده او يكون لفظه مشتركا او مجملا او محتملا فيه الحمل على ظاهر معناه الحقيقي والمجازي ومنها عدم تفطنه لدخول فرد معين تحت عام بعد علمه

تو انکے سینے ہی تھے اور وہ خوب جاننے والے تھے از انجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لائق سند ہی جسکو سند صحیح سے پہنچی نہ اُسکے حق مین جسکو بسند صحیح نہین پہنچی۔ اسیواسطے بہت سے اماموں نے بعض احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہے) اگر یہہ حدیث ثابت ہوجاوے تو یہی ہمارا قول ہے اسکی امثال بہت اکثر سی ہین۔

اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کی بہت سی اسباب ہین از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی کو ضعیف سمجھتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا ہے از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین لگاتا از انجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا کیا تو اسلئے کہ اس حدیث کی الفاظ اسکی نزدیک کم استعمال ہین یا اسلئے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکی محتمل ہے اور از انجملہ یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جان کر اُسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین کرتا

بدا اما لعدم احاطته بحقیقة
ذلك الفرد وعدم مماثلته لغیره من الافراد
الداخلة تحت لعام واما لخطور
علی بالہ واما لاعتقاده اختصاصہ
بخصیصتہ تخرجہ من لعام ومنھا
اعتقاده العموم فیما لیس بعام
او الاطلاق فی المقید فیذھل
عن التقیید منھا اعتقاده عدم
دلالة اللفظ علی الحکم المتنازع
فیہ [illegible] معروف [illegible]
اللفظ فی عرف الشرع فیحملہ علی
خلاف مدلولہ او یکون لہ فی
عرف الشرع معنیان فیحملہ علی
احدھما ویحمل غیره علی غیر ذلك
او لفھمہ من الخاص العموم او من
العام الخصوص ومن المطلق المقید
ومن المقید المطلق ومنھا ان النص
عارضہ ما یساویہ او اقوی منہ
وللتعارض انواع قال ابن القیم رحمہ اللہ
فمن ھداه اللہ تعالی الی الاخذ بالحق
حیث کان ومع من کان ورد الباطل

کیا اسلئے کہ وہ اِس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد
سے اسکی مماثلت ومشابہت کا علم نہین رکھتا
یا اِسلئے کہ وہ اِسمین اپنے دلمین شبہ رکھتا ہے
یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سے حکم عام سے خارج کرتا ہے
اور از انجملہ یہہ کہ وہ اسحدیث کو جو عام نہین ہے
عام سمجھتا ہے یا اِس حدیث کو جو مقید ہے مطلق
خیال کرتا ہے اور اُسکی قید سے غافل ہے
اور از انجملہ یہہ کہ وہ حدیث کا لفظ حکم متنازعہ فیہ پر
دلالت کرتا نہین مانا گیا تو اسلئے کہ اسکی عرف
شرع مین معنی نہین جانتا اِسلئے خلاف معنی پر محمول
کرتا ہے یا یہہ کہ عرف شرع مین اسحدیث کے دو معنی
ہین وہ اسحدیث کے ایک معنی لیتا ہے دوسرا دوسرے
معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجھتا ہے یا عام کو
خاص اور مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق
اور از انجملہ یہہ کہ اسحدیث کے معارضہ (مقابلہ) مین
اور حدیث اسکے مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی
جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہین —
ابن القیم نے کہا ہے (خدا اُسپر رحم کرے)
کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لیلیتا ہے
جہان کہین ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق
کو رد کرتا ہے خواہ کیسے شخص کے ساتھہ ہو

مع من كان فهذا اعلم الناس
واهداهم سبيلا واقومهم
قيلا واهل هذا المسلك اذا
اختلفوا فاختلافهم رحمة
وهدى وهو من باب التعاون
على الذين كل يخبر بما راه صوابا
عنده فان قوبل بين الاراء المختلفة
وعرضت على كتاب الله وسنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتجرد النظر عن التعصب والحمية و
استفرغ وسعه وقصد طاعة الله
ورسوله صلى الله عليه وسلم
قل ان يخفى عليه الصواب من
تلك الاقوال وما هو اقرب اليه
وهذا النوع من الاختلاف لا يوجب
معاداة ولا افتراقا في الكلمة
ولا تبديد الشمل انتهى قلت اذا
كان المعبود الآمر بالعبادة واحدا
والرسول صلى الله عليه وسلم
واحدا والدين واحدا وهولاء العلماء
كلهم يريدون اتباع الدين

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے
زیادہ ہدایت پہ ہے اور سب سے زیادہ راست گو
ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہین تو اُن کا
اختلاف رحمت ہوتا ہے اور ہدایت اور یہہ اختلاف
کرنا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دیتا ہے
ہر ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جسکو اپنے
نزدیک صواب سمجھتا ہے اطلاع دیتا ہے پس اگر
اُن سبھی مختلف راؤن کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے
اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش
کیا جاوے اور اپنی نظر کو اُن اراء مین لگاتے ہین
تعصب اور حمیت سے (یا سواری) مجرد کرین اور اپنی سعی
اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کرین
تو اُن اقوال کی راہ سے جو صواب اور جو قریب صواب
ہے کم مخفی رہے اس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت
پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی
بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا۔
مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا)
معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور
رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور
دین (اسلام) ایک اور یہہ سبھی علماء اتباع
دین کا ارادہ رکھتے ہین اور اُس مین اپنے

والمقصر و من وکلٌّ له فضائل و
کمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
فالتعصب لمعين والجمود على قوله
لماذا نقل الحافظ ابن حجر في
لسان الميزان عن الطحاوي انه
قال او كلّ ما قال به ابو حنيفه
اقول به و هل يقلد الا عصبي او
غبي فطارت هذه الكلمة بمصر
حتى صارت مثلا انتهى و عند
كل امام ما قاله ولم يرجع عنه ولا
يمكن عن مجتهد قولان متباينان من
غير رجوع عن احدهما اللهم
الا ان يكون متردداً في ذلك و
يحتمل ان يقول المجتهد قولا ثم
يرجع الى غيره ثم يرجع عن الآخر
الى الاول ولهذا لهذا مثال في
الاقوال المجتهدين ولم يكن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان يعرف

طرف سے قصور نہین کرنے اور ہر ایک کے لئے
فضایل و کمالات حاصل ہین اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو
اگر تم کو علم نہین ہے پھر ایک شخص کے لئے تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے کہا ہے کیا جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے
مین اُسیکا قایل ہون (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات مین) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
بے سمجھ ہوتا ہے یہ کلمہ طحاوی کا مصر مین
اُڑگیا اور ضرب المثل ہوا کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پھر اس سے رجوع نہین کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہین مگر اس
صورت مین کہ ان دونون مین اسکو تردد ہو
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پھر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پھر اُس قول سے پہلی قول کیطرف رجوع

† جسکو لوگ مذہب مجتہد سمجھ کر اسپر جم جاتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ وہ حقیقت مین
مذہب مجتہد کا ہے یا نہین۔

جمیع مذهبه هذا ظاهر وغالب اختلاف اصحاب ارباب المذاهب سببه ان بعضهم یعرف من المذهب ما لا یعرف غیره ومنهم من یعرف القول المرجوع عنه ولا یعرف المرجوع الیه ویفتی بالاول ومنهم من لا یعرف عن الامام نصا فیقیس علی مسایل الامام ویخالفه غیره فی ذلک القیاس فتارة یصیب هذا وتارة هذا وکثیرا ما یختلفون فی فهم معانی اقوال الامام ودلالتها وهذا باب واسع جدا ولیس کل ما یستنبط رجل من اقوال الامام یکون مذهبه بل تارة یوافق مذهبه وتارة یخالفه ولا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة للائمة بانها اقوالهم او مذاهبهم قطعا لانه یحتمل انها لو عرضت علیهم قبلوا اشیاء منها وردوا اشیاء اخر وهذا کما لا ینسب

کیا ہو اُسکے مثال بہی اقوال مجتہدین سے کوئی معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد اور صحبتی اُسکے سبہی مذہب کو نہین جانتے اور یہ امر ظاہر ہے اور ایہہ مذاہب کے شاگردون کے باہمی اختلاف کا غالبًا یہہ سبب ہوا ہے کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اِس قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجہ لیا اور اسی پر فتوی دیا اور دوسرے قول کو جسکی طرف رجوع کیا تہا معلوم نہ کیا اور بعضون نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اقوال و مسایل پر قیاس کر کے اُسی قیاس کو مذہب امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نے اُس قیاس مین خلاف کیا پس کبہی یہہ صواب کو پہنچا کبہی وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول امام کے معنی سمجہنے مین اونہون نے اختلاف کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے قول سے نکال لے وہی امام کا مذہب بنجاوے بلکہ کبہی وہ استنباطی بات مذہب امام کے موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتهدون من اقوال
النبی صلی الله علیه وسلم الیه علی
انها اقواله ویحتمل کونها شریعته
قال ابن تیمیة فی رد الروافض تجد
احد کالطائفتین والرجلین من الناس
لایکذب بما یخبر به من العلم لکن
لا یقبل ما تاتی به طایفة اخری
من الحق سواء کان من باب الصدق
المعروف بالخبر او من الصدق
المعروف بالنظر فیقبل ما ذکرته
طایفة من معقول ومنقول او
یرد ما ذکرته الطایفة الاخری انتهی
قلت هذا کثیر فی اصحاب ارباب
المذاهب خصوصاً فی اهل زماننا
هذا تریهم لا یعتمدون الا ما
وجدوه منقولاً من اهل مذهبهم
سواء کان ذلک قول امامهم
او لا الذی ظهر لهذا الفقیر ان
معظم المسایل المذکورة فی اصول
الفقه ماخوذ من اقوال الایمة

اور کبھی مخالف پڑتی ہی اور یہ مناسب نہین ہی
کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سی نکالی گئے
ہین اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے
اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے
کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اُن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا
جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال
کو رد کر دیتا - اسکی نظیر یہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون
نے آنحضرت کے اقوال سی استنباط کئی ہین اور
اُنکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہین مانا جاتا اُنکا
شریعت ہونا محتمل ہے - شیخ ابن تیمیہ کتاب
منہاج السنہ مین کہتا ہے کہ تو دو جماعتون مختلف
مذاہب یا دو شخصون مین سے ایک کو ایسا پاوے گا
کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہی جھوٹھ
نہین سمجھتا ولیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا
شخص حق سنا وے خواہ وہ خبر (حدیث وغیرہ) سے
معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول
نہین کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہی اُسکو
مانتا ہے اور جو دوسرا فرقہ کہے اُسکو رد کرتا ہے،
کلام ابن تیمیہ تمام ہوا - مین (مصنف ایقاف)
کہتا ہون یہہ بات اہل مذاہب کے پیروان مین خصوصاً
ہمارے زمانہ ۱۲۶۳ھ مین بہت ہی اُنکو تم دیکھوگے کہ وہ بجز اس بات کے جو اپنے مذاہب والون

بعض اتباع الائمة فی مسایلهم فیجد کثیرا منها راجعة الی اصل واحد فیجعل ذلك الاصل قاعدة لها ولامثالها وقس علی هذا وربما یوافق المتاخر المتقدم وربما یخالفه وربما یقلده فربما یصیب المتقدم وربما یصیب المتاخر والانصاف خیر الاوصاف فی باب الاختلاف والرجوع علی الاتفاق اولی من الافتراق والله اعلم بالصواب والیه المرجع والماب و صلی الله تعالی علی سیدنا محمد خیر خلقه واٰله و صحبه وبارك وسلم

سے منقول پاوینگے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو اور کسی بات پر اعتماد نہ کرینگے ۔ فایدہ یہی معلوم ہوا ہے کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ایمہ کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے ہین وعلی ہذا القیاس پہر کبھی پچھلا پیرو پہلے کے موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اُسی کی تقلید کرلیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے کبھی پچھلا [illegible] ہے اور اختلاف مین انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کیطرف رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکیطرف سب کا بازگشت ہے و صلی اللہ علی محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی) مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکھا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح یا بطور نتیجہ ہے باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اس رسالہ مین مولف علام نے چہہ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے (۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الحنفیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پر زور تقریر بلاغت نظام
سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل
ترک ہوا ہے اسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین
یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا اُن کے معنے سمجہنے مین اُنکی رائے مصیب نہین
ہوئی و علی ہذا القیاس لہذا اُن لوگون کو جو اُن احادیث پر مطلع ہون نہ اُن ایمہ کی اُن
احادیث کے برخلاف تقلید چاہیے نہ اُنپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین
اِسوقت کی اہل افراط مجتہدین او راہل تفریط مقلدین دونون فریق کے لئے عبرت و
ہدایت ہے وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم و ابن القیم و ابن تیمیہ کے اقوال
کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکہین اور یہہ خیال کرین کہ جبکہ اسمین ہمارے یہہ اکابر
علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی + وحق گوئی مین ضرب المثل ہے حتی کہ اُنکے
حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن حزم و سیف الحجاج شقیقین
یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک
عمل بعض احادیث مین معذور رکہتے ہین تو پہر ہم لوگ جو ترک تقلید و اجتہاد مین
اُنکے شاگرد ہین اُن ایمہ کو کیون برا کہتے ہین اور کیون ایسی بری اور بدبو الفاظ
مونہہ سے نکالتے ہین کہ ابو حنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا عمداً اخلاف
کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کردیا و علی ہذا القیاس۔
اور وہ مقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر و ابن حجر و امام طحاوی
کے اقوال کو انصاف سے ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین
ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کو اپنا فرض

+ ان دونون وصف کے جمع کرنیمین اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی و حقگوئی
کی نظر سے ہے نہ تعصب و نفسانیت سے اسکی تفصیل ہمنے ضمیمہ جلد ۱ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۷ء مین کی ہے۔ فلیراجع

سمجھا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام[+] سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ایمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہوا اُن کو بتقلید اُن ایمہ کے ترک عمل جایز نہین تو پہر ہمکو جو اُن ایمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور انہین ایمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکر جایز ہے امام معذور تہی ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین ✣

اس بات کو امام شعرانی نے جو امام ابو حنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے اُنکی تعریف و حمایت مین میزان کبریٰ کے چودان[14] صفحے پورے کئی ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب یہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۶۷ مین فرماتے ہین -

واعتقادنا واعتقاد كل منصف في الامام ابي حنيفة رضي الله عنه بقرينة ما رويناه آنفا عنه من ذم الرأي والتبري منه ومن تقديم النص على القياس انه لو عاش حتى دونت احاديث الشريعة وبعد رحيل الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها لاخذ بها وترك كل قياس

ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہی کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کی اُسکی جمع کرنیکی لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

✣ بہر حال التصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ ✣ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است (بستان المحدثین)

کان قیاسہ وکان القیاس قلیل فی مذہبہ کما قل
فی مذہب غیرہ بالنسبۃ الیہ لکن لما کانت ادلۃ
الشریعۃ مفرقۃ فی عصرہ مع التابعین
وتبع التابعین فی المداین والقری
والثغور کثیر القیاس فی مذہبہ بالنسبۃ
الی غیرہ من الائمۃ ضرورۃ لعدم
وجود النص فی تلک المسایل التی قاس
فیہا بخلاف غیرہ من الائمۃ فان الحفاظ
کانوا قد رحلوا فی طلب الاحادیث و
جمعہا فی عصرہم من المداین والقری
ودونوہا فجاوبت احادیث الشریعۃ
بعضہا بعضا فہذا کان سبب کثرۃ القیاس
فی مذہبہ وقلتہ فی مذہب غیرہ
ویحتمل ان الذی اضاف الی الامام
ابی حنیفۃ انہ یقدم القیاس علی النص
ظفر بذلک فی کلام مقلدیہ الذین
یلزمون العمل بما وجدوہ عن امامہم
من القیاس ویترکون الحدیث الذی صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعہ غیر معذورین وقولہم ان
امامنا لم یاخذ بہذا الحدیث لا

ابو حنیفہ رح پاتے توان کو لے لیتے اور تمام
قیاسون کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسا اورون
کے مذہب مین اُنکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ مین تابعین وتبع تابعین کے ساتھہ شہرون
اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھی
توان کے مذہب مین بہ نسبت اور امامون
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب اس لئے
کہ جن مسایل مین اُنہون نے قیاس کیا نص
نپائی بخلاف اور امامون کہ ان کے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور
بستیون سے حدیث جمع کرنیکو سفر کیے اور
احادیث کو جمع کیا یہی سبب ہے آپکے مذہب مین
قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب
مین کم اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پر قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کے مقلدون
کے کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پر
عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہین اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونے امام کے صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام

لا ينتهض حجة لاحتمال انه لم يظفر به او ظفر به لكن لم يصح عنده وقد تقدم قول الائمة كلهم اذا صح الحديث فهو مذهبنا وليس لاحد معه قياس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله بالتسليم له انتهى ما قال الشعرانى فى الميزان وقال فى المنهج متى نقل احد عن الامام ابى حنيفة قياسًا مخالفًا نصًا صحيحًا بعده فله العذر العظيم فى ذلك لكونه لم يجد النص اصلا او وجده لكن لم يصح عنده ولو عاش حتى دونت احاديث الشريعة التى صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ بها انتهى مختصرًا۔

معذور تھے اور یہہ لوگ معذور نہین ہین اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث نہین لی کچھہ سند نہین ہو سکتا اِسلیئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا اُنکے نزدیک صحیح نہین ہوئی (ولیکن تو اُن کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے اور کسیکا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہین بجز اسکی کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان مین ہے اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ سے قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف سے بڑا عذر ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اونہون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو اُن کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو اُنکو لے لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے۔

ایسا ہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر مین نقل کرکے کہا ہے پرانے زمانہ سے ابتک دو فریق ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى هذا الاوان فى هذا الباب الى الفرقتين

فطایفة قد تعصبوا فی الحنیفة تعصبا شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی التزاما شدیدا وان وجدوا حدیثا صحیحا او اثرا صریحا علی خلافه زعموا انه لو کان هذا الحدیث صحیحا لاخذ به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه وهذا جهل منهم بما روت الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم الاحادیث والآثار علی اقواله الشریفة فترك ما خالف الحدیث الصحیح رای سدید وهو عین تقلید الامام لا ترك تقلید وطایفة زعموا ان الامام قاس علی خلاف الاخبار وهجر ما ورد به الشرع والآثار فظنوا به ظنونا سیئة واعتقدوا فی حقه عقاید قبیحة ومطالعة المیزان لهم نافع ولاوهامهم دافع فلیتخذ العاقل مسلك البین ولیهجر طرق الطایفتین انتهی۔ قل وانا ابو سعید جامع هذه الشتات هذا الذی یعتقده محی ابی الحسنات فی الامام ابی حنیفة هو اعتقادی به نثق وعلیه اعتمادی فلله الحمد علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من الشقاق والنفاق

مین سخت تعصب کرتے ہین اونہون نے فتاوی کو پکڑ رکھا ہی اس خیال سے کہ اگر حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لی لیتا اور اسکی خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت سے ہے اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کی ہی کہ وہ اپنے اقوال پر حدیث کو مقدم سمجھتے پس خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہی نہ ترک تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے انکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد رکھا کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق کو نافع ہی اور ان کی وہمون کو دافع دانا کو چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور ان دونو فریق کے راہ چھوڑے کلام مولوی صاحب تمام ہوئی - مین کہتا ہون جو ان پراگندہ مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد وہی امام کی جناب مین یہی ہی کہ انہون نے عمدا حدیث کا خلاف نہین کیا جو ہوا بسبب نہ پہنچنے حدیث کی ہوا پس خدا کا شکر ہے جسنے مجھکو علما سے توافق عطا فرمایا اور انکی مخالفت سے بچایا

اطلاع تین جزو ضمیمہ جات کی کاپیان لکھوا کر مولف بعارضہ زکام و بخار بیمار ہوگیا اسلئے رسالہ نہین لکھوا سکا مرض سے جلد افاقہ ہوا تو انشاء اللہ تعالی نمبر ضمیمہ جات کے ساتھ ہی نکلیگا ورنہ کسیقدر توقف ہے -

باقی آیندہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوٰة والتحیہ

نمبر ۱ لغایت ۱ — جلد ۱

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۱۸۹۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ وعامہ اغنیا ولائبریری وسوسائٹی ہا	ے
۳ [illegible] قیمت	متوسط الحال [illegible] وسعت	[illegible]
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	[illegible]
۵ للٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا

۱ یہ صرف قیمت ضمیمہ ہی۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چہار چند ہی

۲ ضمیمہ رسالہ سی علیحدہ فروخت نہو گا ہاں رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہی کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سی مطلب آری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہی اسلئے رسالہ سی بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ❊

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرما دین جس مہینے سی پرچہ وصول پا دین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین ❊

۴ خط وکتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سی ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہی ❊

راقم ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر و احباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بہیجے گئے- اور بعد طبع و اشاعت توکس وناکس کے ملاحظہ مین آئے- اِس ضمیمہ کے اجرا و اشاعت پر عام راے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث و حنفیہ) کے منصفین و محققین نے اِس ضمیمہ کی طرز و روش و اصل مطلب و غایت کو پسند کرلیا ہے-

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا- اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا- مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ اِن کے مذہب کو اِس سے خاص تعلق نہتا اِسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا- یہہ انکا استحسان و توافق رائے انکی انصاف کا نتیجہ ہے- انہون نے اسکے صفحات وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ و تعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے- جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین و مُنصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اِسلئے اِسکے اجرا کو پسند کیا ہے- اِن احباب نے اپنے استحسان و توافق راے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگادی ہے کہ جیسے اِس ضمیمہ مین عدم معارضہ و خطاب ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ رہے- ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ا مین بصفحہ ۲ وعدہ دی چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین-

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہیدیہ پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی و مقاصد سے خارج و اجنبی ہے اِسلئے اسکی بیان و جواب سے تعرض اشتغال بلا طائل ہے **بالجملہ** جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ اب تک متفق علیہ علماء فریقین ہے- اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا-

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ و تابعین

باب اسباب اختلاف الصحابہ والتابعین فی الفروع اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن الفقہ فی زمانہ الشریف مدونا ولم یکن البحث فی الاحکام یومئذ مثل البحث من ہولاء الفقہاء حیث یبینون باقصی جہدہم الارکان والشروط واداب کلشئ ممتازا عن الاخر بدلیلہ ویفرضون الصور ویتکلمون علی تلک الصور المفروضۃ وکان رسول اللہ صلعم یتوضأ فیری الصحابۃ وضوءہ فیاخذون بہ من غیر ان یبین ان ہذا رکن وذلک ادب وکان یصلی فیرون صلوتہ فیصلون کما راوہ یصلی وحج ورمق الناس حجہ ففعلوا کما فعل فہذا کان غالب حالہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین ان فروض الوضوء ستۃ او اربعۃ ولم یفرض انہ یحتمل ان یتوضأ انسان بغیر موالات حتی یحکم علیہ بالصحۃ او الفساد الا ما شاء اللہ وقلما کان یسئلونہ عن ہذہ الاشیاء ۔ × × × وبالجملۃ فہذہ کانت عادتہ الکریمۃ صلی اللہ علیہ وسلم

مین فرمایا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ مین علم فقہ کی تالیف نہوئی تہی اور نہ اُسدن یہ بحث ہوتی ہی جو فقہا بڑی کوشش سے کرتے ہین اور ہر چیز کے ارکان و شروط و آداب نکالتے ہین اور فرضی صورتین تجویز کرکے ان پر پیشگی فرضی احکام لگا رکہتے ہین آنحضرت وضو کرتے اور یہ نہ فرماتے کہ یہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب آپکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل مین لاتے ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے اور ویسی ہی نماز پڑہتے ۔ اور آنحضرت حج کرتے تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار ہین اور یہ فرض نکر لیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات (ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا) وضو کرے اسپر ابہی سے حکم صحت یا فساد وضو کا لگا دیا جاوے اور آنحضرت کے اصحاب بہی آپ سے کم پوچہتے تہے (پہر اسکو بعد مین آثار صحابہ نقل کئے) پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ لہ من عبادتہ
وفتاواہ واقضیتہ فحفظہا وعقلہا وعرف
لکل شیء وجہا من قبل حفوف القرائن بہ
فحمل بعضہا علی الاباحۃ وبعضہا علی النسخ
لامارات وقراین کانت کافیۃ عندہ
ولم یکن العمدۃ عندہم الا وجدان الاطمئنان
والثلج من غیر التفات الی طرق الاستدلال
ثم انقضی عصرہ الکریم وہم علی
ذلک۔ ثم انہم تفرقوا فی البلاد وصار
کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی فکثرت
الوقایع ودارت المسائل فاستفتوا فیہا
فاجاب کل واحد حسب ما حفظہ او استنبط
وان لم یجد فیما حفظہ او استنبط ما یصلح
للجواب اجتہد برایہ فعند ذلک وقع الاختلاف
بینہم علی ضروب۔
منہا ان صحابیا سمع حکما فی قضیۃ او فتوی
ولم یسمعہ الآخر فاجتہد برایہ فی ذلک۔
وہذا علی وجوہ۔
ومن تلک الضروب ان یری رسول اللہ صلعم
فعل فعلا فحملہ بعضہم علی القربۃ وبعضہم
علی الاباحۃ۔

پس ہر ایک صحبتی جناب نے آپکی عبادات
اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے
مشاہدہ کیے اور جو انکے معانی ہمیں بحسب قراین
سمجھہ مین آئے قرار دئے۔ بعض امور کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھہرایا وعلی ہذا القیاس
اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز اپنی فہم
واطمینان کے اور کچھہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر
آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا۔ پہر وہ مختلف شہرون
مین متفرق ہوگئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین
مقتدا اہل [illegible] بن گئے [illegible] کثرت واقع ہوئے [illegible]
اور انسے مسایل پوچہے گئے تو ہر کسی نے اپنی
یادداشت وسمجھہ واستنباط کے موافق فتوے
دینے شروع کیے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف
واقع ہوا۔
(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی
دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین
داسکی چار صورتین آپنے بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل
عبارت ایقاف مین بیان ہوچکا ہی اسلئے بنظر اختصار
وخوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا۔
(۲) اسکے معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب
قربت وثواب سمجہا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم -

ومنها اختلاف السهو والنسيان -

ومنها اختلاف الضبط -

ومنها اختلافهم في علة الحكم

ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين -

وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام -

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکھکر کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)

(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)

(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجھا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)

(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ) -

(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سے ایک کو منسوخ ٹھہرایا کسینے انمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا مآل وحاصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ انصاف سے منقول ہوچکی ہین انمین آئمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے) -

پھر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا دون اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے انسے سیکہا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بھی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بھی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم تنفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہوگیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہوگئے -

پھر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدانے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقها

اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين نشأ من حملة العلم فاخذ وا عمن اجتمعوا معه صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان وفتاوى مفتيها وسئلوا عن المسايل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم — وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين × × ×

وانه اذا اختلف احاديث رسول الله صلعم في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على تركه × × اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہوں نے اپنے ہمعصرون سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکہا اور احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے مسایل پوچہے تو انہون نے اجتہاد کی پہر وہ قومون کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا جلتا تہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل کرتے اور جس صحابی سے وہ روایت کی ہو اسکا نام نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکی ترک عمل پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر وعایشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی وسعید بن مسیب وسالم وعطا وزہری وغیرہ

وزید بن ثابت واصحابهم مثل سعید بن المسیب
وسالم وعطاء بن یسار وقاسم وعبید الله
بن عبد الله والزهری ویحیی بن سعید وزید
بن اسلم وربیعة احق بالاخذ من غیره عند
اهل المدینة × × × ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوی ابراهیم احق
بالاخذ عند اهل کوفة من غیره × ×
فان اتفق اهل البلد علی شئ اخذوا
بنواجذه وهو الذی یقول فی مثله مالک
السنة التی لا اختلاف فیها عندنا کذا وکذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها
ونشأ الشافعی فی اوائل ظهور المذهبین
وترتیب اصولهما وفروعهما فنظر فی
صنیع الاوائل فوجد فیها امورا کبحت
عنانه عن الجریان فی طریقهم وقد ذکرها
فی اوائل کتاب الام -
منها انه وجدهم یاخذون بالمرسل والمنقطع
فیدخل فیهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحدیث
یظهر انه کم من مرسل لا اصل له وکم من
مرسل یخالف مسندا فقرر ان لا یاخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورة

تابعین کو لائق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لائق عمل خیال کرتے پہر اگر کسی شہر کے سبہی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی وارجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے ابتداء ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکہا تو کئی
اصول کو ناپسند فرمایا کہ انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب ام مین بیان
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکہا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون اُن شرطون کے

فی کتب الاصول -

ومنها انه لم یکن قواعد الجمع بین المختلفات مضبوطة عندهم فکان یتطرق بذلك خلل فی مجتهداتهم فوضع لها اصول ودونها فی کتاب هذا اول تدوین کان فی اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل علی محمد بن الحسن وهو یطعن علی اهل المدینة فی قضائهم بالشاهد الواحد مع الیمین فقال الشافعی اثبت عندك انه لا یجوز الزیادة علی کتاب الله بخبر الواحد قال نعم فقال لم قلت ان الوصیة للوارث لا یجوز لقوله صلعم لا وصیة لوارث فانقطع کلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحادیث الصحیحة لم تبلغ علماء التابعین ممن وسد الیهم الفتوی فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضی من الصحابة فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك فی الطبقة الثالثة فلم یعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدینتهم

(جو کتب اصول مین مذکور ہین) عمل کیا جاوے -

ازانجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق و موافقت احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اِسلئے انکی اجتہادی باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے اِس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول فقہ کا بہی وقت تہا اِسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین مین مباحثہ* کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا

ازانجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی کو نہ پہنچین تہین اِسلئے اونہون نے اپنی عقل سے اجتہاد کیا یا عام آیات و احادیث سے استنباط کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہاء نے ان احادیث پہ عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہ امر اس حدیث کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا سبب ہے یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر نہوئین - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۲ مین منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له اولم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عند ما امعن اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم جرًا فخفى على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجد وا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحًا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلی زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین) پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی نے ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب مین بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو حدیث نہ ملی تو اونہون نے اور وجہ سے استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر ہوئی تو اونہون نے اپنے اجتہاد کو چہوڑ دیا - اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین* ہے سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مشک کے موجود ہو تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس -

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا - ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے *

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت ورأى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورأى السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال -

ازانجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسے امام ابو حنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو اُن صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے - اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) انہی اقوال سے جب مخالف [illegible] رجوع کر لیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا هم رجال ونحن رجال یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائے سے بات کہتے پہر ان باتون سے خطا سمجہکر رجوع بہی کر لیتے اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون

ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه الشرع بالقياس الذي اثبته - ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا

کی تقلید کیون کرین - اور ازانجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے -

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الرأس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائے تو سرے (اصل قران وحدیث) سے فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع وخریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ وبرقرار رکہنے کا اختیار ہے -

وفرّع الفروع وصنف الکتب ۔

اور اسکی اصول وفروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پہر اہل حدیث واہل رای کے باہمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علماء سعید بن مسیب

باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرای
اعلم انه کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب
وابراهیم والزهری وفی عصر مالک و
سفیان وبعد ذلک قوم یکرهون الخوض
بالرای ویهابون الفتیا والاستنباط الا
لضرورة لا یجدون منها بدا وکان اکبر
همهم روایة حدیث رسول الله صلعم
وقال معاذ بن جبل یا ایها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ینفک المسلمون
ان یکون فیهم من اذا سئل سدد وقال
ابن عمر لجابر بن زید انک من فقهاء
البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة
ماضیة فانک ان فعلت غیر ذلک
هلکت واهلکت وسئل الشعبی کیف
کنتم تصنعون اذا سئلتم قال علی الخبیر
وقعت کان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا یزال حتی یرجع الی الاول ۔
فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر
فی بلدان الاسلام وکتابة الصحف والنسخ

وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے
وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس واستنباط وفتوی
کو پسند نہ رکہتے تہے۔ انکا خیال بہت اس طرف تہا
کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکی جواب مین آنحضرت
کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل
کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی ندو) جو نزول بلا کا باعث
ہو (مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
جب کبھی ان سے مسئلہ پوچھا جاوے تو انکے جواب مین
حدیث پڑہکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی ہے
بغیر قرآن وحدیث کے کبہی فتوے ندیجو ورنہ خود ہلاک
ہوگا اور ون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا
یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچھا
جاتا تو وہ اپنے ساتہی پر حوالہ کرتا وہ اپنے ساتہی پر
حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
پہر آتا ۔ پہر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع
ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
علماء ملک حجاز ۔ شام ۔ عراق ۔ مصر ۔ یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم خطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والآثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شيء كثير حتى كان يكثر من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها انكشف بعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہرون مین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش واہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسنادین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ ونادر
ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتا دو مین اسکو مذہب بناؤنگا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہہ بات انسے ابن ہمام نے
نقل کی ہے اور یہ بات اونہون نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثون
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکے پاس
آثار واقوال صحابہ وتابعین کے بہی خوب جمع ہوگئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتون
کے اقوال وآثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -
اور پہلے لوگ راویون کے نام جانتے اور انکے مراتب

الاشرذمة قليلون - فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت عندهم اثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن لا جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون الف حديث كما ذكره ابوداؤد السجستاني في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة يروون اربعين الف حديث فما يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه

عدالت پہچانتے ہیں صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو انکو ظاہر حال رواۃ و قراین موجودہ سے حاصل ہوتا تھا ان (پہلے) لوگوں نے اس فن میں خوب تحقیق کی اور اسمیں مستقل بحث و تالیف کی اور حدیث کے صحیح و غیر صحیح ہونے میں خوب بحث کی اسی بحث و تالیف سے وہ امور کہل گئے جو پہلے لوگوں پر مخفی تھے سفیان وکیع وغیرہ پہلے لوگوں نے بہت کوششیں کیں تب بہی ایک ہزار سے کم مرفوع متصل حدیثیں پائیں جیساکہ ابوداود نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور اس پہلے طبقہ کے لوگ چالیس ہزار حدیثیں روایت کرتے ہیں بلکہ امام بخاری سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو چہہ ہزار[*] حدیث سے انتخاب کیا اور ابوداود نے اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث نبویہ کے لئے میزان ٹہرا دیا ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ جو حدیث اسمیں ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل رکہتی ہے اور جو اسمیں نہ ہو اسکی کوئی اصل نہیں[†]۔

[*] اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ میں بہی لفظ چہہ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چہہ لاکہہ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے۔ اسیطرح ابوداؤد کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکہہ ہے جیساکہ کتب شروح سے ظاہر ہے۔

فكان رؤس هولاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق وابو بكر بن ابي شيبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق بن راهوية والفضل بن دكين وعلي المديني واقرانهم - وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة مراتب الاحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الراي ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث والاثار المناقضة في كل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا يتتبعون احاديث النبي صلعم واثار الصحابة والتابعين والمجتهدين على قواعد احكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في كلمات يسيرة كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة قران ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا

اِس طبقہ کے سردار یہ لوگ تھے عبد الرحمن بن مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون - عبد الرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے طبقات سے اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب حدیث کے پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اس کا نام نہ تھا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو) تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث و آثار متناقضہ نظر آرہے ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ و آثار صحابہ و اقوال تابعین و مجتہدین کی بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -

(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن ناطق پاتے تو پھر اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتے - اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجھتے -

(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثرا من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تاملوا في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما واقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی۔ جب وہ کسی مسئلہ مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد (جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے۔

(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس امر پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر اعتماد کرتے اور کسی امر مین علماء کا اختلاف پاتے تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ ہوتا اسکے قول کو اختیار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا مسئلہ قرار دیتے

(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب و سنت کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے پس جو نص سے سمجھ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بھروسہ نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

الیقین الذی یعقبه فی قلوب الناس کما
نبهنا علی ذالک فی بیان حال الصحابه وکانت
هذه الاصول مستخرجة عن صنیع الاوایل و
تصریحاتهم۔

وعن میمون بن مهران قال کان ابوبکر اذا
ورد علیه الخصم نظر فی کتاب الله فان
وجد فیه ما یقضی بینهم قضی به وان
لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی ذلک الامر سنة
قضی به فان اعیاه خرج فسأل المسلمین
وقال اتانی کذا وکذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضی فی ذلک بقضاء فربما اجتمع
الیه النفر کلهم یذکر من رسول الله صلی
الله علیه وسلم فیه قضاء فیقول ابوبکر
الحمد لله الذی جعل فینا من یحفظ علی
نبینا فان اعیاه ان یجد فیه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخیارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رائهم علی امر قضی به۔

وعن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیه
ان جاءک شئ من کتاب الله فاقض به
ولا یلفتک عنه الرجال فان جاءک ما لیس

کرتے چنانچہ تواتر میں مدار صدق واعتبار
راویوں کی کثرت اور عدالت نہیں بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیساکہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن میں بیان کیا ہی یہہ قواعد انہوں نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے تھے
میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ میں دیکھتے
اگر اسمیں اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمیں نپاتے تو پھر اگر اسباب میں رسول
اللہ کی کوئی حدیث [illegible] تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ مجھے
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب میں
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سرداروں
اور برگزیدہ لوگوں کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکھا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
میں ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجھے اس سے

فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول
اللہ صلعم فانظر ما اجتمع علیہ الناس
فخذ بہ فان جاءك ما لیس فی کتاب اللہ
ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم
ولم یتکلم فیہ احد قبلك فاختر ای
الامرین شئت ان شئت ان تجتہد
برائك ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخیر
الا خیرا لك - وعن عبد اللہ بن مسعود
قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا
ھنالك وان اللہ قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضا
بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ
عزوجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب
اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس
فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی
بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی
اری فان الحرام بین والحلال بین وبین
ذلك امور مشتبھۃ فدع ما یریبك

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پہر اتفاقی بات کو دیکہہ جسپر اکثر لوگ متفق ہون
اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچہہ نہ کہا ہو تو پہر خواہ اسکو اپنی راے سے فیصلہ کر
خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تہے کبہی ہمکو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لایق تہے اب تقدیر
سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکہتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کے
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہ ہو اُسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بہی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی راے و قیاس
سے کچہہ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بہی ظاہر ہے اور دونوں کے بیچ مین شبہہ
کی چیزین ہین پس جسمین شبہ ہو اُسے چہوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اُسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچہتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبک وکان ابن عباس اذا
سئل عن الامر فان کان فی القران خبر بہ
وان لم یکن فی القران وکان عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ سلم اخبر بہ وان لم یکن
فعن ابی بکر و عمر فان لم یکن قال فیہ
برائہ - عن ابن عباس اما تخافون ان
تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال
فلان - عن قتادۃ قال حدث ابن سیرین
رجلا بحدیث عن النبی صلعم فقال
الرجل قال فلان کذا وکذا فقال ابن سیرین
احدثک عن النبی صلعم وتقول قال
فلان کذا وکذا - عن الاوزاعی قال کتب
عمر بن عبد العزیز انہ لا رای لاحد
فی کتاب اللہ وانما رای الایمۃ فیما لم ینزل
فیہ کتاب ولم تمض فیہ سنۃ من رسول
اللہ صلعم ولا رای لاحد فی سنۃ
سنہا رسول اللہ صلعم - عن الاعمش
قال کان ابراہیم یقول یقوم عن یسارہ
فحدثتہ عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان
النبی صلعم اقامہ عن یمینہ فاخذ بہ عن الشعبی جاءہ

مین نپاتے تو رسول اللہ کی حدیث پڑہ سُناتے
اور اگر حدیث بہی نہ ملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل
کرتے اگر یہہ بہی نپاتے تو پہر اپنی راے سے بیان
فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہین ہمین اپنی
خوف نہین آتا جو تُم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا
اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہے - قتادہ
نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ
کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا مین تو رسول اللہ
کی حدیث سناتا ہون اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا
یہہ قول ہے -
عمر بن عبد العزیز نے لکہا کہ جو امر کتاب اللہ مین
نہو اُسمین کسی کی راے مقبول نہین اور ائمہ کی
راے اُسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -
اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ
مقتدی (جبکہ امام کے پیچہے تنہا ہو) امام کے بائین
طرف کہڑا ہو اور جب مینے سمیع زیات کی حدیث سنائی
کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کہڑا
کیا تہا تو پہر اونہون نے اس حدیث کو لیلیا اور
شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچہنے کو آیا تہا تو

رجل يسئله عن شئ فقال كان ابن مسعود
يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برائك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن
ابن مسعود ويسالني عن رائي وديني
عندي آثر من ذلك والله لان تغنى
بغنيمة احب الي من ان اخبرك برائي
اخرج هذه الآثار كلها الدارمي - واخرج
الترمذي عن ابي السائب قال كنا عند
وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الراى اشعر
رسول الله صلعم ويقول ابو حنيفة
هو مثلة - قال الرجل فانه قد روي عن
ابراهيم النخعي انه قال الاشعار مثلة
قال رايت وكيعا غضب غضبا شديدا
وقال اقول لك قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم
ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج حتى
تنزع عن قولك هذا - وعن عبد الله بن
عباس وعطا ومجاهد ومالك بن انس
انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو
ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا
رسول الله صلى الله عليه وسلم

انہوں نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا
سُنایا اُس نے کہا کہ تم اپنی راے سے بتلاؤ تو وہ
حاضرین کو کہنے لگے کیا تم اس شخص سے متعجب
نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون
اور یہ میری راے پوچھتا ہے میرا دین میرے
اعتقاد مین اس (راے سے فتوی دینے) سے
مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر
فتوی دینے سے مُستغنی رہون تو مجھے اِس سے
پیارا ہے کہ اپنی راے سے کچھ کہون - یہہ تمام آثار
دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور ترمذی
نے روایت کی ہے [illegible] ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ
اُس نے اہل راے مین سے ایک شخص کو کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے
ہین وہ مثلہ ہے (جیسے کا کان ناک کاٹنا) اِس
شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بھی کہتے ہین کہ
اشعار مثلہ ہے تو انپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور
فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور
تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی
ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے
اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ
نے فرمایا ہے کہ سوائے آنحضرت کے سبکی کلام ماخوذ

وبالجملة لما مهدوا الفقه على هذه القواعد
فلم تكن مسئلة من المسائل التي يتكلم
فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم
الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا
او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشيخين
او سائر الخلفاء او استنباطا من عموم
او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه - وكان اعظمهم
شانا واوسعهم رواية واعرفهم
للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد
بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية -
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف
على جمع شيء كثير من الاحاديث والاثار
حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف
حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس
مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل
ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اصحابهم
قد كفوا مونة جمع الاحاديث وتمهيد
الفقه على اصولهم فتفرغوا الفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسیکا قول رد ہو سکتا ہے
حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر
بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا
ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف
آسان ہو گیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و
کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و
اسحق بن راہویہ تہے -
اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار
پر موقوف ہے یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے
پوچھا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایسا لاکھ
حدیث کافی ہے؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا
کہ پانچ لاکہہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان امید
کرتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے)
مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد
کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے
ان کے بعد خدا تعالی نے اور (**محدث**)
لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے
محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد المحدث
کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کر دی ہے تو انہون
نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا
جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر اہلحدیث (امثال یزید

كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التى
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل
حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة
من الاحاديث التى لم يرووها او
طرقها التى لم يخرجوا من جهتها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذالك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخارى ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمى وابن ماجة وابو يعلى والترمذى
والنسائى والدارقطنى والحاكم والبيهقى
والخطيب والديلمى وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندى وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون فى العصر اولهم ابو عبد الله
البخارى وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون و یحیی بن سعید و احمد بن حنبل و اسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و تمیز کرنا
اور ان احکامی و فقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
و فقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ و نادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا - اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا -

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری - مسلم - ابوداؤد
عبد بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابو یعلی - ترمذی
نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب بغدادی
دیلمی - ابن عبد البر اور ان کے امثال و اقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تھے -
اول امام ابو عبد اللہ بخاری ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہین
اور اقسام سے چھانٹنا اور ان سے فقہ و سیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط -

وبلغنا ان رجلا من الصلحين راى رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابى قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخارى ولعمرى انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها -

وثانيهم مسلم النيشاپورى توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة وأراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث فى موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح مايكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا فى الاعراض عن السنة الى غيرها -

وتفسیر کو استنباط کرنا - پس اونہون نے اس مدعا ء کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور اسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکھائی -

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا تو آنحضرت نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چھوڑ رہا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپنے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے - مجھے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت و قبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نا متصور ہے -

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین انہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل و مرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چھانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبھی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تا کہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تا کہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسری طرف رجوع کرنیکا کوئی عذر باقی نرہی -

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان همته جمع الاحاديث التي استدل بها الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح والحسن واللين والصالح للعمل قال ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيف صرح بضعفه وما كان فيه علة بينها بوجه يعرفه الخائض في هذا الشان -

وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم وذهب اليه ذاهب ولذالك صرح الغزالي وغيره بان كتابه كاف للمجتهد -

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) **ابوداؤد السجستانی** انکا قصد یہ تہا کہ ان احادیث کو جنسے فقہاء نے استدلال کیا ہے اور وہ انہین دایر و سائر ہین اور ان پر علماء دیار نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون نے اپنی کتاب سنن (ابوداؤد) تصنیف کی اور اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح - حسن ضعیف (جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین - اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی وارد نہین کی جسکو متروک العمل (و ضعیف) ہونے پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت قادح صحت ہے اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو اُس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین - ہر حدیث کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نہ کسی نے اُس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نہ کسی کا وہ مذہب ہے اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) ابو عیسی **ترمذی** انہون نے شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند و اختیار کیا کہ جو کچھ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نہ چھوڑا اور طریق ابوداؤد کو بھی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہی جمع کر دیا اس طرف پر یہ طرہ بڑہا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية [illegible] هو من رجال العلم ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغنى للمقلد -

ومجتہدین کو بھی ذکر کر دیا - پس کتاب جامع (ترمذی) تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو باختصار وارد کیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصرا واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہی یا منکر اور وجہ ضعف کو بھی ساتھہ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لائق سے تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت تھی انکا نام بتا دیا اور جسکی کنیت جاننے کی حاجت [illegible] کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کے حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی) -

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسے لوگ بھی ہوے ہین جو (استنباط واجتہادی) مسایل بتانے اور فتوی دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (واجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہیے اور آنحضرت سے حدیث روایت کرنیسے ڈرتے - شعبی کا قول ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بھی ہو جائے تو اسی اور کی

وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا او نحو هكذا او نحوه

وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد صلعم فياتونكم فيسالونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي -

فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف یہ کہدون کہ عبد اللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہوجانیکے خوف سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو انکو فرمادیا کہ تم کوفہ پہنچو گے تو لوگ تمہارا آنا سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین پوچھین گے پس آنحضرت سے روایت حدیث [illegible] ابن عون نے کہا کہ شعبی کے پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور اسکے جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہہ قول ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے

پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان یہہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر نہ تھے جن سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط مسایل فقہ کر سکتے اور علماء کے اقوال مین نظر اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجھ کر جو ٹھیک یاد ہو وہ روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

فی ائمتہم انہم فی الدرجۃ العلیا من التحقیق
وکان قلوبہم امیل شیٔ الی اصحابہم کما
قال علقمۃ ہل احد منہم اثبت من عبداللہ
وقال ابو حنیفۃ ابراہیم افقہ من سالم
ولولا فضل الصحبۃ لقلت علقمۃ افقہ من
ابن عمر وکان عندہم من الفطانۃ و
الحدس وسرعۃ انتقال الذہن من شیٔ
الی شیٔ ما یقدرون بہ علی تخریج جواب
المسائل علی اقوال اصحابہم وکل
میسر لما خلق لہ کل حزب بما لدیہم
فرحون۔ فمہدوا الفقہ علی قاعدۃ
التخریج وذالک ان یحفظ کل احد کتاب
من ہو لسان اصحابہ واعرفہم باقوال
القوم واصحہم نظرا فی الترجیح فیتامل
فی کل مسئلۃ وجہ الحکم فکلما سئل
عن شیٔ او احتاج الی شیٔ رای فیما یحفظ
من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب
فیہا والا نظر الی عموم کلامہم فاجراہ
علی ہذہ الصورۃ او اشارۃ ضمنیۃ

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لایق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق مین یہہ اعتقاد
رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر ہے
اور انکے دل انکی طرف بہت مایل تھے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے۔ ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق مین کہا ہے[*] کہ وہ بہت سمجھ دار تھے
ہان انمین سمجھ اور تیزی طبع اور سرعۃ انتقال
ذہنی اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں
کے اقوال سے جواب مسائل کے نکال لیتے تھے پس
انہون نے اس قاعدہ تخریج پر بات سے بات نکالنی
سے فقہ کی بڑی جمائی تخریج کی صورت
یہہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال وندا ہب ائمہ
سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ
مین حکم کیوجہ سوچ رکھے پس جب کبھی کوئی مسئلہ پوچھا
تو اگر اس کتاب مین ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو
جواب مین پڑھ سنایا۔ نہین تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اسمین وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول مین کوئی اشارہ

[*] یہہ تمثیل نا بر تسلیم مشہور ہے اور درحقیقت یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہین (چنانچہ ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۲ء میں اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے) اسی نظر سے ہم نے اس قول کا ترجمہ پورا نہین کیا۔

لکلامہ فاستنبط منها وربما كان لبعض
الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف
فادار واحكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقتراني او الشرطي انتجا جواب المسئلة
وربما كان في كلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون
في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم
محتملاً لوجهين فينظرون في ترجيح احد
المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل
خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض
المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم
ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول
المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب
فلان او على اصل فلان او على قول
فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
مین کچھ اقتضاء وایماء بھی پائی جاتی ہی جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسایل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہوسکتا ہی
- اور کبھی علماء ایمہ کسی صریح حکم سے علت نکالتی
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین - اور
بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہین
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہی - اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی - پس اس مجتہد کے پیرو علماء
ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہین اور ان
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی انکی
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہین تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہین کبھی اُن کے دلایل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کردیتے ہین اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کی فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہیں

فهولاء المجتهدون فی المذهب وعنی بهذا الاجتهاد علی هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط کان مجتهداً ای وان لم یکن له علم برواية اصلا وبحديث واحد فوقع التخريج فی کل مذهب وکثر فای مذهب کان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم فی الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر فی اقطار الارض ولم يزل ينتشر کل حين وای مذهب کان اصحابه خاملين و[illegible] لم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين -

تخریج اس فعل کا نام ہے اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے - قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یون بہی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذاہب* کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول مین مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کرلی وہ مجتہد ہے - یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بہی علم نہ ہو - اس طور سے تخریج سب مذاہب مین ہوئی ہے [illegible] کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوے اور انکی تصنیفین لوگون مین مشہور ہوئین وہ مذاہب اطراف زمین مین پہیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کہین کے قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہوگئے -

---

* یہ بہی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشا نے مجتہدین کے سات طبقہ ٹہرائے ہین اور از انجملہ مجتہد فی المذاہب کو دوسرے طبقہ مین اور اہل تخریج کو چوتہے طبقہ مین شمار کیا ہے اور ہر ایک کو جداگانہ منصب دیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمین کوئی ائمہ سلف سے اسکا پیشوا نہین ہے علامہ **ہارون حنفی** نے کتاب **ناظورۃ الحق** مین ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہے اور اسکی کلام کو نقل کرکے صاف فرمادیا ہے ہو بعيد عن الصحة بمراحل فضلا عن حقية فانه تحكمات باردة وخيالات فارغة الخ - اور ہمارے زمانہ کے محقق محقق مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی نے بہی اپنے بعض رسائل مین علامہ ہارون کا توافق کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کردیا ہے - اڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگونکی بیانات مین فرمایا ہے - جان لے کہ

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها

اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجتمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه - قال ابو طالب المكي في قوت القلوب ان الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحكاية له من كل شئ والتفقه على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الاول والثاني [illegible] - اقول وبعد القرنين حدث فيهم شئ من التخريج غير ان اهل المائة الرابعة لم يكونوا مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب واحد والتفقه له والحكاية لقوله كما يظهر من التتبع - بل كان فيهم العلماء والعامة - وكان من خبر العامة انهم كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين او جمهور المجتهدين لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلوة

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب) قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات سب پیچھے کر نکلی ہین اور لوگون کے اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین اسی کے قول کو تھام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے زمانہ کے نہ تھے - مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون کہ ان زمانون کے بعد کچھ کچھ تخریج شروع ہوئی - پھر چوتھی صدی [illegible] تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام کو نقل کر دینے پر نہ تھے چنانچہ انکی حالات ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تھے (خاص) علما اور عام لوگ عام لوگون کا تو یہہ حال تھا کہ وہ ان مسایل اتفاقیہ مین (جنمین تمام مسلمانون یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) تو بجز صاحب شریعت (آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضوء و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ اپنے بزرگون یا استادون سے سیکھتے اور اسپر چلتے - اور جب انکو کوئی (اور) واقعہ پیش آتا تو اسمین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھ

والزکوة ونحو ذلك من ابائهم او معلمي بلدانهم فيمشون بحسب ذلك واذا وقعت لهم واقعة استفتوا فيها اى مفتي وجدوا من غير تعيين مذهب وكان من خبر الخاصة انه كان اهل الحديث منهم يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من احاديث النبي صلعم واثار الصحابة مالا يحتاجون معه الى شئ اخر في المسئلة من حديث مستفيض او صحيح عمل به بعض الفقهاء ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن مخالفتها فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض من مضى من الفقهاء فان وجد قولين اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا ويجتهدون في المذهب وكان هؤلاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے اور خاص علماء کا یہہ حال تہا کہ اہلحدیث تو حدیث سے مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ و اثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکی ہوتے وہ کسی مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہادی بات کے محتاج نہوتی یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین انکی دوسرے کے موید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین ان کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو انہین جس قول کو زیادہ مضبوط دیکھتے عمل مین لاتے - اہل مدینہ کا ہو خواہ کوفہ کا اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے والے مجتہد) جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے انکو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب تفصیل سابق) نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد کرتے - یہہ لوگ انہین اماموں (جنکی اقوال سے تخریج مسایل کرتے ہین) کیطرف منسوب کئے جاتے ہین کسیکو شافعی کہا جاتا ہے کسی کو حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف کثرت توافق رای کے سبب سے منسوب کئے جاتے ہین

٭ یعنی نہ انکے مقلد ہوجانیکے سبب - اسبات کو وہ لوگ غور سے ملاحظہ کرین کہ جو بعض محدثین (امثال امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونیسے انکو مقلد سمجہتے ہین -

ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب
الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته به كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا يسمى الفقيه الا مجتهد
ثم بعد هذه القرون كان ناس آخرون
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
منها الجدل والخلاف في علم الفقه وتفصيله
على ما ذكره الغزالي انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدين المهديين افضت الخلافة الى
قوم تولوها بغير استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوى والاحكام فاضطروا الى
الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء
من هو مستمر على الطراز الاول وملازم
صفو الدين فكانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا
الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تہے
اُسوقت قاضی و مفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانون کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنے بائین چل نکلے اور انمین کئی امر پیدا
ہوگئے -

ازانجملہ علم فقہ مین جہگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہے جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگون مین
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی و احکام سے واقف نہ تہے اسلیے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکہنے کے محتاج ہوئے - اور علما مین بعض
تو ایسے تہے کہ وہ قدیمی طریق (دیانتداری) پہ
ثابت تہے اور خالص دین کے ملازم - اگر جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بہاگتے
اسوقت کے لوگون نے جب دیکہا کہ علماء کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تہے - پہر تو علماء مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الا من وفقه
الله وقد کان من قبلهم قد صنف
ناس فی علم الکلام واکثر والقال والقیل
والایراد والجواب وتمهید طریق الجدل
فوقع ذلک منهم بموقع من قبل ان کان
من الصدور والملوک من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی
من مذهب الشافعی وابی حنیفة رض فترک
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسایل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة
رح علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف
مع مالک وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقایق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیها انواع المجادلات
والتصانیف وهم مستمرون علیه الی الآن
ما الذی قدر الله فیما بعدها من الاعصار انتهی

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین
کی تہین اور اسباب مین بہت قیل وقال وجواب
وسوال وطریق بحث وجدال لکہہ رکہی تہے وہ
پچہلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکہا
کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکہنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چہوڑ دئے اور اس قسم کے مباحث
ان مسایل فقہی مین شروع کر دئے جنمین امام
ابو حنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسایل مین امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل مین اختلاف تہا اُنسے تعرض نکیا۔ ان
جہگڑون سے اونہون نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول
وفتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا۔ پہر اُسمین بہت
تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق پر ابتک
چلے آتے ہین۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا
ٹہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام
ہوا)۔

(باقی آیندہ)

نمبر اول جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

(بقیہ جزو دوم مقدمہ جسمین بعض شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حافظ ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین مین فرمایا ہے صحابہ کو

کان الصحابۃ اذا بلغھم الحدیث عن النبی صلعم [illegible] بعضھم بعضا بادروا الی العمل بہ من غیر توقف ولا بحث ولا یقول احد منھم قط ھل عمل بھذا فلان وفلان ولو راوا من یقول ذلک لانکروا علیہ اشد الانکار و کذلک التابعون وھذا معلوم بالضرورۃ لمن لہ ادنی خبرۃ بحال القوم وسیرتھم - وطول العھد بالسنۃ وبعد الزمان وعتقھا لا یسوغ ترک العمل بھا والاخذ بغیرھا

جب کوئی حدیث پہونچتی اور ایک دوسرے کو وہ حدیث [illegible] تو بلا توقف و بلا کرید حدیث پر عمل کرتے اور کوئی انمین سے یہہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا نہین اور اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اُسپر سخت انکار کرتے - ایسا ہی تابعین کرتے اور یہہ امر بالبداہتہ معلوم ہے جسکو احوال و سیرت قوم سے کچھہ بہی خبر ہے - اور سُنت کے زمانہ کا دور دراز ہوجانا اور اُسکا پُرانا ہوجانا اُسکے عمل کو ترک کرنے اور اسکے سوا اور چیزون کے

ولو كانت سنن النبي صلعم لا يسوغ العمل بها بعد صحتها حتى يعمل بها فلان وفلان لكان قول فلان وفلان عيارا على السنن ومزكيا لها وشرطا في العمل بها وهذا من ابطل الباطل وقد اقام الله سبحانه وتعالى الحجة برسوله دون آحاد الامة وقد امر النبي صلعم بتبليغ سنته ودعا لمن بلغها فلو كان من بلغته لا يعمل بها حتى يعمل بها [illegible] من تبليغها فائدة وحصل الاكتفاء بقول فلان وفلان -

لے لینے کو جایز نہین کردیتا ہے - اور اگر آنحضرت کی سنتون پر باوجود انکی صحت کے عمل جایز نہو جبتک فلان فلان اسپر عمل نہ کرلے تو اُن لوگون کے اقوال سنتون کی کسوٹی ٹھہرے اور اُنکو پاک و ستہرا کرنیوالے اور اُنکے عمل کے لئے شرط اور یہہ بات بڑی باطل سے باطل ہے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو دستاویز بنایا ہے نہ امت سے کسی ایک ایک کو - اور آنحضرت نے سنتونکے پہنچا[illegible] ہے اور پہونچانیوالے کے لئے دعا کی ہے پہر اگر جسکو وہ سنت پہونچی اُسکو اسپر عمل جایز نہو جبتک فلان فلان امام عمل نہ کرے تو اُسکے پہونچانیکا فائدہ کچہہ نہین اسی امام کا قول کافی ہے -

یہہ دونون عبارتین+ ہمارے اس دعوے کے مصدق ہین کہ زمانہ صحابہ مین اور اسکے بعد تمام لوگ حدیث سنتے ہی اسپر عمل کرتے اور اس باب مین غیر فقیہ فتوے واجازت فقہا کے منتظر نہ رہتے - ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ کی اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے - جو ضمیمہ نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۰ منقول ہوا ہے -

ان شہادتون سے (جنکے خلاف پر کوئی ایسی شہادت پائی نہین جاتی جس سے پہلی صدیونمین وجود خلاف ثابت ہو) بخوبی معلوم ہوا کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہین بلکہ یہہ ایسا کام ہے جسکو عامی کرسکتے ہین اور صدر اول و

+ یعنی عبارت اعلام جو یہان منقول ہوئی - اور عبارت ولی الدین عراقی جو ضمیمہ نمبر ۲ جلد ۱ مین گذری -

دوم کے عامی کرتے رہے ہین۔

اس **تعامل** صدر اول و دوم کے **مقابلہ** مین کسی (امام یا عالم) متاخر کے **قول** وخلاف کی ایسی **وقعت** نہین کہ اسکی طرف ذرہ بہی التفات کیجاوے اور اسکو نقل کرکے اسکا جواب دیا جاوے۔ اس تعامل کا اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ اسی قسم کی شہادتون سے کوئی یہہ ثابت کر دکہائے کہ صدر اول و دوم کے عام لوگ جو مجتہد نہ تہے ظاہر حدیث پر بلا واسطہ مجتہدین عمل نہ کرتے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اسپر صحابہ وتابعین انکار متوجہ فرماتے اور اس امر کا اثبات سہل نہین مگر چونکہ بعض لوگ (جو مراتب دلائل شرعیہ سے واقف نہین اور وہ مجرد اقوال علماء کو (گو مخالف دلائل شرعیہ ہون) دلیل شرعی سمجہتے ہین اور جبتک ان اقوال کا جواب اسی قسم کے اقوال سے نہ دیا جاوے وہ اُن اقوال کو چہوڑ کر اتباع دلائل نہین کرتے) اس تعامل کے مقابل مین [illegible] اقوال علماء سے استدلال کرتے ہین اسلئے ہم (بپاس خاطر و بغرض فہمائش ان لوگون کے) اُن اقوال کو نقل کرکے انکا جواب دیتے ہین۔

ازانجملہ ایک قول امام ابو یوسف رح کا ہے جو کتب فقہ مین منقول ہے کہ عامی کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے۔ ا سپر ان لوگونکا اتباع واقتدار واجب ہے جنہون نے اجتہاد کیا ہے **دوسرا قول** بعض متاخرین کا جنہون نے کتب اصول مین کہا ہے کہ مجتہد مطلق (جو ہر مسئلہ مین اپنا اجتہاد کرے کسی مسئلہ مین کسی کا مقلد نہو) کے سوائے ہر کسی کو (عالم کیون نہو) مجتہد مطلق کی تقلید واجب ہے" جسکا مطلب بعض لوگون نے یہہ سمجہا ہے کہ اسکو ظاہر قرآن وحدیث پر بہی بلا تقلید مجتہد عمل کرنا جائز نہین ہے۔ اور بعض لوگون نے یہہ بات صاف طور پر بہی کہدی ہے۔

پہلے قول کا جواب تو یہہ ہے کہ امام ابو یوسف رح عامی سے ایسا جاہل آدمی

مراد رکھتے ہین جو حدیث کی معنی و مراد نہ سمجھتا ہو ایسے شخص کو ہم ہی عمل بالحدیث
کی اجازت نہین دیتے - جو شخص نہ عربی زبان جانتا ہو نہ کسی دوسری زبان مین اسکا
مطلب سمجھتا ہو وہ حدیث پر عمل کیا کریگا -

دوسرے قول کا جواب یہہ ہے کہ اس قول مین اُن مسائل سے جنمین مجتہد
مطلق کی تقلید کو واجب ٹھہرایا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ مسائل نقلی
(جو نصوص قطعی قرآن و حدیث سے ثابت ہین) چنانچہ اس قول کے شارحین نے
بوضاحت بیان کر دیا ہے پس اس قول سے غیر مجتہد کے لئے ظواہر و نصوص قرآن
و حدیث پر عمل و استدلال کرنے کی ممانعت نہ نکلی -

جو لوگ اس قول سے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت نکالتے
ہین وہ عمل ظواہر و نصوص کو اجتہاد مین داخل کرتے ہین - اور بنا بر علیحدہ اس
اسکو غیر مجتہد کے لئے ناجائز [illegible] ہین

اسکا جواب یہہ ہے کہ اولاً تو ظواہر و نصوص پر عمل و استدلال از قسم اجتہاد نہین
ہے کیونکہ ظواہر و نص قطعیات سے ہین اور اجتہاد صرف ظنیات مین ہوتا ہے -
اور اگر بفرض محال مان لیا جاوے کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے تو پھر مجتہد مطلق کے
سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے - اور باتفاق جمہور
علما جائز ہے کہ ایک شخص بعض مسائل مین مقلد ہو بعض مین مجتہد (جسکو مسئلہ
تجزی اجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے)

ان جوابات مین ہمنے چار دعوے کئے ہین - اول یہہ کہ امام ابو یوسف
کے قول مین عامی سے جاہل محض مراد ہے دوم یہہ کہ بعض متاخرین کے
قول مین اُن مسایل سے جنمین مجتہد کی تقلید کو واجب کیا گیا ہے مسائل اجتہادی
مراد ہین نہ نصی سوم یہہ کہ ظواہر نصوص حدیث و قرآن سے استدلال اجتہاد نہین ہے

چہارم یہہ کہ اجتہاد مین تجزی جائز ہے وبنا و علیہ غیر مجتہد کا بعض مسائل مین اجتہاد کرنا درست ہے۔

منجملہ اُن دعاوی اربعہ کے دعوی سوم کو توہم بشہادت معقول و اقوال ایسا ثابت کرچکے ہین کہ اسمین کسیکو جاے شک و اعتراض نہین ہے۔ باقی تینون دعاوی کے ثبوت مین اقوال و نقول پیش کئے جاتے ہین جو دلائل اصولی پر مشتمل ہین۔

خزانۃ الروایات کی فصل بیان کیفیت اجتہاد و بعض مسائل تقلید و جواز عمل بغیر مذہب میں کہا ہے کہ

قال فی خزانۃ الروایات فی فصل کیفیۃ الاجتہاد و بعض مسائل التقلید والفتوی وجواز العمل علی غیر مذہبہ فی دستور السالکین فان قیل لو کان المقلد غیر المجتہد عالماً مستنداً یعرف قواعد الاصول و معانی النصوص والاخبار ہل یجوز لہ ان یعمل علیہا وکیف یجوز لانہ قیل لا یجوز لغیر المجتہد ان یعمل الا علی روایات مذہبہ وفتاوی امامہ ولا یشتغل بمعانی النصوص والاخبار والعمل علیہا کالعامی قیل ہذا فی العامی الصرف والجاہل الذی لا یعرف معنے

اور حدیث و عمل بمذہب غیر مین کہا ہے کہ دستور السالکین مین بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد ایسا ہو کہ وہ مجتہد تو نہین پر وہ عالم ہے دلیل سے تمسک کرسکتا ہے۔ قواعد اصول پہچانتا ہے۔ معانی قرآن و حدیث جانتا ہے ایسے شخص کو کیا قرآن و حدیث پر عمل کرنا جائز ہے تو کیونکر ہے جبکہ یہہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مجتہد نہو اسکو اپنے مذہب کی روایات اور اپنے امام کے فتوون کے ماسوائے اور چیز پر عمل کرنا۔ اور قرآن و حدیث کے معانی سے شغل رکھنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہین جیسے کہ عامی (جاہل) کو یہہ امر جائز نہین اس سوال کے جواب مین علما نے کہا ہے کہ یہہ عدم جواز عمل و استدلال قرآن و حدیث ایسے عامی کے حق مین ہے جو جاہل

النصوص والاحاديث وتاويلاتها
ولما افالعالم الذي يعرف معنى
النصوص والاخبار وهومن
اهل الدراية وثبت عنده صحتها
من المحدثين او من كتبهم الموثوقة
المشهورة المتداولة فيجوزله ان
يعمل عليها وان كان مخالفاً
لمذهبه يؤيده قول ابي حنيفة
ومحمد والشافعي واصحابه وقول
صاحب الهداية في روضة العلماء
الزندويسية في فضل الصحابة
قيل لابي حنيفة اذا قلت قولا
وكتاب الله يخالفه قال اتركوا قولي
بكتاب الله فقيل اذا كان خبر
الرسول يخالفه قال اتركوا قولي
بخبر الرسول فقيل اذا كان قول
الصحابة يخالفه قال اتركوا قولي
بقول الصحابة وفي الامتاع ردى

محض ہے جو قرآن وحدیث کے معنی
ومراد نہ جانتے اور جو سمجھدار عالم ہو وہ
قرآن وحدیث کے معنی اور مراد جانتا ہو
اور اسکو حدیث کی صحت محدثین یا انکی
معتبر کتابون سے ثابت ہو جاوے تو
اُسکو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ
وہ حدیث اُسکے پہلے مذہب کے مخالف
ہو اسکے مؤید امام ابو حنیفہ وامام محمد
وامام شافعی (رحمہم اللہ تعالی) اور
اُنکے شاگردون کے اقوال ہین۔ اور
ہدایہ کا وہ قول جو کتاب روضۃ العلما
مین (جو امام زندویسی کی تصنیف ہے)
فضیلت صحابہ کے بیان مین منقول ہے
کہ امام ابو حنیفہ سے کسی نے کہا کہ جب
آپ ایک بات فرماوین اور قرآن مین
اسکا خلاف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے جواب
دیا میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلہ مین
چھوڑ دو پھر کہا گیا کہ جب حدیث نبوی
اسکے مخالف ہو تو کیا کرین اپنے جواب دیا میرے قول کو حدیث کے سامنے
ہی مت لو۔ پھر کہا گیا اگر قول صحابی اسکے مخالف ہو فرمایا میرے قول کو قول
صحابہ کے سامنے بھی چھوڑ دو۔ (کتاب) امتاع مین ہے کہ بیہقی

البیهقی فی السنن عند الکلام علی
القران بسند قال قال الشافعی اذا
قلت قولا وکان عن النبی صلعم خلاف
قولی فما یصح من حدیث النبی صلعم
اولی فلا تقلدونی ونقل امام
الحرمین فی نهایته عن الشافعی انه
قال اذا صح خبر یخالف مذهبی
فاتبعوه واعلموا انه مذهبی و
قد صح فی منصوصاته انه قال اذا
بلغکم عنی مذهب وصح عندکم خبر
علی مخالفته فاعلموا ان مذهبی
موجب الخبر وروی الخطیب
باسناده ان الدارکی من الشافعیة
کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذهب
الشافعی وابو حنیفة فیقال له هذا
یخالف قولهما فیقول ویلکم حدث
فلان عن فلان عن النبی صلعم

نے اپنی سنن (کتاب کا نام ہے) میں
قران کی نسبت گفتگو کے ذیل میں باسناد
روائت کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے
جب میں کوئی بات کہوں اور اس بارے
میں آنحضرت سے میرے قول کا خلاف
ثابت ہو تو آنحضرت ہی کا قول لائق
اخذ ہے میری اسمیں تقلید مت کرو۔
امام الحرمین نے اپنی کتاب
نہایہ میں نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے
فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث میرے
مذہب کے مخالف صحت کو پہونچے تو تم
جان لو کہ میرا وہی مذہب ہے۔ امام
شافعی کے ملفوظات میں یہہ بھی ثابت
ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تمہیں
کسی مسئلہ میں میرا مذہب معلوم ہو اور
حدیث نبوی اسکے مخالف صحت کو
پہونچے تو میرا وہی مذہب ہے جو حدیث کا
مضمون ہے خطیب (بغدادی) نے دارکی سے جو شافعی مذہب کا پیرو عالم
تھا نقل کیا ہے کہ لوگ اُنسے مسائل پوچھتے تو کبھی وہ مذہب شافعی و ابوحنیفہ
دونوں کے مخالف فتوی دیتے اسپر کوئی کہتا کہ یہہ تو امام شافعی و ابوحنیفہ کے مخالف قول ہے
تو آپ جواب دیتے کہ تمپر افسوس ہے کہ یہہ تو آنحضرت کی حدیث ہے جو فلاں نے فلاں

هكذا وكذا والاخذ بالحديث اولى من الاخذ بقولهما اذا خالفا وكذا يؤيد ما ذكره في الهداية في مسئلة صوم المحتجم ولو احتجم فظن ان ذلك يفطره ثم اكل متعمدا عليه القضاء والكفارة لان الظن ما استند الى دليل شرعي الا اذا افتاه فقيه بالفساد لان الفتوى دليل شرعي في حقه ولو بلغه الحديث واعتمده فكذلك عند محمد رحمه الله لان قول الرسول عليه السلام لا ينزل عن قول المفتي ..

راوی نے روایت کی ہے اس پر فتوے دینا اُن اماموں کے قول پر فتوے دینے سے بہتر ہے - ایسا ہی اس جواز عمل بالحدیث کا موید ہدایہ کا وہ قول ہے جو سینگی لگوانے کے باب مین کہا ہے کہ اگر کوئی سینگی لگوائے پھر (اپنے ہی خیال سے) سمجھ لے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر کچھ قصداً کہالے تو تو اسپر روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے یہہ اس لئے کہ اسکا یہہ خیال کوئی شرعی سند نہین رکہتا۔ ہان اگر اسکو کوئی مجتہد یہہ فتوے دیدے تو اس صورت مین اسپر کفارہ نہین کیونکہ مجتہد کا فتوے اُسکے لئے ایک سند ہے - ایسا ہی اگر اُسکو حدیث پہونچی + اور وہ اسپر اعتماد کرے تو بہی امام محمد کے نزدیک اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے کمتر نہین ہے -

+ وہ حدیث یہہ ہے افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانیوالے اور لگوانیوالے دونون نے روزہ افطار کیا ہے - جسکا اصل مطلب یہہ ہے کہ دونوںکا روزہ محل افطار اور اسکے قریب ہوگیا . لگانیوالا اسطرح کہ سینگی لگانیسے اُسکے منہ مین ہو بہرآوے اور کچہہ اُسکے اندر چلا جاوے - لگوانے والیکا اسطرح کہ اُسکو ضعف وبیہوشی ہوجاوے جس سے اُسکا روزہ کہلوانا پڑے - جو شخص اس مطلب کو نہ سمجہے اور اس حدیث کے ظاہری معنے سمجہے کہ دونون کا روزہ ٹوٹ ہی گیا پہر سینگی لگوا کر کچہہ عمداً کہالے اسپر امام ابوحنیفہ وامام محمد کفارہ لازم نہین ٹہراتے - کیونکہ اُسنے ظاہر حدیث پر عمل کیا جو عموماً واجب العمل ہے -

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

وفی الکافی والحمیدی لا یکون
ادنی درجۃ من قول المفتی وقول
المفتی یصلح دلیلاً شرعیاً فقول
الرسول اولی وعن ابی یوسف
خلاف ذلک لان علی العامی
الاقتداء بالفقہاء لعدم الاہتداء
فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث
وان عرف تاویلہ یجب الکفارۃ
وفی کتاب المسافری الاتفاق
واما الجواب عن قول ابی یوسف ان
علی العامی الاقتداء بالفقہاء
فمحمول علی العامی الصرف الجاھل
الذی لا یعرف معنے الاحادیث
وتاویلہا لانہ اشار الیہ بقولہ
بعدم الاہتداء الی معرفۃ
الاحادیث وکذا قولہ وان عرف
تاویلہ یجب الکفارۃ یشیر الی ان
المراد بالعامی غیر العالم وفی
الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ

(کتاب) کافی وحمیدی میں اسکا مطلب
یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قولِ
مفتی سے کم درجہ نہیں ہے جب مفتی کا
قول اسکے لئے دلیل شرعی ہوا تو آنحضرت
کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا
چاہیئے۔ امام ابویوسف کا اسمین اختلاف
ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی
پیروی واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہیں۔ اور اگر وہ اس حدیث
کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ نمبر ا مین بیان
ہوئی ہے) جانتا ہو (اور عمداً) روزہ افطار
کرے) تو اسپر کفارہ نہیں۔ کتاب مسافری
مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے۔
امام ابویوسف کے قول کا جواب
یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو
جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے ومراد
نہ جانے اس مراد کی طرف انکے اس
قول کا اشارہ ہے کہ اسکو حدیث کی
پہچان نہیں۔ ایسا ہی انکا یہہ قول کہ
کہ اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے" اشارہ کرتا ہے کہ عامی
سے انکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو۔ (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عامہ کیطرف

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارة ان مراد ابی یوسف ایضاً عن العامی الجاهل الذی لا یعرف معنی النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی کلام صاحب الخزانة وهو فی عدة تصانیف علماء ثقات کعقد الجید والایقاظ والدراسات وغیرها من شاء فلیرجع الیها۔

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہیں۔ ان اشارات (کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کی مراد بھی عامی سے ایسا جاہل آدمی ہے جو حدیث کے معنے و مراد نہ جانے۔ پس امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام محمد کے قول سے (جس سے امام ابو یوسف کا قول بھی موافق ہو گیا ہے) معترض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی روایت پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب پر دفع ہوا۔

صاحب خزانۃ الروایات کا کلام تمام ہوا۔ اور یہ کلام متعدد تالیفات علماء ثقات میں (جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ۔ ایقاظ ہمم اولی الابصار فلانی۔ دراسات اللبیب) وغیرہ میں موجود ہے۔ جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے۔ اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندھی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن شحنة فی نهایة النهایة وان کان ای ترك الامام الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان له طریق غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلك مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال البعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہایہ میں فرمایا ہے اگر کسی حدیث کو امام نے ضعیف اسناد کے سبب ترک کیا ہے تو دیکھا جائے کہ سوا اس سند کے اُسکی کوئی اور صحیح سند بھی ہے یا نہیں اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب ہو گا۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے مقلد

صنف فی ھذا المقصود۔ وقال
فی البحر وان لم یسقط ولکن بلغہ الخبر
وھو قولہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام
افطر الحاجم والمحجوم وقولہ الغیبتہ
تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویلہ فلا کفارۃ علیہ عندھما
لان ظاھر الحدیث واجب العمل
خلافا لابی یوسف لانہ قال لیس
للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ
بالناسخ والمنسوخ قال ابن الغرقی
حاشیۃ الہدایۃ قولہ ولو بلغہ
الحدیث واعتمدہ یعنی افطر الحاجم
والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی
انہ لا کفارۃ علیہ اذا احتجم ثم
اکل علی ظن ان الحجامۃ فطرتہ معتمدا
علی الحدیث لان قول الرسول
لا ینزل عن قول المفتی فی العبارۃ
مسامحۃ بل ھو خطاء والامر اعظم من ذلک

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے
ثابت ہوچکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا
وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین لکھا ہے
کہ اگر اس عامی (سینگی لگواکر روزہ
کھول دینے والے نے) کسی مفتی سے
فتوے نہین لیا مگر اُسکو یہ حدیث پہنچ گئی
کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوکا
افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو
توڑ دیتی ہے اور اُسکو اسکا منسوخ یا
مؤول ہونا معلوم نہوا تو بھی اسپر کفارہ
نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ
عامی کو ناسخ و منسوخ کا علم نہین ہوتا۔
ابن الغرنے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب
ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اُسکو حدیث پہونچے اور
وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکھتا ہے
کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم
پہنچ جائے اور اسکے ظاہری معنے کے بھروسہ

پر وہ سینگی لگواکر روزہ افطار کردے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بھی یہی حکم ہے
کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے
نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی و سستی ہے بلکہ یہہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلاف ذلک یعنی علیہ الکفارة فان
علی العامی الاقتداء بالفقہاء لعدم
الاهتداء فی حقہ الی معرفة الاحادیث
وفی تعلیلہ نظر فان المسئلة اذا کانت
مسئلة النزاع بین العلماء وقد بلغ
العامی الحدیث الذی احتج بہ
احد الفریقین کیف یقال فی هذا
انہ غیر معذور فان قیل هو
منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ
ما یعارضہ ومن سمع الحدیث
فعمل بہ وهو منسوخ [illegible] معذور
الی ان یبلغہ الناسخ ولا یقال من
لمن سمع الحدیث الصحیح لا تعمل بہ
حتی تعرضہ علی رای فلان او
فلان وانما یقال لہ انظر هل هو
منسوخ ام لا - اما اذا کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے برتر ہی - اور امام ابو یوسف کا
اسمین خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ اسپر کفارہ ہی کیونکہ عامی کیلئے فقہا کا
اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین ہے - امام ابو یوسف کی
اس دلیل مین یہہ شبہہ ہے کہ جس حالت
مین اس مسئلہ مین علمار کا اختلاف ہو
اور اس عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جسپر
سے دو مختلف فریقون سے ایک فریق
استدلال کرتا ہے تو پھر وہ عامی اس
مختلف فیہ مسئلہ مین اس حدیث سے تمسک
کہ [illegible] معذور نہین ہے - اگر
کوئی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے
کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے
اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بہی عمل کرلے
تو بہی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا
علم نہو - اور جو کوئی حدیث صحیح کو سنے اُسکو یہہ نہین کہا جا سکتا کہ تو اسپر عمل نکر
جبتک کہ فلان فلان امام کی اسمین رائے نہ لے لے ہان یہہ کہا جاویگا کہ تو اسکا
منسوخ ہونا دیکھہ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہوگا

بہتر بجائے اسکے یون کہنا مناسب ہے کہ مفتی کا قول آنحضرتؐ کے قول سے نیچے ہے یا یون کہو کہ اس سے بڑھکر نہین ہے
یہہ کہنا کہ آنحضرتؐ کا قول قول مفتی سے نیچے و کمتر نہین ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے -

في نسخه كما في هذه المسئلة فالعامل به
في غاية العذر فان تطرق الاحتمال
الى خطاء المفتي اولى من تطرق الاحتمال
الى النسخ ما سمعه من الحديث الى ان
قال وايضا فالمنسوخ من السنة في
غاية القلة وقد جمعه ابن الجوزي
في ورقات وقال افرد فيها قدر ما صح
نسخها واحتمل واعرض عما لا وجه
النسخه ولا احتمال ثم قال وقد
تدبرته فاذا هي احد وعشرون
حديثا فاذا كان العامي يسوغ
له الاخذ بقول المفتي بل يجب عليه
مع احتمال خطاء المفتي كيف لا يسوغ له
الاخذ بالحديث فلو كانت سنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا يجوز العمل بها حتى يعمل بها فلان
وفلان لكان قولهم شرطا في العمل بها
وهذا من ابطل الباطل ولذا اقام الله تعالى الحجة

جیسے کہ اس حدیث افطار مین اختلاف ہے
تو اسپر عمل کرنے والے کے لئے نہایت درجہ
کا عذر ہے کیونکہ نص مفتی کے خطا کرنے کا احتمال
حدیث کے منسوخ ہونیکے احتمال سے بڑھکر +
ہے اور نیز منسوخ حدیثین نہایت کم ہین جنکو
ابن الجوزی نے چند (دوتین) ورقون ‡
مین جمع کر دیا اور کہا ہے کہ مینے اسمین
وہی حدیثین ذکر کی ہین جنکا نسخ ثابت
ہو چکا ہے یا اسکا احتمال ہے - نہ وہ حدیثین
جنکے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ واحتمال
نہین ہے اور کہا ہے کہ مینے نسخ مین غور
کی تو صرف اکیس حدیثین منسوخ پائین -
اور جس حالت مین کہ مفتی کے قول پر باوجودیکہ
اسمین خطا کا احتمال بھی لگ رہا ہے عمل کرنا
جائز یا واجب ہے تو اسکو حدیث پر عمل کرنا
کیون درست نہین ہے اور اگر آنحضرت
کی سنت پر صحیح ہو جانیکے بعد بھی عمل درست
نہین ہے جبتک فلان فلان کا اسپر عمل
ثابت نہو تو اسکا قول اس حدیث پر عمل کرنیکے لئے شرط ٹھہرا - اور یہہ بڑی باطل سے باطل بات ہے -

+ اور جس حالت مین مفتی کی بات ان لینے مین سائل وعامل معذور ہے تو اس حدیث پر عمل کرنے مین کیون معذور نہوگا -

‡ یہہ رسالہ ہمارے پاس موجود ہے اسکو ہم عنقریب کسی موقع پر تماما معہ ترجمہ نقل کرینگے -

برسوله دون احاد الامة (ایقاظ همم اولی الابصار)۔

خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو ہمارے لئے دست آویز بنایا ہے۔ نہ کسی ایک کو اس اس امت سے۔

یہہ اقوال دعوی اول کے شواہد ہین اب ہم شواہد دعوی دوم و چہارم پیش کئے جاتے ہین مسلم الثبوت اور اسکی شرح فواتح الرحموت مین ہے جو مجتہد مطلق (سبہی مسائل

غیر المجتہد المطلق ولو کان عالماً یلزمہ تقلید المجتہد فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات ای بتحصیل یا جتہادہ بناء علی التجزی فی الاجتہاد ویلزمہ التقلید مطلقا فیما یقدر علیہ وفیما لا یقدر علیہ بناء علی القول بالتجزی وقد عرفت ان الحق هو الاول (م

مین مجتہد) نہو اگرچہ عالم ہو اُسکو مجتہد کی تقلید لازم ہے ان اجتہادی مسائل مین جنپر اُنکو اجتہاد کی قدرت نہو یعنی اپنی اجتہاد سے اُن مسائل کو حل نکرسکتا ہو یہہ مسئلہ اسپر مبنی ہے کہ تقلید و اجتہاد مین تجزی (یعنے بعض مسائل مین مجتہد ہونا بعض مین مقلد رہنا) درست ہے۔ اور تجزی اجتہاد کے نہ ماننے پر ہر مسئلہ مین (خواہ وہ اسمین اجتہاد کرسکتا ہو خواہ نکرسکتا ہو) تقلید لازم ہے۔ اور تو پہلی کتاب مین معلوم کرچکا ہے کہ حق وہی پہلا مسئلہ ہے کہ اجتہاد مین تجزی درست ہے۔

امام رازی کی کتاب محصول مین ہے کہ صفت اجتہاد کا ایک فن بلکہ ایک مسئلہ مین

مسئلة الحق انه یجوز ان یحصل صفة الاجتهاد فی فن دون فن بل فی مسئلة دون مسئلة خلافاً لبعضهم لنا ان لا غلب فی الحادثة من الفرائض ان یکون اصلها فی الفرائض دون المناسك

اور فنون اور مسائل کے سوا حاصل ہونا جائز ہے اسمین بعض لوگونکا اختلاف ہے۔ ہمارے لئے جواز پر یہہ دلیل ہے کہ اکثر مواقع اجتہاد فرائض ہین۔ اور جو شخص اُن احادیث و آیات و اجماع و قیاس سے واقف ہوگا

والاجازات فمن عرف ما ورد من الآيات والسنن والاجماع والقياس في باب الفرائض وجب ان يتمكن من الاجتهاد غاية ما في الباب ان لعله شذ منه شيء لكن النادر لا عبرة به كما ان المجتهد المطلق وان بالغ في الطلب فانه يجوز ان يكون قد شذ عنه اشياء (محصول امام رازی)

جو فرائض کے باب مین وارد ہین تو ضرور ہے کہ وہ اجتہاد پر قادر ہو۔ ہمین نہائت درجہ کا یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ ایسے مجتہد سے بعض مسائل کا علم رہجاتا ہے ولیکن شاذ ونادر بات کا اعتبار نہین ہوتا۔ بعض مسائل کا علم تو مجتہد مطلق (خواہ وہ طلب و تحقیق مین کیسا ہے مبالغہ کرے) سے بھی رہجاتا ہے

في بحر الزركشي العلم نوعان نوع مشترك في معرفته الخاصة والعامة ويعلم من الدين بالضرورة كالمتواتر فلا يجوز فيه التقليد لاحد كعدد الركعات وتعيين الصلوة وتحريم الامهات والبنات واللواطة فان هذا مما لا يشق على العامي معرفته ولا يشغل عن اعماله ونوع يختص بمعرفته الخاصة والناس فيه ثلثة اقسام الاول العامي الصرف والجمهور على انه يجب عليه التقليد في فروع الشريعة

زرکشی کی کتاب بحر مین ہے علم دو قسم ہے ایک قسم مشترک جسکے جاننے اور سمجھنے مین خواص اور عوام سبھی شریک ہوتے ہین) اور وہ دین سے بطور بداہت معلوم ہے جیسے متواتر احکام مثلاً رکعات نماز کی گنتی اور نماز کی اتفاقی صورت اور مان بیٹی کے نکاح کا حرام ہونا اور لواطت وغیرہ) جنکی پہچان عوام کے لئے مشکل نہین اور وہ اُسکو عمل سے روک نہین سکتی اس قسم مین کسیکو تقلید جایز نہین ایک قسم خاص ہے جسکی پہچان خاص لوگون کو ہوتی ہے (یعنے جو اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے) اسمین لوگ تین قسم کے ہین اول عوام لوگ انپر جمہور علما کے نزدیک سبھی احکام شریعت مین (کسی نہ کسی مجتہد کی

جمیعا ولا ینفع ما عندہ من علم ۹
یودی الی الاجتہاد ۔
ومن الاستاذ الجبائی یجوز یعنی
تقلیدہ فی الاجتہادیۃ دون ما طریقہ
القطع الحاقا بقطعیات الفروع
بالاصول الثانی العالم الذی
حصل بعض العلوم المعتبرۃ ولم یبلغ
رتبۃ الاجتہاد فاختار ابن الحاجب
وغیرہ انہ کالعامی الصرف لعجزہ عن
الاجتہاد وقیل لا یجوز لہ التقلید
ویجب علیہ معرفۃ الحکم بطریقہ
لان لہ صلاحیۃ معرفۃ الحکم
بخلاف غیرہ قال وما اطلقوہ
من الحاقہ ھہنا بالعامی فیہ نظر
لا سیما فی اتباع المذاھب المتبحرین
فانہم لم ینصبوا انفسہم نصبۃ المقلدین

تقلید واجب ہے ۔ انکی اپنی سمجھ جو اجتہاد
کو نہ پہنچی ہو نفع نہین دیتی ۔
استاد جبائی سے یہہ منقول ہے ۔ کہ انکو صرف
اجتہادی فروعات مین تقلید جائز ہے
نہ آن فروعات سے جو یقینی + طریق سے
معلوم ہین اُسنے ایسے فروعات کو
بہی اصول دین کے حکم مین شامل کیا ہے
قسم دوم وہ عالم جسکو بعض علوم حاصل
ہین پر وہ رتبہ اجتہاد کو نہین پہنچا ایسے
شخص کو ابن الحاجب نے تو محض عامی
قرار دیا ہے کیونکہ وہ اجتہاد سے عاجز ہے
بعض علماء کا یہہ قول ہے (کہ وہ عامی محض
نہین ہے اسلئے) اسکو تقلید جائز نہین بلکہ
حکم کا دلیل سے جاننا واجب ہے اسلئے
کہ اسکو دلیل سے احکام جاننے کی لیاقت ہے
ایسے شخص کو عامی کہنا محل اعتراض ہے

خصوصاً اُن لوگون کو جو مذاہب مین خوب ماہر ہین اور انہون نے اپنے آپ کو مقلد نہین ٹھہرایا کہا

وقد قال ابو علی وغیرہ لسنا مقلدین للشافعی
وکذا الاشکال فی الحاقہم بالمجتہدین اذ المجتہد لا یقلد

ابو علی وغیرہ نے کہا ہے ہم شافعی کے مقلد نہین ایسا ہی
انکو مجتہد کہنا مشکل ہے کیونکہ مجتہد تو کسیکی تقلید نہین

+ یقینی فروعات تو قسم اول مین داخل ہین جسمین عوام خواص سبہی شریک ہین پہر معلوم نہین کہ قسم ثانی مین اسکا ذکر
کیون ہوا ۔ اس بات مین عمدہ تفصیل وہ ہے جو طرۃ الحق مین ضمیمہ نمبر ۱۲ ۔ جلد اول مین بصفحہ ۱۹ گذری ۔

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

اذا عقلد مجتہد مجتہدًا ولا یمکن ان
یکون واسطۃ بینہما لانہ لیس لنا سوی
حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار
انہم مجتہدون ملتزمون ان لا
یحدثوا مذہبًا۔ اما کونہم مجتہدین
فلان الاوصاف قائمۃ بہم واما کونہم
ملتزمین ان لا یحدثوا مذہبًا
فلان احداث مذہب زائد بحیث
یکون لفروعہ اصول وقواعد مباینۃ
لسائر قواعد المتقدمین متعذر
الوجود لاستیعاب المتقدمین سایر
الاسالیب نعم لا یمتنع علیہم تقلید
امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحۃ مذہب
غیر امامہ فی واقعۃ لم یجز لہ ان یقلد

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہیں کرتا اور
یہہ کبھی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بھی نہیں
ہوسکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد۔ کچھہ اور
ھی ہون۔ کیونکہ (اجتہادی مسایل مین)+
ہمارے لئے (سواے حالت اجتہاد و تقلید)
کوئی تیسری حالت نہیں ھی۔
اس باب مین قول مختار یہہ ھی کہ وہ مجتہد ہین
پر ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نہ نکالین
مجتہد تو اسلئے ہین کہ اُنمین مجتہدون کی
صفتین موجود ہین۔ نیا مذہب نکالنے کے
التزام کی یہہ وجہ ھی کہ ایسا نیا مذہب نکالنا
جسکی فروعات کے اصول و قواعد متقدمین
(مجتہدین) کے قواعد سے جداگانہ ہون
مشکل ہے۔ کیونکہ متقدمین نے سبھی اصول
و قوانین کو پورا لیلیا ہے۔ ہان انکو یہہ منع نہیں ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید نکرین

+ یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو جولانگاہ اجتہاد ہے
(دیکھو ضمیمہ نمبر۲ ج ۲ صفحہ ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ظواہر
نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

اما مہ لکن وقوع ذلک مستبعد لکمال نظر من قبلہ وقال القدوری الحنفی ما ظنہ یعنی العالم الغیر المجتہد اقوی فعلیہ تقلیدہ فیہ وقد سمعت موافقۃ ابن المنیر لھذا انفا غیر انہ استبعد وقوعہ قال ابن امیر الحاج فی التحبیر بعد نقل ھذا من الزرکشی وما استبعدہ لیس بعید انتھی۔

پس جب انکو کسی موقع پر کسی دوسرے امام کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پھر انکو اپنے امام کی تقلید جایز نہیں ہے ولیکن ایسا وقوع مین آنا بعید سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلون کی نظر کمال کو پہنچ چکی ہے

قدوری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ (یا قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو مجتہد نہین قوی سمجھے اسمین وہ اسکی تقلید کرلے۔ اور تو نے اس باب مین ابن المنیر کی اِس سے موافقت بھی سُن لی ہے فرق صرف اتنا ہی کہ اُس نے اس امر کی وقوع کو بعید سمجھا ہے۔ ابن امیر الحاج نے تحبیر مین زرکشی کے اس قول کو نقل کرکے کہا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجھا ہے وہ بعید نہین ہے۔

صاحب [illegible] کرکے کہا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزرکشی بقولہ فیہ نظر لاسیما فی اتباع المذاھب الخ ان المتبحرین من العلماء والعلم والمذھب ماخوذ من افعالھم کما ھو ماخوذ من اقوالھم لم ینصبوا انفسھم نصبۃ المقلدین علماً وقولاً اما عملاً فلبیان ترجیحھم دلائل الخصوم والعمل بھا بعد ترجیحھم بل بعض العلماء ترکوا تمام مذھب وقلدوا مذھبا آخر وھذا ابو جعفر الطحاوی

کے اِس قول کا (اُن لوگون کو عامی قرار دینا محل اعتراض ہے) حاصل یہہ ہے کہ متبحر علمائ جنکی افعال و اقوال سے علم و مذہب سیکھے جاتے ہین) قول و فعل سے کیسی مقلد نہین فعل سے تو اسلئے کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے اور مذاہب کے دلایل کو ترجیح دیتے ہین پھر بعد ترجیح اس مذہب مرجح کو اختیار کرتے ہین بعضون نے تو بالکل ہی اپنا مذہب چھوڑ دیا اور مذہب غیر کو اختیار کرلیا ہے یہہ (دیکھو) ابو جعفر طحاوی

تحنف بعد شفعویته - واما قوله وصدر
قول مثل ابی علی السنابن وغیرہ فلو کان
حدهم اللحوق بالعوام الصرفة
بحکم الشریعة المطهرة لکان قولهم
وعملهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان
عظیم یتوجه الیهم فلم یبق الا ان نقول
کان لهم الاجتهاد فی المسایل الجزئیة
والاخذ بالتی قوی عندهم دلیلها
وترک غیرها التماما للحجة علیهم
من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم
لوله یلحقوا بالمجتهدین فی هذه المسایل
[illegible]
بین من هو مجتهد وبین من لیس
بمجتهد ولیس لنا سوی حالتین واذا
کانوا مجتهدین ولو فی بعض المسایل
یحرم علیهم تقلید غیرهم فیه وهذا
هو القول بالتجزی فی الاجتهاد
وعلیه الجمهور وقد حکیت هذه
المسئلة فی اصول ابن الحاجب
وذکر فیها جوازها وهو قول اصحاب
ابی حنیفة علی ما ذکره البستی من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی
ہو گئے **قول** سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے
صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہین
ہین سو اگر انکا رتبہ شریعت کے رو سے
عوام کا سا ہوتا تو اُنکا یہہ قول وعمل شریعت
سے خارج ہوتا اور یہہ کہنا انپر بہتان باندہنا
ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچھہ نہین کہا جا سکتا
کہ ان لوگون کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد
حاصل تہا اور اُن مسایل کو جنکے دلایل انکے
نزدیک قوی ہون لے لینا اور جو ایسے
نہ ہون انکو چہوڑ دینا انکا کام تہا اور اگر
[illegible] جاوے اور
عوام تو کہا جا ہی نہین سکتا تو مجتہد و غیر
مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ)
نکلتا ہے حالانکہ (ایسے٭ مسایل اجتہادیہ مین)
سوائے دو حالت اجتہاد و تقلید ہماری
کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ
وہ مجتہد ٹھہرے (بعض مسایل ہی مین کیون
نہ ہون) تو انپر ان مسایل مین غیر کی تقلید
حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد و تقلید مین تجزی
کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے

٭ دیکھو حاشیہ صفحہ (۱۷)

من مشايخه وهو مختار الغزالي و
نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين
وقال انه صحيح وقال ابن دقيق العيد
هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام
فى التحرير انه الحق واما قول العلامة
التفتازاني فى الفصول البدائع والحق
عدم التجزى وهو المنقول عن ابي حنيفة
لما فى حد الفقه ان الفقيه هو المتهئ
للكل اعنى الذى له ملكة الاستنباط
فى الكل وان المقلد يجوز علمه
ببعض الاحكام عن الادلة (انتهى)
فنسبة الدلالة على اثبات هذا
النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت
الرواية لابن امير الحاج صاحب
التعبير عن فقهاء الحنفية بقوله لجواز
التجزى وهو قول اصحابنا وهو نقل
صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم -

یہ مسئلہ تجزی اجتہاد اصول ابن حاجب
مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز
بیان ہوا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ
کے اتباع کا قول ہے چنانچہ سبکی نے
نقل کیا ہے اور یہی امام غزالی کا مذہب
مختار ہے اور سبکی نے اسکو اکثر علماء کیطرف
منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ
صحیح ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے
کہ یہی مختار ہے شیخ الحنفیہ ابن الہمام نے
تحریر الاصول مین کہا ہے کہ یہی حق
ہے اور جو علامہ تفتازانی نے فصول البدائع
مین کہا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہے
اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ
فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے
کہ فقیہ وہ ہے جو سبھی احکام کے استنباط
کے لئے تیار ہو اور یہہ تعریف اس مجتہد پر
جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین
اجتہاد صادق نہین آتی - رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہے تو اسکا بعض احکام کو دلایل
سے جاننا کیا معنی رکھتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا ادلہ سے معلوم ہونا جایز
ہے ہمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہے وہ یا انکا کوئی ہمخیال بیان کرے کہ امام ابو حنیفہ
سے کس نے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نکرتا

كما اخذ صاحب البدايع معارض هذا عن حد الفقه فحكم على الماخوذ بانه المنقول عن ابي حنيفة مع الفرق بين الماخوذ من كلامه والمنقول من صاحبه ولما حكم افضل المتاخرين منهم في التحرير بان التجزي هو الحق بالحصر المفيد لبطلان ما ينقل في الباب مما سواه على ان صاحب البدائع لم يدع نقل ذلك صريحا عن ابي حنيفة بل فهم من التعريف المنقول عنه حيث قال لما مر في حد الفقه الخ وفي فهم ذلك نظر ظاهر فان المتهيئ للكل هو الفقيه المطلق الذي يكون صاحب مذهب مستقل وانما التجزي يوجب جواز مجتهد متهيئ لما يتعلق بالجزئيات التي فيها اجتهاده فالتهيئ للكل ليس شرطا

اور نہ کہتا کہ یہی ہمارے ائمہ کا قول ہے۔ یہ ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہہ کہ انکے کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی اجتہاد فقیہ کی تعریف سے نکال لیا ہے۔ پھر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح طور پر منقول ہونا اور ہے اور اسکا اسکی کلام سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام) یعنی تحریر مین یہہ لکھتے کہ تجزی اجتہاد ہی حق ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا خلاف عدم تجزی اجتہاد باطل ہے علاوہ اسکے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے اس بات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول ہونے کا خود دعوی نہین کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) اور اس بات کے مفہوم ہونے مین ظاہر اعتراض ہے اسلئے کہ جو تعریف مجتہد مین کل مسایل کے لئے تیار رہنا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب مذہب مستقل ہو نہ بعض مسایل مین مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل مین جنمین وہ اجتہاد

للمجتهد مطلقاً بل للمجتهد المطلق
دون المقيد - والمجتهد المقيد بمسايل
عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما ليس
له فيه يد على الاجتهاد على ما صرحوا
فتسمية من فرض كونه مجتهداً
مقيداً في الحد بالمقلد في قوله وان
المقلد يجوز عمله ببعض الاحكام عن الادلة
اي نفي عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد
المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار رہنا ضروری ہے -
اِس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق
(جو سبھی مسایل میں مجتہد و صاحب مذہب ہے)
کے لئے کل مسایل کے لئے تیار رہنا شرط
ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل میں
اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل میں
جنمیں اُسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو
دوسرے امام کا مقلد بھی ہوتا ہے پس اسکو
ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد
ہونے کو (ان مسایل میں جنمیں وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہیں مٹاتا -

اِن شواہد سے ہمارا دعوی دوم وچہارم ثابت ہوا - اور دعوی اول وسیوم پہلے ثابت
ہو چکا ہے - اِن چاروں دعاوی کے ثبوت و دلائل سے متحقق ہوا کہ اولاً تو ظواہر و نصوص
پر عمل کرنا اجتہاد نہیں ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے
اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد و تقلید
مین تجزی جائز ہے - وبناءً علیہ جائز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا
وہ ماخذ اور اصل کتاب و سنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین
(جنکو آیات و حدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اِس بیان سے (جو صفحہ ۳ نمبر ۲ سے شروع ہوا ہے)
اُن اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تھے جواب پورا ادا ہوا اور
بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث و قرآن اجتہاد نہیں ہے
شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض
مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

اِس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید شتہو رمثل ہے -

اِسکے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکہائی ہے کہ پچھلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسایل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین اُنہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین - علامہ ہارون حنفی کتاب نامطورۃ الحق مین فرماتے ہین -

فان قيل هذا البيان ينافي ما صرحوا بان عصر الاجتهاد قد مضى واهله قد انقرض منذ زمان طويل وانقضى وان دليل المقلد قول المجتهد ويجب الصلابة فى المذهب والمنتقل من مذهبه باجتهاد وبرهان اثم يجب عليه التعزير وبدونهما اولى - قال صاحب الخلاصة من الحنفية [illegible] القاضى اذا قاس مسئلة على اخرى وحكم فظهر ان الحق بخلافه فالخصومة للمدعى عليه يوم القيمة على القاضى والمدعى لان القاضى اثم بالاجتهاد لانه ليس من اهل الاجتهاد - والمدعى اثم باخذ المال قال الغزالى من الشافعيه فى احياء العلوم ومن ليس له رتبة الاجتهاد وهو حكم

اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان ہوا ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جایز ہے اور یہہ فقہاء کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہے - اور مذہب سے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہگار ہے جسپر تعزیر واجب ہے تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہوگا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرکے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پھر ظاہر ہو کہ مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہے تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہوگا قاضی پر اسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تہا اور مدعی پر اسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو (چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما یفتی فیما یسئل عنه
ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له
ضعف مذهبه لم یجز له ان یترکه
ولیس له الفتوی بغیره - وما یشکل علیه
یلزمه ان یقول لعل عند صاحب
مذهبی جوابا عن هذا فانی لست مستقلا
بالاجتهاد فی الشرع وقال ابو العباس
القرطبی من المالکیة فی شرح مسلم -
المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل
باستنباط الاحکام من ادلته فهذا لا شک
فی انه اذا اجتهد ماجور ولکن یعسر
وجوده بل العدم فی هذه الزمان
وثانیهما المجتهد فی مذهب امام وهذا
غالب قضاة العدل فی هذه الزمان
وشرط هذا ان یتحقق اصول امامه
وادلته وینزل علیها احکامه فیما لم
یجده منصوصة فی مذهب امامه واما ما
وجده منصوصا فان لم یختلف قول
امامه عمل علی ذلك النص وقد کفی
مؤنة البحث والاولی به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ
سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب
نقل کردے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف
بھی معلوم ہو تو اسکو نہ چھوڑے اور اس کے
سوائے دوسرے کے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ
اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین
یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد
مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی
نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے - مجتہد دو قسم
ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالتے
مین مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد
مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس
زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب
جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے
چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے
ہین اسکی شرط یہہ ہی کہ اپنے اصول و دلایل امام
کو خوب جانے اور ان سے ان احکام
کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب میں نہ پاوے
اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین
پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہ ہو

وجہ خلاف واما ان اختلف قول الامام
فهناك يجب عليه البحث فی الاولی من
القولين علی اصول امامه انتهی
وقد اختلف اراء المتاخرين من اصحاب
الشافعی فی ان الغزالی وشيخه
ابو المعالی الجوينی والرويانی من اصحاب
الوجوه فی المذهب ام لا ـ مع قول الرويانی
لو ضاعت نصوص الشافعی لامليتها
من صدری ولما ادعی السيوطی
علی راس المائة العاشرة قام معاصروه
ورموه عن قوس واحد وانكروا عليه
دعواه وكتبوا اليه مسائل اطلق اصحاب
فيها وجهين وطلبوا منه الترجيح علی
قواعد الاجتهاد فرد السوال من غير
جواب واعتذر بان له شغلا يمنعه
عن النظر فيه. فاذا ظهر نزول هولاء
وتقصيرهم عن هذا القدر فكيف من دونهم
بالكثير من ذلك

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت
سے نجات پاوے - اور اگر اسکی دلیل و وجہ
کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جس حکم مین
امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین
دونون اقوال سے اولی قول کی بحث
و کرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ
کا اسمین اختلاف ہے کہ امام غزالی اور انکا
اوستاد ابو المعالی (امام جوینی) اور رویانی
شافعی مذہب مین مجتہد محتمل قول امام کے
وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین -
باوجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکھا ہے کہ اگر
امام شافعی کے سبہی اقوال جاتے رہین تو
مین انکو اپنی یاد سے لکھدون اور جب امام
سیوطی نے دسوین صدی کے سر سے پر
مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر
مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک
کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نہ مانا
اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب
مین دو طرح پر بیان کئے گئے تھے لکھکر بہیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ کی ترجیح کے خواستگار ہوئے
امام سیوطی نے ان مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے اسکے دیکھنے سے عذر کیا -
جب ایسے لوگون کا اس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پہر انسے نیچے والونکا کیا حال

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

قلت الادلة الدالة على وجوب التمسك
بالكتاب والسنة والاجماع والقياس عامة
لما تفيده من الحكم من غير تخصيص
بشخص دون شخص وعصر دون عصر
ولا يجوز العدول عن مقتضاها الا
لضرورة العجز مقدرا بقدرها ولذلك
صرح غير واحد من العلماء ان الاجتهاد
فرض دائم وحق قائم الى قيام
الساعة وانقراض هذه النشاءة
ودعوى انقراض عصر الاجتهاد وانقضاء
اهله تقول لا دليل عليه قال محمد بن
عبد الكريم الشهرستاني في كتاب
الملل والنحل النصوص متناهية و
الوقائع غير متناهية - وما لا يتناهى
لا يضبطه ما يتناهى فالاجتهاد والقياس
واجب الاعتبار حتى يكون بعد كل حادثة
اجتهاد - وكلام الغزالي على سبيل الالزام
على معاصريه في خوضهم على المناظرات
طلبا للجاه والمال - فقد صرح صاحب
احمد بن علي بن برهان بان العاصي

(اسکے جواب میں) میں (مولف ناظورہ)
کہتا ہون کہ قرآن و حدیث وغیرہ دلایل
شرعیہ سے تمسک کرنیکی دلایل ہر ایک کو
اس تمسک کی اجازت دیتے ہین کسی شخص
اور کسی زمانہ کو اس سے خاص نہین کرتے
ان دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز
حالت ضرورت جسکی حد زمانہ نا واقفی
ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے
علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دائمی
فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے
اور یہہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے
اور ایسے اشخاص تمام ہوئے محض
بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین -
محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے کتاب
ملل ونحل مین کہا ہے کہ آیات و احادیث
محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود
اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل
ہے - اسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہو
تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے -
اور جو امام غزالی نے اس اجتہاد کو اپنی زمانہ پر
انتہا پایا ہے یہہ ان لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا و مال کے لئے جہگڑے کرتے تہے انکی

او یلزمہ التقلید بمذھب وجہ النووی وکلام القرطبی فی المجتہد المطلق لاصحاب المذاھب المتبوعۃ وکلام الخلاصۃ محمول علیہ ولا یدل کلامھم قط علی امتناع وجودہ بل علی عدم وجدانہ فی تلک الازمنۃ ومبنی علی الاستقراء الناقص فحسب وما یدریھم باحوال البلدان النائیۃ والازمان الآتیۃ۔

ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ولا یلزم من عدم کون الغزالی والجوینی والرویانی والسیوطی مجتہدین ان لا یکون مجتہد غیرھم لو سلم انھم لم یبلغوا رتبۃ الاجتہاد وقد قال ابن الرفعۃ لا یختلف اثنان فی ان ابن عبد السلام وابن دقیق العید بلغا رتبۃ الاجتہاد انتہی وابن عبد السلام من رجال المائۃ السابعۃ وابن دقیق العید مات سنۃ اثنین وسبع مائۃ وابن الہمام لیس شأنہ

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا ہے کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق کی نسبت ہے اور خلاصہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے۔

اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا ہرگز نہین پایا گیا ہان اس زمانہ مین مجتہد کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے جو انکے نقصان تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز کے شہرون اور آیندہ زمانون کا حال کیا معلوم ہے [illegible] اور امر پیدا کرے۔ اور غزالی و جوینی و رویانی و سیوطی کے مجتہد نہونے سے (اگر اسکو مان بھی لیا جاوے) یہہ لازم نہین آتا کہ انکے سواے اور کوئی مجتہد نہو۔

ابن الرفعہ نے کہا ہے اس بات مین دو شخصون کا بھی خلاف نہین ہے کہ ابن عبد السلام اور ابن دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سات سو دو ۷۰۲ھ مین فوت ہوا اور ابن الہمام کی رائے اسی کچھ کم نہین ہے۔

بدون شائبهما بل هو احق بذلك منهما ومعنى قولهم دليل المقلد قول المجتهد ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل على الترك او بالعكس سوى قول المجتهد الذي يقلده وينتحل رايه وليس معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون الرجل مجتهدا ان يكون مقلدا —

وما نقل بعضهم في كتاب تحرير الاصول من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلا فان المذكور في التحرير ما نقله عن الكتاب البرهان لابي المعالي الجويني ان اجماع المحققين على منع العوام من اعيان تقليد الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا ووضعوا ودونوا - ثم قال وعلى هذا ما ذكره بعض المتاخرين يعني ابن الصلاح منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ اِن دونون سے مجتہد ہونیکے لئے زیادہ لایق ہے اور جو اونہون نے کہا ہے مقلد کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہو کر تقلید ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکی وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی رائے لیتا ہے اور کوئی دلیل نہین ہے اور اسکی معنی یہ نہین کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور دلایل سے تمسک ناجائز - اور یہہ تم پہلے جان چکے ہو کہ جو مجتہد نہو اسکے لئے ضرور نہین ہے کہ وہ مقلد بھی ہو جاوے -

اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف کے عمل نکرنی پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے تحریر مین تو صرف اس قدر ہی جو اُس نے کتاب برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہی جنہون نے خوض کر کے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع کیا پہر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب اربعہ کے سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

عمومها ولم يدر مثلها في غيرهم
لانقراض اتباعهم انتهى۔
قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل
هذا انه امتنع تقليد غير هولاء لتعذر
نقل مذهبهم وعدم ثبوته حق ثبوت
الا لانه لا يقلد غيرهم ومن ثم قال
الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف
بين القولين في الحقيقة بل ان تحقق
ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز
تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا
اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم
من الاحكام لم تجز مخالفته الا بدليل
اوضح من دليله انتهى۔
فانظر الى هذا الناقل كيف افترى
بهتانا عظيما واثما مبينا وقال
انعقد الاجماع۔ وحمل على الاجماع
الشرعي احد الادلة الاربعة وتعصب
على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام
وانما هو نقل عن غيره اتفاق من وصف

کیونکہ صرف انکے مذہب مین انضباط پایا جاتا
ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا
اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے
جسکی نظیر اور مذاہب مین پائی نہین جاتی کیونکہ
انکے اتباع و انصار گذر چکے ہین ۔
ابن امیر حاج نے شرح تحریر مین کہا ہے کہ
اسکا حاصل یہہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے
منع ہی کہ انکے مذہب کی ٹھیک ٹھیک نقل نہین
ملتی نہ یہ کہ انکے سواے کسی اور کی تقلید جایز
ہی نہین ہے ۔ اسی لیے شیخ عز الدین بن
عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونون اقوال
مین درحقیقت اختلاف نہین ہے بلکہ اگر ا و۔
اماموں مین سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت
ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جایز ہے اگر ثابت
نہ ہو تو نہین اور یہہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ
جب بعض صحابہ کا کسی حکم مین کوئی مذہب
ثابت ہو تو اسکی مخالفت بھی جایز نہین ہے
مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی
دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا۔

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ایمہ اربعہ کے مذہب کے سواے
اور مذاہب کی تقلید ناجایز ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا پہ اثبات کو

ذلك الغير بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك ايوجب
تقليد الاربعة فحسب لا من عداهم
جمع وسبر وان لم يكن اكثر ولايجب
اتباعهم - والحق انه لايصح هذا النقل
اصلاً لما من الادلة وتصريحات
الائمة وكيف يصح هذه الدعوے
وانی وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
فی فتح القدير وغيره ما ينافيه
قال فی فتح القدير لا دليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالزامه نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون - والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذٍ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعنی منع
الانتقال الزامات منهم لكف الناس من تتبع الرخص

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور در حقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگونکا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پھر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار اامون کی خصوصیت تقلید
ثابت نہین ہوتی - کیونکہ اُن کے سوا ے
اور امامون نے بھی خوض و تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہہ ہے کہ یہہ نقل کسیوجہ
سے صحیح نہین ہے اور یہہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہہ اجماع کہان ہے اجماع تو
اسکے خلاف ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
مین اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد معیّن
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہین دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کرلے چنانچہ اس آیت مین ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور یہہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سائل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہو اسپر اسکو
عمل لازم ہے غالبًا یہہ جو لوگون نے کہا ہے
کہ ایک مذہب سی دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہہ لوگون کو رخصتون اور آسان باتون

ہمکو اس آیۃ کی اس تفسیر مین کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۵ مطبوعہ [illegible] مین لکھ چکے ہین -

واخذ العامی فی کلّ مسئلة بقول مجتهد اخف علیه۔
وانا لا ادری ما یمنع من هذا من النقل والعقل فکون الانسان یتبع ما هو اخف علی نفسه من قول مجتهد مسوغ له الاجتهاد ما علمت من الشرع ذمه علیه وکان صلی الله علیه وسلم یحب ما خفف علی امته اه قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر واجمع الصحابة رض ان من یستفتی ابابکر و عمر ویقلدهما له ان یستفتی اباهریرة ومعاذ بن جبل وغیرهما ویعمل بقولهم من غیر نکیر فمن ادعی بوضع هذین الاجماعین فعلیه البیان او الدلیل هذا کلامه۔
وقد ضبط وسبر مذهب جماعة من الائمة سوی الاربعة ولهم اصحاب ینتحلونه واتباع یعملون به الی ان سرد اسماءهم واسماء من تبعهم منهم عبد الله بن عباس رضی الله عنه

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے مگر مین (ابن الہمام) نہین جانتا کہ اس سے عقل یا شرع کی طرفسے کونسا مانع ہو بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا شرع کے رو سے منع نہین ہے۔ اور آنحضرت صلعم اپنے امت کے لئے تخفیف کو دوست رکہتے۔ قرافی نے کہا ہے اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو اسلام لاوے وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ سے مسایل پوچہے اور ان کی تقلید کرے وہ ابوہریرہ و معاذ بن جبل وغیرہ سے مسایل پوچہے اور بلا انکار انکی اقوال پر عمل کرے۔ پس جو ان دونون اجماعون کے اٹہانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان لازم ہے
اور ضبط و خوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب مین تبایا گیا ہے اور اماموں کے مذاہب مین بہی پایا جاتا ہے انکا اتباع بہی موجود ہین جو انکی رائے لیتے ہین اور اسپر عمل کرتے ہین پہر ان اماموں کا اور انکی اتباع کا

وسفیان الثوری - وابی ثور وداود
بن علی الظاهری ومحمد بن جریر الطبری
وابی بکر محمد بن خزیمة وتقی بن مخلد
القرطبی واسحق بن راهویه ترکنا
التفصیل مخافة السامة والتطویل
ثم قال فکیف یصح دعوی هذا الاجماع
ومعنی وجوب الصلاتیة فی المذهب
وجوب الثبات علی الطریقة الثابتة
عن النبی صلعم والصحابة والتابعین
ومن بعدهم من ایمة الدین والسلف
الصالحین علی ما [illegible] التقلید
بفتوی فقیه واحد والتعصب له
علی صاحبه من غیر قیام دلیل
یوجب ذلك ومن یتعصب لواحد من
الایمة دون البواقی ویری ان قوله
هو الصواب ویجب اتباعه ورد غیره
وان ظهرت قوته ونهضت حجته فهو
ضال جاهل بمنزلة من یتعصب
لواحد من الصحابة کالروافض والخوارج
والنواصب وغیرهم من اهل البدع والاهواء
وقال الرافعی وغیره الواجب الا ما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے از انجملہ عبداللہ
بن عباس اور سفیان و ابو ثور و محمد بن جریر
طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن
راہویہ ہے نے ان لوگون کی تفصیل حال کو
خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک
کر دیا ہے پھر علامہ ہارون نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین انکا دعوی اجماع کیونکر
صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے
معنی یہ ہین جو آنحضرت و اصحاب و تابعین
اور انکے پیچھے آیمہ دین اور سلف صالحین
سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی
ایک فقیہ کے فتوی سے قید ہو رہے اور
اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا
تعصب کرے ایک امام کی پیروی مین کہ
اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع
کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی
قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے
جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع
مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج
اور نواصب کا حال ہی امام رافعی نے کہا ہی واجب
وہی ہی جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

ولم يوجب الله ورسوله على احدٍ من الناس
ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة
فيقلده في دينه كل ما يأتي منه ويدع غيره
على ان ابن حزم قال اجمعوا انه لا يحل لحاكم
ولا لمفت تقليد رجال فلا يحكم ولا يفتي
الا بقوله انتهى۔ قال ابن امير الحاج في
شرح التحرير وقد انطوت القرون الفاضلة
على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامي
مذهب ولو تمذهب به لعدم تأهله
وليس له نظر وبصيرة بالمذهب على حسنه
ولا يعرف فتاوى امامه واقواله ودعوى اه
بانه حنفي او شافعي [illegible]
وكيف يصح له الانتساب بالدعوى المجردة
من الحجة والقول الفارغ من المعنى من
كل وجهٍ هذا كلامه ۔ وكيف تخيل
صحة ذلك والكلمة الشايعة بين الائمة
من قولهم اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم
رحمة واسعة تشهد عليه بخلافه وعكس
بغير مراده فانه لو جعل اتباع الواحد واجبا
وتقليده لازما يكون تضييقا واي تضييقٍ وفي
اتباع الناس للعلماء على التوزيع ليس فيه شيء

اور خدا اور رسول نے کسی پر واجب نہین کیا
کہ اماموں مین سے کسی ایک کی تقلید کو
اختیار کرے۔ اوروں کے اقوال کو رد کرے
ابن حزم نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ کسی
حاکم اور مفتی کو ہر حکم و فتوی مین ایک ہی مجتہد
کی تقلید حلال نہین۔ ابن امیر حاج نے کہا ہے
کہ افضل زمانہ کے لوگ اسی پر گذرے ہین بلکہ
عامی کا کوئی مذہب (اختیار بھی کر لے تو)
صحیح نہین ہے۔ نہ اسکو مذہب مین نظر و
بصیرت نہ امام کے اقوال و فتووں کی خبر
اسکا یہہ دعوی کہ مین حنفی ہوں یا شافعی
ایسا ہے [illegible] صرف دعوے
سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے۔ یہہ ابن امیر الحاج کا کلام
ہے اور عامی کے لئے ایک مذہب کا لازم
ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جس حالت
مین یہہ مشہور بات کہ اتفاق امت دلیل قطعی
اور اختلاف رحمت ہے" اس کے خلاف پر شاہد
ہے کیونکہ اگر ایک امام کا اتباع واجب ہو تو
لوگوں کو تنگی ہوتی ہے اور کیسی کچھ تنگی
اور لوگوں کو علماء کے پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانّما يحصل التوسع بجواز اتباع كلٍ لكل في المسئلة الخلافية التي سوغ فيه الخلاف - قال ابو يزيد البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته - وقال الشيخ محي الدين رح في الفتوحات وبحمد الله جعل ذلك رحمة لنا ولولا ان الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة بالزامهم مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله ولا دل عليه كتاب ولا سنة صحيحة ولا ضعيفة ومنعوا ان يطلب رخصة في مذهب عالم آخر [illegible] ثم قال والذي وسعه الشرع لهذه الامة بتقريره حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه الى غيره والحجر عليه ما لم يحجر الشرع واما الائمة مثل ابي حنيفة ومالك واحمد بن حنبل والشافعي رحمهم الله تعالى فحاشاهم عن ذلك ما فعله واحد منهم قط ولا نقل عنهم انهم قالوا لاحدٍ اقتصر علينا وقلدني فيما افتيتك به بل المنقول عنهم خلافه هذا - انتهى

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا کچھہ تخفیف وسہولت نہین رکھتی - سہولت تو اسمین ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (اون مسایل مین جنمین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو - ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام قشیری نے نقل کیا ہے شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہہ اختلاف علماء ہمارے لئے رحمت ہوا اگر اس رحمت کو فقہا ایک شخص کی پیروی (جسکو خدا نے مقرر نہین کیا) لازم ٹہرا کر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی [illegible] نہ کردین - پہر فرمایا جس امر کو شرع نے فراخ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید اور اس روک ٹوک لگا نیسے (جو شرع نے ان پر نہین لگائی) بند کر دیا ہے - اماموں ابو حنیفہ ومالک واحمد وشافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہہ کہا ہے کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کر لو اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العربی نے کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لئے

قال ابن العز فی التنبیهات علی مشکلات الهدایة من یتعصب لواحد معین غیر الرسول ویری ان قوله هو الصواب الذی یجب اتباعه دون غیره فهو جاهل بل کافر[+] یستتاب فان تاب والا قتل لجعله بمنزلة النبی المعصوم هذا کلامه وبالجملة لا یمکن ان یوجد دلیل یوجب علی احمد بن محمد اتباع ابی حنیفة رح وعلی احمد بن عمر اتباع الشافعی رح ثم العمل بمقتضی الادلة الشرعیة والتمسک بالاصول الاربعة والاخذ بها لیس من الانتقال فی شیء [illegible] المذکورات فی کتب المتاخرین فی حق المنتقل من مذهب الی اخر صحیحة فمحلها من ینتقل انتقالا کلیا من غیر برهان یدعوه الیه او اعتقاد رجحان یحمله علیه بل بمجرد التهاون وعدم المبالاة او اتباع هوی النفس وقضیة الطبع کما قیل فی وجیه الدین المعروف بابن الدهان النحوی انه کان حنبلیا

تعصب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے، وہ جاہل ہے بلکہ کافر[+] اس سے توبہ لیجاوے وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے کیونکہ اوس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہہ ٹھہرایا ہے یہہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہہ کہ ایسی دلیل کا جو احمد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور محمود پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہین وجود نہین ہے پھر یہہ بہی جاننا چاہئیے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہین اور اگر ہم ان سختیون کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء [illegible] جاتے ہین واجبی مان لین تو بھی انکا محل وہ لوگ ہین جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چہوڑدین اور محض سستی اور بے پرواہی و ہوائی نفس سے یہہ کام کرین جیساکہ ابن الدہان نحوی سے وقوع مین آیا ہے کہ وہ حنبلی تہا پہر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پہر حنفی ہو گیا جب خلیفہ وقت نے اپنے

+ ابن العز کا یہہ حکم قتل و تکفیر تشدد ہے۔ ہمکو اس سے اتفاق نہین ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر عملی و اجتہادی ہے نہ کفر اعتقادی و عنادی جو خروج ملت کا سبب ہوتا ہو جبتک قطعی قرائن سے ثابت نہ ہو کہ وہ متعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہین جانتا یا اپنے امام کو رسالت مین آنحضرت کا

انتقل الی مذهب الشافعی ثم تحول حنفیا حین طلب الخلیفة نحویا یعلم ولده النحو ثم انتقل شافعیا حین شغرت وظیفة تدریس النحو بالنظامیة لما شرط صاحبها ان لا ینزل فیها الا الشافعی - الی ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الی مذهب من الائمة الکبار من غیر ذم احد ولا انکار بنحو ما فصلناه فی الضمیمة الثالثة من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا نحب الاعادة والتکرار - ثم قال -

فان قیل قد ذکرت ان الکتب الخمسة التی هی اصول المذهب [illegible] المتواترة او المشهورة وان المتون کالنصوص وما سویها کالاخبار الاحاد فکیف یکون الامر علی ما ذکرت قلت تلک کلمة حق وانت ترید بها معنی باطلا و ذلک لان کون الکتب الخمسة کالاخبار المتواترة او المشهورة فی کونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی اوستاد چاہا پہر شافعی ہوگیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہہ شرط تہی کہ اسمین بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکہا جاویگا -

پہر علامہ مارد انی نے ادن اماموں کو تفصیل بیان کیا جنہوں نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱ مین ہوچکا ہے -

اس کے بعد کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علماء نے کہا ہے کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول ہین [illegible] حنفی کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند ہین اور اسکے سوا اور روایات اخبار احاد کی مثل ہین پہر جو تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام کا مقلد نہ ہورہے کچہہ اپنا اجتہاد بہی کرے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے تو اس کے جواب مین کہونگا کہ علماء نے

شریک سمجہتا ہے اور یہہ امر اس کلمہ گو (جو منافق نہ ہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جاسکتا اور حکم قتل تو کفر اعتقادی وعنادی پر بہی مطلقاً لگایا نہین جاسکتا جبتک کہ وہ شروط متحقق نہ ہون جو کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد مین ہے اور ان کا خلاصہ اشاعۃ السنہ نمبر (۶) جلد (۲) وغیرہ مذکور ہے -

رحمہ الله بالتواتر والشهرة مثل الاخبار
الثابتة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم كذلك لانى كونها حقا البتة
ثابتة فى نفس الامر معصومة المراد محروسة
المفاد عن الكذب والخطاء والريب بحيث
يجب على كل احد وصل اليه الاخذ
به والعمل بموجبه كخبر الرسول الواجب
الاتباع اللازم الامتثال باوامره ونواهيه
وليس معنى كون المتون كالنصوص انها مثل
آيات الكتاب واحاديث الرسول فى القوة
وكونها قطعية يقينية بحيث يجرى مجرىٰها
في وجوب التمسك بها على كل احد و
تضليل المعرض عنها والعادل عن مقتضيها
بل لما كان وضع المتون لجمع اقوال صاحب
المذهب وحفظها دون غيرها فالمذكور
فيها بمنزلة صريح المعزى الى ابي حنيفة
مثلا بقوله قال ابو حنيفة رحمه الله -
ثم هذا الاعتماد انما هو على المتون التى
سنصف حالها فيما سيتلى عليك واما
المتون المحدثة فى القرون المتاخرة فحالها
بمعزل عن ذلك لكون اصحابها غير ثقة مع

یہہ قول توحق ہے پر معترض نے اس سے غلط معنے
مراد لئے ہین ان پانچ کتابون کا متواتر یا مشہور
حدیثون کی مانند ہونا اس معنی کر ہے کہ وہ امام محمد
بن حسن سے بتواتر یا شہرت منقول ہین جیسے کہ احادیث
صحیحہ (متواترہ) آنحضرت سے بتواتر منقول ہین
نہ اس معنی کر کہ جو کچھہ ان کتابون مین ہے وہ
حق ہے اور نفس الامر مین ثابت ہے اور کذب و خطا
سے محفوظ ہے اور اسمین کسیکو شک کرنیکی مجال
نہین ہے اور ہر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا
واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و
احادیث [illegible] ہین ہین کہ وہ
قوت ثبوت اور قطعیت صحت مین قران و حدیث
کی مثل ہین تاکہ ان پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب
ہو اور ان سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکے
یہہ ہین کہ جو اقوال صاحب مذہب ان مین مذکور
ہین وہ صاف طور پر صاحب مذہب سے منقول
ہین چنانچہ متن بنانیسے یہی غرض ہوتی ہے
کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمین جمع کئے
جاوین ۔ ۔ ۔ پھر یہہ اعتماد علما کا ان متون
پر ہے جنکو ہم آئندہ بیان کرین گے - رہے وہ متن

ما يختلسون فيها من اقوال الشروح والفتاو وغيرها -

ثم ذكر بعض الامثلة لذلك وذكر اقوال العلماء في تقديم العمل بالنصوص على الاراء ثم قال واما حال الكتب المصنفة فى الفقه والفتاوى وغيرها فهو على جملة اتفقت كلمة المتقدمين والمتاخرين عليها وان اختلفت عباراتهم فيها اما الاولون فعباراتهم لا يصح عن وما فى النوادر الى ابي حنيفة والى ابى يوسف ومحمد رح الا اذا كان له اسناد متصل او وجد فى كتاب مشهور معروف تداولته الايدى - واما الأخرون فقالوا لا يؤخذ بقول كل كتاب وان ما فى المتون مقدم على ما فى الشروح وهو مقدم على ما فى الفتاوى - وتفصيل المقام ان المسائل الفرعية فى مذهبنا على مراتب الاولى مسائل الاصول وهى ظاهر الرواية وظاهر المذهب هى التى اشتملت عليها تاليف محمد بن الحسن من الجامعين و السيرين والزيادات والمبسوط وهذه

جو پہلے زمانوں مین بنائے گئے ہین سو اس درجہ اعتماد سے کمتر ہین انکے مصنف ایسے ثقہ نہین پہروہ ان متنوں مین شرحون اور فتاوون وغیرہ سے بہی اقوال لے لیتے ہین اس کے بعد علامہ نے ان کم اعتبار متنون کے بعض مسائل کو بطور تمثیل بیان کیا اِسکے بعد کہا کتب فقہ وفتاوی کے حالات پر متقدمین اور متاخرین علما کے کلمات کا اتفاق ہے اگرچہ ان کے بیانات وعبارات مختلف ہین متقدمین تو یہ کہتے ہین کہ جو کتب نوادر مین ہین اسکو امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف وامام محمد کیطرف منسوب کرنا صحیح نہین ہے بجز اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی مشہور کتاب مین پائی گئی ہو - متاخرین نے یون کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لائق قبول نہین ہے اور جو متنون مین ہے وہ شرحون سے مقدم ہے"- اور جو شرحون مین ہے وہ فتاوون سے مقدم ہے" - اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ہمارے مذہب (حنفی) کے فروعی مسایل کے تین درجہ ہین - درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اسکو ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بہی کہتے ہین یہہ اصول مسائل وہ ہین جو امام محمد کی کتابون (جامع صغیر

المسائل التی اسندها محمد بن الحسن عن
ابی یوسف عن ابی حنیفه و صنف تلك
الکتب فی بغداد ثم تواترت عنه او
اشتهرت بروایة جمع کثیر وجم غفیر من
الصحابة قد بلغ عددهم مبلغاً لا یجوز
العقل تواطئهم علی الکذب والخطأ
وهلم جرّاً الی ان وصل الینا۔
الثانیة مسائل النوادر وهی غیر ظاهر
الروایة لانها لم تظهر کما ظهرت الاولی
ولم ترو الا بطریق احاد بین صحیح وضعیف
کالرقیات والکیسانیات والجرجانیات
والهارونیات من تصانیف محمد [illegible]
عنه الاحاد ولم یبلغ حد التواتر والشهرة
عنه والرقیات صنفها حین نزل رقة
مع الرشید مقاضیا علیها والکیسانیات
رواها عنه شعیب بن سلیمان الکیسانی
والجرجانیات رواها عنه علی بن صالح
الجرجانی من اصحابه وکتاب المنتقی للحاکم
مجموع کلامه فی غیر روایة الاصول
وفی حکمه ومن ذلك الامالی والجوامع
لابی یوسف رحمه الله وکتاب الحجرد للحسن بن زیاد

وجامع کبیر دونو سیر زیادات۔ مبسوط) مین موجود ہین
یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد نے بسند امام ابو یوسف
امام ابو حنیفہ سے لائے ہین۔ ان کتابون کو امام
محمد نے بغداد مین تالیف کیا اور وہ اون سے
تواتر یا شہرت کے ساتھہ منقول ہوئین۔
درجہ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو
ظاہر الروایات نہین اور وہ ان سے اطریق
شہرت مروی نہین ہوے ایک دو صحیح
یا ضعیف اسنادسے مروی ہوئی ہین جیسے رقیات
جنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ مین جب
وہ ہارون الرشید کے ساتھہ قاضی ہوکر وہان
[illegible] تصنیف کیا تھا اور کیسانیات جنکو
امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے
نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے
علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم
کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو روایت
اصول کے سوای ہے مجموعہ ہے اور اسکے حکم
مین ہے۔ اور کتاب امالی وجوامع ابی یوسف بھی
اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ۔
نوادر ابراہیم بن رستم۔ نوادر ہشام بن
عبید اللہ وغیرہ بھی از انجملہ ہے۔

رحمه الله ومنها الروايات المتفرقة كنوادر محمد بن سماعة ونوادر ابراهيم بن رستم المروزی ونوادر هشام بن عبيد الله الرازی وغيرهم- واما المختصرات التی صنفها حذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة والثقة فی الرواية كالامام ابی جعفر الطحاوی وابی الحسن الكرخی والحاكم الشهيد المروزی وابی الحسين القدوری ومن فی هذه الطبقة من علمائنا الكبار فهی موضوعة لضبط اقوال صاحب المذهب وجمع فتاويه المروية على انفسها [illegible] الروايات فی صحتها وثقة رواتها ويثبت فيها عند اصحابها بين متواترة ومشهورة واحاد صحيحة الاسناد ونوادر تت عنهم وتلقتها علماء المذهب بالقبول منهم والثالثة الفتاوی وتسمى الواقعات وهی مسائل استنبطها المتاخرون من اصحاب محمد وابی يوسف وزفر والحسن بن زياد واصحابهم وهلم جرا مثل كتاب النوازل لابی الليث السمرقندی جمع فيه فتاوى مشايخه ومشايخ شيوخه

اور جن مختصر کتابون کو ماہر اماموں اور اکابر فقہاؤن نے جو علم و زہد و فقاہت و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہین جیسے امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید و قدوری وغیرہم جو ان کے طبقہ مین ہین) تصنیف کیا انکی مسائل بہی اصول مسائل اور ظاہر الروایہ سے ملحق و مقبول ہین- درجہ سوم فتاوی جنکو واقعات بہی کہتے ہین یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد و امام ابو یوسف و زفر و حسن اور ان کے شاگردون سے پچہلے علماؤن نے تالیف کیا جیسے کتاب النوازل فقیہ ابو اللیث سمرقندی کی جسمین اونہون نے اپنے اوستادون اور استادون کے اوستادون کے فتوون کو جمع کر دیا اور مجموع النوازل احمد بن موسی کشّی اور واقعات ناطفی اور واقعات صدر شہید-

پہر ان کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے جو گڈمڈ ہیں- اُن مین کچہہ امتیاز نہین- جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط برہانی اور خلاصۃ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ-

كمحمد بن سماعة ومحمد بن مقاتل الرازی وعلی بن موسی القمی ومحمد بن سلمة وشداد بن حكيم ونصير بن يحيی البلخيين ۔ ومجموع النوازل والحوادث والواقعات لاحمد بن موسی بن عيسی الكشی ۔ والواقعات لابی العباس احمد بن محمد الرازی الناطفی[*] والواقعات للصدر الشهيد ثم جمع من بعدهم فتاوی اولئك مختلطة غير ممتازة كما في فتاوی قاضيخان وصاحب المحيط البرهانی وخلاصة الفتاوی والسراجية وغيرها نعم وقد احسن الشيخ رضی الدين السرخسی رحمه الله ونعم ما فعل فانه بدأ فی كتابه المحيط بمسائل الاصول ثم بمسائل النوادر ثم الفتاوی فالاصول الستة فی مذهب ابی حنيفة كالصحيحين فی الحديث والنوادر كالسنن الاربعة والمحيط الرضوی كالمصابيح والمشكوة ومن ذلك اشتهر ان المتون كالنصوص بالمعنی الذی مر بيانه وانها متقدمة علی ما فی الشروح وما فيها علی ما فی الفتاوی لان ما يورد فی الشروح

ہان شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی مین خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول کو لائے ہین پہر مسائل نوادر کو پہر مسائل فتاوے کو ۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین امام محمد کی چھہ کتابین ایسی ہین جیسی حدیث مین صحیحین اور نوادر ایسی ہے جیسے سُنن اربعہ اور محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوۃ اسی جگہہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے کہ متون فقہ نصوص کتاب و سنت کی مانند ہین اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہین (یعنی ان اماموں سے بسند متصل و متواتر ثابت ہوتی ہین نہ نفس الامر مین صحیح وخطا سے محفوظ ہوتی مین) اور یہہ بہی مشہور ہے کہ جو متون مین ہے وہ مسائل شروح سے مقدم ہے ۔ اور جو شروح مین ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے یہہ اسلئے کہ جو متون مین مسائل وارد کئے جاتے ہین ان کو اصول سے انس ہونیکی سبب کچہہ قوت ہو جاتی ہے ۔ اور جو مسائل فتاوون مین ہوتے ہین متاخرین

[*] الناطفی ۔ بالنون والطاء المہملة والفاء (منہ)

من المسائل الاستيناس بما فی المتون من الاصول

وكشف حالها غالبًا فلما اعتضدنا بالاصول

ثم ما فی الفتاوی فانه مخلوط باراء المتاخرين

ودون تلك النوادر اذ هي في نفسها ليس

جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس

لها اسناد يرفعها الى صاحب المقالة ولا

اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة

وارباب العقول فی المتانة من حيث

الزهد والورع والعدالة ولا من حيث

العلم والاتقان والفقاهة والحفظ

الثقة فی الرواية بل انما جمعها اشخاص

من المتفقهين لم يعرف حالهم في الرواية

وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما

فيها من متفرداتهم الا بشرط مساعدة

الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية

واما الروايات الغريبة التی يتفرد

بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون

المتاخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها

ولا يعتد بصاحبها ولا سيما فيما خالف

الاصول وباين المعقول والمنقول وحالهم

فی حكم الفهارس والجامع المجهول له بالنسبة

کی راؤں سے گڈمڈ ہوتے ہیں۔ ان سے

اتر کر مسائل نوادر ہیں۔ وہ بجائے خود سب

کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہیں ہوتے

اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب

اقوال تک پہونچے اور نہ ان کے مصنف زہد

و عدالت و علم و فقاہت میں اصحاب متون

اور ان سے پہلے علماء کی مثل ہوتی ہیں بلکہ

ان کے مصنف تو ایسے لوگ ہیں جو خود بخود

فقیہ بن بیٹھتے ہیں جنکی روایت و درایت

کا حال کچھ معلوم نہیں ان کتابوں پر عمل کیا

جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون

شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور

جن شاذ و نادر روایات کو پچھلی مصنفوں

سے ایک آدہ نے روایت کیا ہے اسکا تو

کچھ بھی اعتبار نہیں۔ اور نہ ان کے ناقل پر

اعتماد ہے۔ خصوصًا وہ روایات جو اصول

و معقول و منقول کے مخالف ہوں پس

جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہو کر تقلید

کا محتاج ہو اور وہ اسمیں حالت ضرورت

کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے

پھر ان روایات کو جو مختصر متون متقدمین

الى المقاصد فهما اضطر المسلم الحنفى
الى التقليد وانتهى حاله الى هذه الضرورة
ياخذ بما فى الاصول ثم بما فى المتون
المختصرات كمختصر الطحاوى والكرخى
والحاكم الشهيد والقدورى رحمهم الله
فانها تصانيف معتبرة وتواليف معتمدة
قد تداولها العلماء وتنافس فيها
الفقهاء واولعوا فيها حفظا ورواية و
درسا وقراءة وتفقها ودراية وشرحا
وتعليقا - وليس المراد من المتون الا
مختصرات هؤلاء من حذاق الائمة
والفقهاء الاجلة وما المختصرات التى
جمعها المتاخرون كالوقاية والكنز و
النقاية وغيرها فان اصحابها وان كانوا
علماء صالحين فضلاء كاملين ليسوا
بهذه المثابة من الثقة والفقاهة
مع خلو كلامهم عن الحجة والاسناد
وعدم سلامته عن نوع تغيير وخلط
وتصرف فى التعبير فلا يعتمد عليها
هذا الاعتماد وانما يعمل بما فيها
من الضروريات والمشهورات - وما

(جیسے مختصر طحاوی و کرخی وغیرہ جنکو علماء نے
قبول کر لیا ہے) × × × × مین ہون
متون سے ان ہی اماموں کے مختصرات مراد ہین
اور جن متنون کو پچھلے علماء نے جمع کیا ہے
جیسے وقایہ و کنز الدقائق اور نقایہ وغیرہ انکے
مصنف بھی اگرچہ عالم فاضل نیکبخت ہین مگر
ثقہ اور فقیہہ ہونے مین پہلے متنون والون کے
برابر نہین ہین اور باوجود اس کے انکا کلام
دلیل و اسناد سے خالی ہے اور وہ تبدیل و
گڈمڈ ہونے سے بھی خالی نہین ہین لہذا
اُن پر اس قسم کا اعتماد نہین ہے - ان متنون
مین سے ان مسئلون پر عمل کیا جائیگا جو مشہور
ہون اور مذہب سے بالبداہتہ ثابت ہون اُن مسئلون
کے قبول کرنے مین اُنکی شہرت اور بالبداہتہ
ثابت ہونے پر اعتماد ہے نہ اُن کتابون کے
مصنفون کے نقل پر - جب ان متنون کا
یہہ حال ہے تو اُن متنون کا کیا حال جو اُن سے
بھی پیچھے والون لوگون کے جمع کیے ہین جیسے
کتاب غرر - اور ملتقی اور تنویر اور متن درمختار
بلکہ سچ پوچھو تو کنز اور وقایہ وغیرہ بھی ایسے
ہی ہین کیونکہ یہہ متاخرین کے راؤن سے پر ہین

فقد صح في المذهب اعتمادا على الشهرة او
ظهور الصحة او ابتناء على اعتضاد الاصول
وتطابق الادلة لا لانه اورده واحد من
اصحاب هذه الكتب فضلا عن المختصرات
التي دونها من دونهم فان كتاب
الغرر والملتقى والتنوير بل الوقاية والكنز
وامثالها مشحونة بآراء المتاخرين
ثم بين اقسام المجتهدين وانواع الاجتهاد
واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انقسم واختتم
فلا يقدر على قسم منه احد من العباد ثم اعلم ان المجتهد
منهم بان احدهما المجتهد المطلق وهو
صاحب الملكة الكاملة في الفقه والشريعة
ومن ط البصيرة والتمكن من الاستنباط
المستقل به من ادلة كابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد وزفر ومالك والشافعي واحمد
والثوري والاوزاعي - وثانيهما المجتهد
في مذهب امام قالوا وهو الذي يحقق اصول
امامه وادلته ويتخذ نصوصه اصولا
يستنبط منها الفروع وينزل عليها الاحكام
نحو ما يفعل بنصوص الشرع فيما لم يقدر على
الاستنباط من الادلة وهذه الطائفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور
انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگوں
کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد
کے تو اقسام مقرر ہیں جو ختم ہو چکی ہیں
انمیں سے کسی قسم پر اب کوئی قادر نہیں
ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد
دو قسم ہیں۔

قسم اول مجتہد مطلق۔ یہ وہ ہے جو فقہ اور
استنباط کی قدرت کاملہ کا ملکہ رکھتا ہو
جیسے امام ابو حنیفہ و ابی یوسف و محمد و زفر
و شافعی و احمد و ثوری و اوزاعی وغیرہ
دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ
وہ ہے جو اپنے امام کے اصول و دلایل
کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو
استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے
احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد
مطلق کو نہیں پہنچے اور وہ قسم اول کی رائے
سے قاصر و کمتر ہیں پر وہ محض مقلد بھی نہیں
ہیں بلکہ وہ اہل نظر و استدلال ہیں اصول
وفقہ میں نظر رکھتے ہیں اور علم اور سمجھ دار ہونے
میں عالی محل۔ اور جرح و تعدیل اور صحیح و ضعیف

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا
في الفقه عن شأو اولئك لكنهم ليسوا
بمقلدين بل هم اصحاب النظر والاستدلال
والبصارة في الاصول والخبرة التامة بالفقه
ولهم محل رفيع في العلم وفقاهة النفس ونباهة
الفكر وقدرة وافية في الجرح والتعديل و
التمييز بين الصحيح والضعيف وقدم عال في
الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتنقيح
المسئلة وبسط الادلة وتقرير الحجة وتزييف
الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم
طوائف متفاوتة في العلم بين ثقة وضعيف في
الرواية وكامل وقاصر في نقد الدراية
وقد جعل احمد بن سليمان الرومي المعروف
بابن الكمال احد فضلاء المشاهير في
الدولة العثمانية فقهاء الاصحاب على
ست طبقات الطبقة الاولى المجتهدون
في الشرع كالائمة الاربعة ومن حذا
حذوهم في تاسيس قواعد الاصول و
استنباط احكام الفروع عن الادلة الاربعة
من غير تقليد لاحد في الفروع ولا في
الاصول والثانية المجتهدون في المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے
محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعہ
مین ثابت قدم۔ ان کے بعد اور لوگ ہین
جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم وفقہ و
سمجھہ مین کامل و ناقص ہونے میں باہم متفاوت
ہوتے ہین۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور
بابن الکمال نے جو ریاست **عثمانیہ**
کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب
کے چھہ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا ساتوان
طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولی مجتہدین
فی الشرع کا جیسے ایمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ
شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد
بناتی اور بلا تقلید احدے مسائل استنباط
کرتے ہین اِن کے ہم رتبہ ہین۔

طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے تینون شاگرد (امام
ابو یوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی
چال پر ہین۔ جو امام ابو حنیفہ کی مقرری
قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور
ان قواعد مین وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد

كاصحاب ابي حنيفة الثلاثة ومن سلك
مسلكهم في استخراج الاحكام على القواعد التي
قررها شيخهم واستاذهم فهم وان خالفوه
في بعض الاحكام لكنهم يقلدونه في قواعد
الاصول وبه يمتازون عن المخالفين له في
الاصول والفروع الثالثة المجتهدون في
المسائل كالخصاف والطحاوي والكرخي و
شمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي
وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضي خان
وامثالهم الذين لا يقدرون على المخالفة لا
في الاصول ولا في الفروع وانما يستنبطون
الاحكام فيما لا نص فيها عن المجتهد في الشرع
على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
والرابعة المقلدون الذين لا يقدرون
على الاجتهاد اصلا ولكنهم لاحاطتهم
بالاصول وضبطهم للماخذ يقدرون على تفصيل
قول مجمل ذي وجهين وحكم محتمل لامرين
منقول عن احد المجتهدين وهم اصحاب التخريج
كالرازي واضرابه والخامسة اصحاب
الترجيح كابي الحسين القدوري وصاحب
الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات

ہین ازخود قواعد نہین بناتے اور
اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے
(جو امام ابو حنیفہ کے اصول مین مخالف ہین)
امتیاز رکھتے ہین - **طبقہ سوم** مجتہدین فی
المسائل کا جیسے خصاف و طحاوی و کرخی
و شمس الائمہ حلوانی و شمس الائمہ سرخسی و فخر الاسلام
بزدوی و قاضی خان اور ان کے مثال
و اقران ہین جو نہ امام ابو حنیفہ کے اصول کے
مخالفت کر سکتے ہین نہ اون کے فروعی مسائل
سے - صرف امام صاحب کے قواعد و اصول
سے نئے مسائل جو امام صاحب نے نہین فرمائے
استنباط کرتے ہین - **طبقہ چہارم**
مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد
پر قادر نہین پر اصول اور اقوال امام
کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب
امام کی دو رُخی بات کی تفصیل کر سکتے ہین
اور اُس کے دونون احتمالون سے ایک احتمال
متعین کر سکتے ہین انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے
جیسے امام ابو بکر رازی اور اسکے امثال ہین
طبقہ پنجم مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین
قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

علے بعض بقولهم هذا اصح رواية وهذا
اوفق للقياس وارفق بالناس —
والسادسة المقلدون القادرون على
التميز بين الاقوى والقوى والضعيف و
ظاهر المذهب وظاهر الرواية وغيرها
كصاحب الكنز والمختار والوقاية
والمجمع وغيرهم — والسابعة المقلدون
الذين لا يقدرون على ما ذكروا
ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا
يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون
ما يجدون كحاطب الليل فالويل
لهم ولمن [illegible] كل الويل هذا
ماذكره وقد اورده التميمي في طبقات
بحروفه ثم قال وهو تقسيم حسن جدا
واقول بل هو بعيد عن الصحة بمراحل
فضلا عن حسنه جدا فانه تحكمات
باردة وخيالات فارغة وكلمات
لا روح لها والفاظ غير محصلة المعنى
ولا سلف له في ذلك المدعى ولا سبيل له
الى ذلك الدعوى وان تابعه من جاء
من عقبه من غير دليل يتمسك به وحجة

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان
کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ
قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون
کے حق مین اوفق و سہل — **طبقہ ششم**
مقلدین متمیزین کا جو اقوی و قوی و ضعیف
مین اور ظاہر الروایت و ظاہر المذہب وغیرہ
مین تمیز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز
و مختار و وقایہ و مجمع وغیرہ ہین — **ہفتم**
مقلدین محض کا — یہہ وہ لوگ ہین جو
اس تمیز قوی و ضعیف پر بھی قادر نہین
نہ دبلہ کو فربہ سے تمیز کر سکتے ہین اور نہ داہنے
کو بائین سے [illegible] مین رات کو
ایندہن لانے والیکی طرح جو کچہہ پاتے ہین
جمع کر دیتے ہین — ان کے لئے خرابی ہے اور
جو ان کے تقلید کرے اُن کے لئے بہی خرابی
یہہ ابن کمال باشا کا کلام ہے اسکو تمیمی
اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے — پہر کہا
ہی کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہی — میں صاحب طبقات
کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہوگی وہ تو صحت سے کوسون
دور ہے وہ تو دہینگا دہینگی کے کلمات اور بیمعنی
خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلجيه اليه ومهما اساعدنا هم فى كون
الفقهاء والمتفقهة على هذه المراتب
السبعة وهو غير مسلم لهم فلا يتخلص
من فحش الغلط والوقوع فى الخطاء المفرط
فى تعيين رجال الطبقات وترتيبهم
على هذه الدرجات فليت شعرى ما معنى
قوله ابى يوسف ومحمد وزفر وان
خالفوا ابا حنيفة فى بعض الاحكام لكنهم
يقلدونه فى قواعد الاصول ما الذى
يريد من الاصول فان اراد منه الاحكام
الاجمالية التى يبحث عنها فى كتب الاصول
[illegible]
بس هانية يعرفها المرء من حيث انه
ذو عقل وصاحب فكر ونظر سواء
كان مجتهدا او غير مجتهد ولا تعلق لها
بالاجتهاد فقط وشان الائمة الثلاثة
ارفع واجل من ان لا يعرفوا بها كما هو اللازم
من تقليد غيرهم فيها فحاشاهم ثم
حاشاهم عن هذه النقيصة وحالهم فى
الفقه ان لم يكن ارفع من مالك والشافعى
وامثالها فليسوا بدونها وقد اشتهر فى افواه الموافق

اگرچہ اسکے پیچھے جو آیا سو اسکا بلا دلیل مقلد ہوا
اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ مین منقسم ہونا
مان بھی لین (جو ماننے کے لائق نہین ہے)
تو بھی جو ان کے بیان احوال اشخاص اور انکی
ترتیب درجات مین فاحش غلطیان ہین انسے
خلاصی ممکن نہین۔ کاش مجھے اسکا علم ہو کہ انکی
اس قول سے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام
ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالفت کرتے
ہین پر وہ اصول مین انہی کے مقلد ہین) کیا
معنی ہین؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے؟
اگر ان سے وہ احکام اجمالی جنسے (کتب اصول
[illegible] ہے) مراد ہین تو یہ عقلی قواعد
ہین جنکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو خواہ نہو)
جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق
نہین ہے۔ اور آئمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر)
کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ
کو خود نہ جانتے ہون (جیسا کہ ان کو ان قواعد
مین مقلد ٹھہرانے سے نکلتا ہے) یہ لوگ اجتہاد
مین امام مالک و شافعی سے زیادہ نہین تو کم
بھی نہین ہین۔ موافق و مخالف مین زبان زد
ہو رہا ہے اور مشہور مثالون کیطرح بولا جاتا ہے

ضمیمہ اشاعة السنة

والمخالف وجرى مجرى الامثال قولهم
ابو حنيفة ابو يوسف بمعنى ان البالغ الى
الدرجة القصوى فى الفقاهة هو ابو يوسف
ليس الا وقولهم ابو يوسف ابو حنيفة
بمعنى ان ابا يوسف بلغ الدرجة القصوى
من الفقاهة ولم يقصر عنها والقصر
على كلا التقديرين اضافى وقال
الخطيب البغدادى قال طلحة بن محمد
بن جعفر ابو يوسف مشهور الامر
ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم
يتقدمه احد فى زمانه وكان على نهاية
فى العلم والحكم والرياسة والقدر
وهو اول من وضع الكتب فى اصول الفقه
على مذهب ابي حنيفة واملى المسائل
ونشرها وبث علم ابى حنيفة فى اقطار
الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو يوسف
وخيف عليه فعاده ابو حنيفة فلما خرج
من عنده قال ان يمت هذا الفتى فانه
اعلم من على الارض وكذالك محمد بن
الحسن قد بالغ الشافعى فى مدحه
والثناء عليه وقال الربيع بن سليمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی جسکے معنی یہہ ہین
کہ اعلیٰ درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف
ہی ہے اور جو انہون نے کہا کہ ابو یوسف
ابو حنیفہ ہے اِس کے بھی یہی معنے ہین کہ
ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک
پہنچ گیا ہے اُس سے کم نہین -

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ
طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور
الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے
لوگون سے بڑہکر فقیہ اِن کے ہم زمانہ سے
کوئی ان سے نہین بڑہا - علم و حکمت و ریاست
[illegible] مین اعلیٰ درجہ کو پہنچے ہین - وُہی
ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب
پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین - اور
مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے
علم کو اطراف زمین مین پہیلایا - **امام محمد**
بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف
خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ
ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے
تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے
سب لوگون سے بڑہکر عالم فوت ہو گا - ایسا ہی

کتب الیہ الشافعی وقد طلب منہ کتابا فاخرۃ فکتب الیہ (شعر)

قل للذی لم ترعینی من راہ مثلہ
ومن کان راہ قد رای من قبلہ
العلم ینھی اھلہ ان یمنعوہ اھلہ
لعلہ یبذلہ لاھلہ لعلہ

فانفذ الیہ الکتب وقال ابراھیم الحربی قلت لاحمد بن حنبل من این لک ھذہ المسائل الدقیقۃ قال من کتب محمد بن الحسن وقال الحسن بن ابی مالک لم یکن ابی یوسف یدقق ھذا التدقیق الشدید وقال عیسی بن ابان ھو افقہ من ابی یوسف وقد ذکر القاضی عبد الرحمن بن خلدون المالکی فی مقدمتہ ان الشافعی رحل الی العراق ولقی اصحاب الامام ابی حنیفۃ واخذ عنھم ومزج طریقۃ اھل الحجاز بطریقۃ اھل العراق واختص بمذھب وکذالک احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب ابی حنیفۃ مع وفور بضاعتہ فی الحدیث فاختص بمذھب انتھی۔

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے۔ **ربیع بن سلیمان** نے نقل کیا ہو کہ امام محمد سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو اونہون نے کچھ دیر کی جسپر امام شافعی نے انکیطرف چند اشعار لکھکر بہیجدیے۔ جسکا ماحصل یہہ ہو کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکہا اور جس نے اسکو دیکہا اس نے گویا پہلونکو دیکہا انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نہ روکین شاید وہ اسکو اہل علم مین پہیلادین۔ تسپر امام محمد نے کتابین بہیجدین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے مینے امام احمد بن حنبل سے پوچہا یہہ باریک مسایل اٰپکو کہانسے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد کی کتابون سے۔ حسن بن ابی مالک نے کہا امام یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے جیسے کہ امام محمد۔ **عیسیٰ بن ابان** نے کہا ہو کہ امام محمد امام ابو یوسف سے بڑہکر فقیہ تہے۔ **قاضی عبد الرحمن** بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد طریق

اقول ويروى انه لما ادعى بعض الشافعية ترجيح القول بمفهوم الصفة على القول بنفيه بكون الشافعي قائلا به مع سلامة طبعه واستقامة فهمه وغزارة علمه وصحة النقل عنه ولكثرة اتباعه رده ابن الهمام ويعرفون بان هذه الكمالات كلها متحققة في محمد بن الحسن مع تقدم زمانه وعلو شانه وهو قائل بنفيه - واما زفر فقد قال فيه ابو حنيفة رحمه الله هذا امام من ائمة المسلمين وانه اقيس اصحابي -

وقال المزني هو احذقهم قياسا وكفى بذلك شهادة له ولكل واحد منهم اصول مختصة به تفردوا بها عن ابي حنيفة وخالفوه فيها ومن ذلك ان الاصل في تخفيف النجاسة تعارض الادلة عند ابي حنيفة رحمه الله واختلاف الائمة عندهما بل قال الغزالي انهما خالفا ابا حنيفة في ثلثي مذهبه ونقل النووي في كتابه

اہل حجاز سے ملاکر ایک خاص مذہب بنا لیا ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم حدیث امام ابو حنیفہ کی شاگردون سے استفادہ کیا - ایسا ہی امام زفر کے فضائل فقہ واجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے نقل کئے پہر فرمایا اِن تینون امامون سے ہر ایک امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکی سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے ہین ازانجملہ یہہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجہنا کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک چیز کے پاک وناپاک ہونے مین دلایل کا تعارض واختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے صاحبین کے نزدیک اِس چیز کی پاکی وناپاکی مین ائمہ کا اختلاف اسکو نجس خفیف بناتا ہے بلکہ امام **غزالی** نے تو یہہ کہدیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب مین اُن کے مخالف ہین - امام نووی نے کتاب تہذیب الاسماء واللغات مین امام ابی المعالی جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچہہ مزنی شاگرد امام شافعی کہی اسکو تو مین مذہب امام شافعی کے تخریج (یعنی اُس سے نکالی ہوئی بات

اس عبارت کا ترجمہ کاتب سے چھوٹ گیا ہے +

اس عبارت کا ترجمہ کاتب سے چھوٹ گیا ہے

تهذيب الاسماء واللغات عن ابی
المعالی الجوینی ان کل ما اختاره المزنی
اری انه تخريج ملتحق بالمذهب فانه
يخالف اقوال الشافعی لا کابی يوسف
ومحمد فانهما يخالفان اصول صاحبهما
واحمد بن حنبل لم يذكره الامام ابو جعفر
الطبری فی عداد الفقهاء وقال انما
هو من حفاظ الحديث وذلك مشهور
وقال ابن خلدون واما احمد بن حنبل
فمقلده قليل لبعد مذهبه عن الاجتهاد
وقال ان الحنفية اهل بحث والنظر و
اما المالكية فليسوا باهل نظر اى
فكيف يكون هو من المجتهدين فی الشرع
دون ابی يوسف ومحمد وزفر رحمهم الله
صغر اغم غايات الفقه وليوث غياض
النظر غير انهم لحسن تعظيمهم لاستاذ
وفرط اجلالهم لمحله ورعايتهم
لحقه تشمسوا واعلى تنقيه شانه وتغلوا
فی انتصاره والاحتجاج لاقواله
وروايتها للناس ونقلها لهم وددهم

سمجھتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا صرف
اقوال مین (نہ اصول مین) مخالف ہی اور جو
امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابو حنیفہ
کے مذہب کی تخریج نہین سمجھتا ہون اسلیے
کہ وہ دونون امام ابو حنیفہ کے اصول مذہب
سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام
ابو جعفر طبری فقہاء کے شمار مین ہی نہین لائے
اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے
ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد
بن حنبل کے مقلد کم ہین کیونکہ انکا مذہب
اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بھی اہل نظر
واجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث
ونظر ہین۔ جب امام ابو حنیفہ کا شاگردون
کا بمقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہ حال
ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام احمد بن
حنبل جو صرف اہلحدیث ہین شرع مین مجتہد
ہون اور امام ابو یوسف و محمد و زفر
جو فقہ کے جنگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع
نہون صرف امام ابو حنیفہ کی مذہب ہی مین مجتہد
ہون۔ ہان اس قدر فرق ہے کہ امام ابو یوسف †

† اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے فضائل مین علامہ ہارون حنفی نے بہت مبالغہ کیا (جیسا کہ

اليها والافتاء عند وقوع الحوادث
بها والتخرج والتحقيق فن دمها واصولها
وتعيين ابوابها وفصولها وتمهيد
قواعد محكمة ومقاييس متقنه يستفاد
بها الاحكام واستنباط قوانين صحيحة
وطرا يتوقف عليه يتعرف بها المعاني
فى تضاعيف الكلام واجب واذ لك
في تصحيح مذهبه وبيانه لمن يتمسك
به لاعتقادهم انه اعلم واورع
واحق للاقتداء به والاخذ بقوله
واوثق للمفتى وارفق للمستفتى على
ما قال مسعر بن كدام من جعل ابا حنيفه
بينه وبين الله تعالى رجوت ان
لا يخاف عليه ولم يكن فرط على
نفسه فى الاحتياط انتهى - ومقامه
فے الفقه بمقام لا يلحق شهد له

و محمد اپنے اوستاذ ابوحنیفہ کی تعظیم و بزرگی
کی لحاظ سے امام ابوحنیفہ کی شان بلند کرنے
مین مصروف رہے ہین اور آنکی مدد مین اُو
اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان
کو لوگون مین پہیلانے اور روایت کرنے
اور اُن کے اقوال کے موافق فتوے دینے
اور ان کے فروع و اصول کے تحقیق کرنے
اور ان کے لئے باب اور فصلین مقرر کرنے
اور اُن سے استنباط احکام کے لئے قواعد
بنانے مین متوغل و مشتغل رہے ہین اس
خیال سے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ عالم
اور پیروی کا اور اقتداء و متابعت کی لائق
تہے اور ان کے اقوال مفتی و مستفتی کے
لئے زیادہ بہروسہ کے لائق ہے چنانچہ مسعر
بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابوحنیفہ
کو متابعت حکم الہی کا ذریعہ کریگا مین امید

اکثر متقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کرتے ہین) کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بہی
ترجیح دی ہے ولیکن ہمکو اس مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین اس تفصیل مناسب نہین
سے ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابویوسف اور امام
محمد کو امام شافعی و احمد سے ٹہیکر فقیہ و مجتہد سمجہا جاتا ہے تو پہر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون
مانا جاتا ہے اور اون سے کم رتبہ امام شافعی و احمد کو مجتہد فی الشرع - یہ علماء حنفیہ کی جو ان طبقات کو نہتی چلی آتی ہین کم توجہی

بذلك اهل جلدته وخصوصًا مالك والشافعي - ومن ذلك الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة الثلاثة والاوزاعي وسفيان وامثالهم لانهم لم يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم اولعوا بنشر آرائهم بين الخلق وبثها في الناس والاحتجاج لها بالنصوص والقياس لكان كل ذلك مذهبًا منفردًا عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفًا له وان اراد منه الادلة الاربعة واصول الشريعة من الكتاب والسنة والاجماع والقياس في الاخذ عنها والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك لان الشريعة مستند كل الائمة وملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا يتصور مخالفة غيره له فيها فان قيل لعل مراده انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول الصحابي والمراسيل حجة دون الاستحسان والمصالح المرسلة وامثال ذلك - قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہوں کہ اسکو کچھہ ڈر نہ ہوگا - کیونکہ امام ابو حنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل نہین ہوا چنانچہ ان کے ہم جنسون خصوصًا امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے اسی امر مین وہ امام ابو حنیفہ کے مخالفین امام مالک و احمد و شافعی و اوزاعی و سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگ اپنے راون پھیلانے اور مشہور کرنیکی حرص کرتے اور ان اقوال پر نص و قیاس سے دلایل بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے جدا گانہ اور اسکی مخالف مذاہب قرار پاتے - اور اگر ان کی مراد ان اصول سے جسمین وہ امام ابو یوسف و محمد کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ شرعیہ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) ہین اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابو حنیفہ کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی

بل انما وافق رایهم فی ذلك رائه وقامت الحجة عندهم کما قامت عنده -

الا تری ان سالکا لا یلزمه تقلید ابی حنیفة من القول بحجیة المراسیل ولا الشافعی من القول بنفی الحجیة عن المصالح ولا تقلید بعضهم لبعض من اتفاق فی کون الاجماع وخبر الواحد والقیاس حجة فانه انما انکر حجیة الاجماع بعض المبتدعة وحجیة القیاس داود الظاهری وغیره من الشذوذ وقد نقل عن ابی بکر القفال وابی علی بن خیران والقاضی حسین من الشافعیة انهم قالوا لسنا مقلدین للشافعی بل وافق رائنا رئیه وهو الظاهر من حال الامام ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب ابی حنیفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره لاتفق اله علی ما قال فی اول کتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے مین تو سبھی ائمہ باہم موافق ہین کوئی کسیکا مخالف نہین یہی شریعت سب امامون کا ماخذ و مستند ہے پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ان تو ان ادلہ مین ان کے موافق ہین اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انکے نہین ان کے مخالف ہین اگر کوئی کہے کہ شائد ان کے اصول مین مقلد ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ان اصول مین مقلد ہین کہ قول صحابی اور حدیث مرسل (جسکو تابعی بلا ذکر وسیلہ صحابی آنحضرت سے نقل کرے) لائق دست آویز ہے - اور استصحاب (ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکھنا) اور مصالح مرسلہ (وہ مصلحتین اور ضرورتین جنکے لحاظ کا نہ شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے منع کیا ہے)+ لائق دست آویز نہین ہین ایسی ہی اور اصول اسکے جواب مین ہم کہونگا کہ یہہ تقلید نہین ہے

+ اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم پر چڑھائی کی باغیون نے چند بیگناہ اشخاص کو قید کرکے اپنے آگے آڑ کھڑی کر لی اب اگر اُس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو اُن بیگناہون کی جان جاتی ہے - اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیون کے تسلط کا خوف ہے یہان ضرورت و مصلحت یہہ ہے کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمین چند بیگناہون کی جان جاتی ہے — حاشیہ

شرح الآثار اذکر فی کل کتاب ما فیہ الناسخ والمنسوخ وتاویل العلماء واحتجاج بعضہم علی بعض واقامۃ الحجۃ لمن صح عندے قولہ منہم بشیٔ ما یصح فیہ مثلہ من کتاب او سنۃ او اجماع او تواتر من اقاویل الصحابۃ او تابعیہم رضی اللہ عنہم ثم ان قولہ فی الخصاف والطحاوی والکرخی لا یقتدرون علی مخالفۃ ابی حنیفۃ لا فی الاصول ولا فی الفروع لیس بشیٔ فان ما خالفوہ من المسائل لا یعد ولا یحصی ولہم اختیارات فی الاصول والفروع واقوال مستنبطۃ بالقیاس المسموع والاحتجاجات بالمنقول والمعقول علی ما لا یخفی علی من تتبع کتب الفقہ والخلافیات والاصول وقد انفرد الکرخی رحمہ اللہ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وغیرہ فی ان العام بعد التخصیص لا یبقی حجۃ اصلا وان خبر الواحد الوارد

یہہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی راے سے موافقت ہی جو دلیل ایک کے خیال مین آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوی اسلئے ایک ہی بات دونون نے کہی دیکھو امام مالک بھی حدیث مرسل کو لایق دست آویز سمجھتے ہین باوجود اسکے وہ امام ابو حنیفہ کے مقلد نہین سمجھے جاتے - اور امام شافعی مصالح مرسلہ کو لایق دست آویز نہین جانتے - پہر بھی انکو امام ابو حنیفہ کا مقلد نہین سمجھا جاتا - پس ان باتون کے قایل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد کو کیونکر امام ابو حنیفہ کا مقلد سمجھا جاسکتا ہی اجماع وخبر واحد اور قیاس کو لایق حجت سمجھنے پہ سب کا اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہین ہے ابو بکر قفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین نے (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہی کہ امام شافعی کے ہم مقلد نہین ہین بلکہ ہماری راے سے انکی راے اتفاق ہو گیا ہے امام جعفر طحاوی[†] کا بھی امام ابو حنیفہ

† امام طحاوی نے صاف یہہ بھی کہدیا ہی کہ جو کچھ امام ابو حنیفہ کہتے ہین اسمین انکا مقلد نہین ہون چنانچہ منیہ نمبر جلد مین لسان المیزان سے بواسطہ القاف اس کلام جناب منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابو بکر القفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین سے اس اعتراض کا جواب بھی ادا ہوا جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہین کہ جن لوگون کے اقوال تم عدم ضرورۃ تقلید کی تائید مین پیش کرتے ہو یہہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے تھے اگر تقلید کسی مذہب کی لازم نہ ہوتی تو یہہ لوگ حنفی وشافعی نہ کہلاتے .

فی حادثة تعم بها البلوی ومتروک المحاجة عند الحاجة لیس بحجة قط وابو بکر الرازی رحمہ اللہ فی ان العام المخصوص حقیقة ان کان الباقی جمعا والا فمجاز الیس هذا من مسائل الاصول ثم انه عد ابا بکر الرازی الجصاص من المقلدین الذین لا یقدرون علی الاجتهاد اصلا وهو ظلم عظیم فی حقه وتنزیل له من رفیع محله وغض منه وجهل بین بجلالة شانه فی العلم وباعه الممتد فی الفقه وکعبه العالی فی [illegible] وطائله وقوة بطشته فی معارک النظر والاستدلال ومن تتبع تصانیفه والاقوال المنقولة عنه علم ان الذین عدهم من المجتهدین من شمس الائمة ومن بعده کلهم عیال لابی بکر الرازی ومصداق ذالک دلائله التی نصبها لاختیاراته وبراهینه التی کشف فیها عن وجوه استدلاله

کا مذہب اختیار کرنے اور اسپر دلایل قایم کرنے اور ان کے اقوال کی تائید کرنے مین یہی حال ہے چنانچہ اونہون نے شرح معانی الاثار کے ابتدا مین کہا ہے کہ مین تمام کتاب مین ناسخ ومنسوخ کو ذکر کرونگا اور علما کی تاویل کو اور ایک کا دوسرے کے مقابلہ مین دلیل قایم کرنا اور جس شخص کا قول میرے نزدیک صحیح ہے اسکی سند جو صحیح ہو اور میسر آوے کتاب یا سنت یا اجماع یا متواتر اقوال اصحاب وتابعین سے بیان کرنا۔
[illegible] ہتا کہ ضعاف اور طحاوی اور کرخی امام ابو حنیفہ کے مخالفت پر قادر نہین (نہ اصول مین نہ فروع مین) یہ بھی کچھہ چیز نہین ہے اسلئے کہ جن مسائل مین ان لوگون نے امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا ہے وہ شمار اور تعداد سے خارج ہین مسائل اصول وفروع جو انہون نے اختیار کئے ہین اور وہ مسائل جو انہون نے نص وقیاس سے استنباط کئے ہین اور وہ دلائل عقلی ونقلی جو انہون نے

نشاء ببغداد التی هی
دار الخلافة ومدار العلم
والرشاد ومدینة
السلام ومعقل الاسلام
ورحل فی الاقطار ودخل
الامصار ولقی العلماء
اولی الایدی والابصار
واخذ الفقه والحدیث
عن المشائخ الکبار
وقال شمس الائمة
فیه هو رجل کبیر معروف
[illegible]
وناخذ بقوله فکیف
یصح تقلید المجتهد
للمقلد وذکر فی الکشف
الکبیر ما یدل علی انه
افقه من ابی المنصور
الماتریدی وقال
قاضیخان فی التوکیل
بالخصومة یجوز للمراة
المخدرة ان توکل

قائم کیئے ہین ناظرین کتب فقہ وخلافیات پر مخفی نہین ہین
اتمام کرخی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین علیحدہ ہوگئے
ہین کہ لفظ عام خاص ہو جانے کے بعد ہرگز لائق عمل
نہین رہتا - اور جو حدیث ایسے محل مین وارد ہو جس سے
بہت لوگون کو کام پڑے پہر اسکو صرفہ ایک دو شخص ہی
روایت کرین اور وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک
العمل رہی ہو لائق دست آویز نہین ہین - اور ابو بکر
رازی نے امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین مخالف ہین کہ عام
مخصوص البعض اگر جمع ہو تو باقی افراد مین حقیقت ہی ورنہ
مجاز ہے کیا یہ مسائل جنمین کرخی اور ابو بکر رازی نے امام سے
خلاف کیا ہے مسائل اصول نہین ہین؟ - پہر ابن الکمال نے
ابو بکر جصاص [illegible] مقلدین سے شمار کیا ہی جو کسی نوع
کی اجتہاد پر قادر نہین - اور یہ ابو بکر کی حق مین بڑا ظلم ہے
اور انکو انکی عالی مرتبہ سے اوتارنا اور انکے علم مین جلیل الشان
اور فقہ مین زبردست اور اصول مین بلند قامت اور ثابت
قدم ہونے سے اور انکی مضبوطی طاقت اور نظر و استدلال
کو سید الونمین سخت گیری سے اور چشم پوشی اور جہالت ہے
اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اورون کی
تصانیف مین انسے منقول ہین تلاش کریگا وہ یقیناً جان لیگا
کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین مین شمار
کیا ہے وہ سبہی ابو بکر رازی جصاص کے عیال (ذریات) ہین انکے

وهي التي لم تخالط
الرجال بكرا كانت
او ثيبا لكن اذكر ابوبكر
الرازي ثم قال وعامة
المشايخ اخذوا بما ذكره
ابو بكر الرازي رحمه الله
وفي الهدايه ولو كانت
المراة مخدرة قال الرازي
يلزم التوكيل منها ثم
قال وهذا شئ استحسنه
المتأخرون وقال ابن
الهمام رحمه الله
هو الامام الكبير
ابو بكر الجصاص احمد
بن علي الرازي رحمه الله
يعني اما على ظاهر
اطلاق الاصل وغيره
عن ابي حنيفة رحمه الله
لافرق بين البكر
والثيب المخدرة
والمبرزة والفتوى

تصدیق ان دلایل سے ہو سکتی ہے جو ابوبکر رازی نے اپنے
مختار مسایل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین (جو دار الخلافہ
ہے اور علم کا گہر) نشو و نما پایا ہے اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا
اور اہل قوت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ سے
حدیث و فقہ حاصل کی۔ شمس الائمہ حلوائی نے انکی حق مین کہا ہے
کہ یہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہے ہم اوسکی تقلید کرتے
ہین (یعنی اس بات مین جسکا خود علم نہو) اور اوسکی بات مان
لیتے ہین سو اگر یہہ مقلد ہوتے تو شمس الائمہ کو جنکو ابن الکمال
مجتہد کہتا ہے انکی تقلید کیونکر جایز ہوتی۔ کشف کبیر مین مذکور
ہے کہ ابوبکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی سے بھی بڑے ہیکر
فقیہ ہین۔ قاضیخان نے اپنی فتاوی کے باب توکیل بالخصومۃ
[illegible] مختلطہ ہو خواہ وہ
کنواری ہو خواہ بیاہی ہوئی اپنی طرف سے کسیکو جہگڑنے کے لیے وکیل بنانا
جایز ہے چنانچہ ابوبکر رازی نے فرمایا ہے پہر کہا کہ تمام مشایخ نے
ابوبکر کے اسی قول کو لیا ہے۔ ہدایہ مین کہا ہے کہ اگر عورت پردہ نشین ہو
تو اسکی حق مین امام رازی فرماتی ہین کہ اس عورت کیطرف سے وکیل کا ہونا
لازم ہے پہر کہا یہہ مسئلہ علماء متاخرین نے پسند کیا ہے۔ ابن الہمام نے
کہا ہے وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والا امام کبیر الشان ابوبکر جصاص
احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ مین تو
پردہ نشین اور کہلم کہلی عورت مین کوئی فرق نہین
پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا ہے کہ عورت

علی ما اختاروہ من ذلک وحینئذ
فتخصیص الرازی ثم تعمیم المتاخرین
لیس الا لفائدۃ انہ المبتدی
بتفریع ذلک وتبعوہ انتہی کلامہ
وقد اکثر شمس الائمۃ السرخسی
فی کتبہ النقل عن ابی بکر الرازی
والاستشہاد بہ والمتابعۃ لارائہ
ثم الحلوائی ومن ذکرہ بعدہ کلہم بعدہم
من المجتہدین فی المسائل کلہم ینتہی
سلسلۃ علومہم الی ابی بکر الرازی
فقد تفقہ علیہ ابو جعفر الاستروشنی
وہو استاذ القاضی ابی زید الدبوسی [illegible]
وابو علی حسین بن خضر النسفی وہو
استاذ شمس الائمۃ الحلوائی۔
ومعلوم ان السرخسی من تلامذہ
وقاضیخان من اصحاب اصحابہ
فلعلہ نظر الی قولہم انہ کان لفی
تخریج الرازی فظن ان وظیفتہ
فی الصناعۃ ہی التخریج فحسب وان
غایۃ شاؤہ ہذا القدر وقد
خرج ابو حنیفۃ واصحابہ قول

پردہ دار ہو تو وکیل کرنا مناسب ہے صاحب
ہدایہ کا پہلی اس مسئلہ کو امام رازی کیطرف منسوب کرنا
پھر عام متاخرین کو شامل کرنا اسی غرض سے ہی کہ
سب سے پہلے یہہ بات امام رازی نے کہی ہے اور انہی کی
متابعت متاخرین نے اختیار کر لی۔
شمس الائمہ سرخسی اپنی کتابوں میں ابوبکر رازی سے
بہت نقل لائے ہیں اور انکے اقوال سے بہت متابعت
و استشہاد کئے ہیں پھر حلوانی اور جنکو ابن الکمال
نے انکے بعد مجتہدین میں شمار کیا ہے ان سبکا سلسلہ
استاد علمی ابوبکر رازی تک جا پہنچتا ہے۔ ابو جعفر
استروشنی نے کہ جو قاضی ابو زید دبوسی کا استاد ہے اور ابو علی
[illegible] جو شمس الائمہ حلوانی کا استاد ہے ابوبکر
سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور یہہ بھی سبکو معلوم ہے کہ سرخسی
بھی آپکے شاگردوں سے ہیں۔ اور قاضیخان
آپکا شاگردان شاگرد ہے۔ شاید ابن الکمال
نے ابوبکر رازی کو صرف مخرجین سے شمار
کرنے میں یہہ دہوکہ کہا ہے کہ لوگوں کا کسی مسئلہ
کی نسبت یہہ قول دیکہا کہ یہہ مسئلہ رازی کی تخریج
پر یوں ہے اور اس سے یہہ سمجھ لیا کہ رازی کا منصب صرف
تخریج ہی اور اسکی رای کی حد اسی مرتبہ تخریج تک ہے
حالانکہ یہہ تخریج تو امام ابو حنیفہ اور انکے شاگردوں نے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فی
تکبیرات العیدین انها ثلث عشر
تکبیرات بحمل نها علی هذا العدد
باضافة التکبیرات الاصلیة والتی
واتباعه بحملها علی الزوائد وخرج
ابو یوسف قول الشعبی رحمه الله
ان للخنثی المشکل من المیراث نصف
النصیبین بان ذلک ثلاثة من سبعة
ومحمد رحمه الله بانه خمسة
من اثنی عشر وتخریج ابو الحسن الکرخی
قول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله
[illegible]
واجبا وابو عبد الله الجرجانی
وحمله علی سنة ونظائر ذلک
کثیرة وقعت من کبار المجتهدین
فما ضرهم ذلک فی اجتهادهم
ولا نزلهم من شانهم فکیف
ینزل ابابکر الرازی الی الرتبة
النازلة عن منزلته ثم انه
جعل القدوری وصاحب الهدایة
من اصحاب الترجیح وقاضیخان

بنی کی ہے اونہوں نے حضرت ابن عباس کے
اس قول ہیں کہ تکبیرات زوائد عیدین تیرہ
ہین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ اصلی تکبیرات کی
سمیت تیرہ ہین اور امام شافعی اور اونکے
شاگردون نے اسمین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ
صرف تکبیرات زوائد ہین اور امام ابو یوسف نے
شعبی کے اس قول ہو کہ مخنث کی میراث دو حصوں سے
نصف ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سات میں سے
تین ہین اور امام محمد نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ بارہ سے
پانچ ہین اور امام ابو الحسن کرخی نے امام ابو حنیفہ
و محمد کے اس قول سے جو تعدیل رکوع و سجود میں
[illegible] تعدیل واجب ہے
اور ابو عبد اللہ جرجانی نے یہہ تخریج کی ہے
کہ وہ سنت ہے اور اسکی نظیرین اور بہت ہین
جو بڑے مجتہدین سے واقع ہو چکی ہین اس تخریج
کرنے نے انکو تو ضرر نہ دیا اور انکو منصب اجتہاد سے
نا اوتارا پھر یہہ تخریج امام رازی کو اس منصب
اجتہاد سے کیونکر اتار سکتی ہے ۔
پھر ابن الکمال نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو
تو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور
قاضیخان کو مجتہدین سے باوجودیکہ قدوری شمس الائمہ

من المجتہدین مع تقدم القدوری
علی شمس الائمۃ زمانا وکونہ
اعلی منہ کعبا واطول باعا فکیف
لا من قاضیخان واما صاحب
الہدایۃ فہو المشار الیہ فی
فی عصرہ والمعقود علیہ الخناصر
فی دہرہ وفرید وقتہ ونسیج
وحدہ وقد ذکر فی الجواہر وغیرہ
انہ اقر لہ اہل عصرہ بالفضل
والتقدم کالامام فخر الدین قاضیخان
والامام زین الدین العتابی وغیرہما
وقالوا انہ فاق علی اقرانہ بل علی
شیوخہ فی الفقہ واذعنوا لہ
بہ فکیف ینزل شانہ عن قاضیخان
لیس انسب بل ہو احق منہ بالا
جتہاد واثبت فی اسبابہ والزم
لابوابہ ہذا ثم لم یحصل من
بیانہ فرق بین اہل الطبقۃ
الخامسۃ والسادسۃ ولیت
شعری ان ہذا الرجل بای
مقیاس قاسہم ووجد

سے بہی زمانہ مین اور علم مین مقدم ہین تو
پہر قاضیخان سے کیونکر نہو گا - رہے صاحب
ہدایہ سو یہہ بہی اپنے (زمانہ مین جسمین
قاضیخان ہتا) مشار الیہ تہے اور اپنے عہد
مین یکتا - جواہر وغیرہ مین کہا ہے کہ
صاحب ہدایہ کی اہل زمانہ (قاضیخان وامام زین الدین
عتابی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصرون
سے علم مین مقدم ہونا تسلیم کرلیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ اپنے اقران وامثال بلکہ اپنے استاذون
سے فقہ مین فائق ہوگئے ہین جسکو انکے
استاذ بہی مان گئے ہین - پہر یہہ قاضیخان
سے اجتہاد مین کیونکر کم رتبہ ہوسکتے ہین
وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکھتے
تہے اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجود
رکہنے والے اور اس اجتہاد کے دروازہ مین پڑے
رہنے والے - پہر ابن الکمال کا بیان ایسا
ہے کہ اس سے اہل طبقہ پنجم وششم مین
کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا - کاش کے مین
جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ
سے ان مجتہدین کو ناپا ہے اور کیونکر ان
مین یہہ فرق پایا - یہہ شخص اس بات مین

هذا التفاوت بينهم وهو قليل
الممارسة فى الباب كليل المؤانسة
بمن ذكره فى الكتاب ولا يعرف كثيراً
منهم وربما يجعل الواحد اثنين
ويعكس الامر ويقدم عما هو عليه
ويؤخر وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف طبقاتهم
ويميز فى الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذا الكلية كالمتعذر بالنسبة
الى اجلة الفقهاء وائمة العلماء
فانهم كالحلقة المفرغة لا يدرى
اين طرفاها [illegible]
تعالى وما نريهم من آية الا هى
اكبر من اختها يريد والله اعلم
ان كل آية اذا جرد النظر اليها
قال الناظر هى اكبر الايات والا
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة للتناقض
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة فى الالقاب
وعدم التلون فى العنوانات

کم مہارت تہا اور اون لوگون سے جنکا
کتاب مین ذکر لایا ہے بہت ناواقف تہا۔
انمین سے بہت لوگون کو نہین پہچانتا
ایک شخص کو دو سمجہتا ہے اور دو کو
ایک۔ پہلے کو پچہلا بتاتا ہے اور پچہلے
کو پہلا۔ بتہیری کتابون ان لوگونکی
تصنیف بتاتا ہے جنکی وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہاء کو کیونکر
پہچان سکتا ہے انکے درجات فقہ مین
کیونکر جان سکتا ہے۔ ان درجات کا
پہچاننا بڑے بڑے علماء اور آئمہ کی نسبت
[illegible] انکی مثال
ایک حلقہ کیسی ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون چنانچہ یہی قول خداوندی کا کہ ہم جو
نشانی انکو دکہاتے ہین وہ ساتہہ والی سے بڑہی ہوئی ہوتی ہے اشارہ
لیکن ابن الکمال کی غلطی اور دہوکہ
کہانے کا منشا یہہ ہے) کہ اکثر فقہاء
عراق کی عادات مین سادہ پن اور القاب
وخطاب بدلانے مین غیر متلون المزاج ہونا
اور بڑے بڑے القاب وخطابات سے سلف
صالحین کے طریق پر چشم پوشی کنارہ کشی کرنا

والعصابۃ المقتفی الجری علی منہاج السلف صرف فی التجافی عن الالقاب الہائلۃ والاوصاف الہاقلۃ والتحاشی عن الترفع وتنویہ النفس واعجاب الحال تدینا وتصلبا وتورعا وتقادیا کما کان الغالب علیہم الخمولۃ والاجتناب عن ولایۃ القضاء وتناول الاعمال السلطانیۃ لان مفازع الاتباع ما کانت مفارقۃ عنہم ولا شعارہم محمولۃ الی شعار غیرہم فکانوا یذہبون مذہبہم فی الاکتفاء [illegible] ساذجۃ یتبنہا العامۃ ویمتہنہا السوقۃ من الانتساب الی الصناعۃ او القبیلۃ او القریۃ او المحلۃ او نحو ذالک کالخصاف والجصاص والقدوری والثلجی والطحاوی والکرخی والصیمری فجاء المتاخرون منہم علی منہاجہم فی الاکتفاء بہا وعدم الزیادۃ علیہا فی الحکایت عنہم واما الغالب

اور قضا وغیرہ عہدہ ہائے ریاست سے اجتناب وگوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہے کیونکہ اتباع سنت انسے جدا نہ ہوتا اور نہ غیر اقوام کا طریق انمیں معمول ہوا تھا۔ وہ سلف صالحین کی چال یہ تھی اور ایک دوسرے کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام لوگ ہلکا سمجھتے استعمال میں لاتے یعنی پیشوں یا قبیلوں یا بستیوں یا محلوں کی طرف منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی) جصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز) قدوری (ہنڈیا بیچنے والا یا قدر دیہ [illegible] کرنے والا) ثلجی (برف بیچنے والا یا ثلج بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحیہ کا رہنے والا) صیمری (موضع صیمر کا رہنے والا) وعلی ہذا القیاس متاخرین کا وقت آیا تو انہوں نے ان ائمہ کے نام لینے میں ان ہی کے طریق پر اکتفا کیا اور انسے روایت نقل کرنے کے وقت ان القاب سے کچھ نہ بڑھایا۔ لیکن اہل خراسان خصوصا ماوراء النہر کے ساکنین کو بچھلے اور بیچ

على اهل خراسان ولا سيما ما وراء النهر
فى القرون الوسطى والمتاخرة فهم
المغالاة فى الترفع على غيرهم
واعجاب حالهم والذهاب
بانفسهم عجبا وكبرياء والتصنع
بالتواضع سمعة ورياء يستضخمون
الاحاديث عمن سواهم ولا يستكثرون
فى معمورة الارض مثوى
غير مثواهم قد تصور كل منهم فى
خلده ان الوجود كله يصغر
بالاضافة الى بلده فلاجرم
[illegible]
تلقبوا بالالقاب النبيلة ووسموا
بالاوصاف الجليلة مثل
شمس الائمة وفخر الاسلام
وصدر الشريعة واستمر الحال
فى اخلافهم على ذلك المنوال
من الاتراف والتغلو فى تنويه
اسلافهم والحط من غيرهم
فاذا ذكروا واحدا من انفسهم
بالغوا فى وصفه وقالوا الشيخ

کے زبانون مین اپنے بڑائی کے اظہار مین
غلو ہوگیا تہا اور انہین عجب (خود پسندی)
اور تکبر غالب ہوگیا ہتا وہ اگر تواضع
(فروتنی) کرتے تو برے نمائش کرتے
اور دوسری باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام ابادی
زمین مین اپنی جگہہ کے سوائے کسی جگہہ
کو بزرگ نہ جانتے - ان مین ہر ایک
اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی
بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے - ان
ہی لوگون کی رگ علمار اس دیار کیطرف
نکل آئی انہون نے اپنے گروہ کے بڑے
[illegible] شمس الائمہ
(اماموں کا سورج) فخر الاسلام
(اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ
(شریعت کے سردار) اور افسر
انکی اخلاق مین بہی غلو اور اپنے
شان ورتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون
کی بزرگی سے چشم پوشی کرنا جاری رہی -
جب اپنے علمار سے کیکا نام لیتے ہین
تو انکو اوصاف والقاب مین یون مبالغہ کرکے
کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد الفقيه
ونحو ذلك واذا نقلوا كلاما عن غيرهم
فلا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي
والجصاص وربما يقتدي بهم من
عداهم ممن يتلقى منهم الكلام فيظن
الجاهل باحوال الرجال ومراتبهم
في الكمال وطبقات العلماء ودرجات
الفقهاء ظن السوء فياخذ في
الاستدلال بنباهة الاوصاف
على نباهة الموصوف فيحمله ذلك على
الانكار فيما عداهم واستخفاف رجال
الله سواهم ولكن كان ابن الكمال
على ولاية عمل الافتاء من جهة الدولة
فاحوجه ذلك الى مراجعة كتب
الفتاوى والاكثار من مطالعة ما
فيها في تحصيل اربه والتخلص عن كربه
ووقع نظره في ما سادت به على اهل ماوراء النهر
من رفع القسمة الوضع من غيرهم
فانتزع اليهم وصار ذلك طبيعة
له وسببا لهجومه الى هذه التحكمات
البادرة والتعسفات الظاهرة فكان

فقیہ نے یون فرمایا ہے اور جب وہ اوروں کے
اقوال نقل کرتے ہین تو اس سے زیادہ نہین
بولتے کہ کرخ کے باشندہ نے یون کہا ہے
اور اوس چونا بیچنے والے (یا اس موچی) نے
یون کہا ہے - پس ایسا ہی انکے مقتدی بولتے
ہین جو انکا کلام سنتے ہین اس سے جاہل لوگ
جو اشخاص کے حالات اور مراتب کمال سے ناواقف
ہوتے ہین انکی طرف سے بدظن ہو جاتے ہین
اور بڑے بڑے القاب والے اوصاف والے لوگونکو
القاب سے انکی بڑائی ثابت کرنے لگ جاتے ہین
(مثلاً یون کہتے ہین کہ شمس الائمہ امامونکے سورج ہین)
اور جو بڑے القاب والے بزرگونکی القاب سے اونکی خفت
ثابت کرتے ہین (یعنے یون کہتے ہین کہ یہ تو ایک
موچی یا چونہ فروش ہے یہ شمس الائمہ کے رتبہ کو کیونکر
پہونچ سکتا ہے) یہ (حضرت) ابن الکمال (مجبوراً)
جب دولت عثمانیہ کے مفتی ہوئے تو آپ
فتاوون کی کتابین دیکھنے لگے اس سیر و مطالعہ
مین انکی نظر ماوراءالنہر یون پر پڑی جو اپنے
آپکو بلند کرتے اور غیر ونکو پستی مین گراتے
لہذا انمین بھی انکی رنگ بہوٹ آئی اور یہی
انکی عادت ہو گئی جیون تحکمات دیکھاوینگی)

ماقعلہ حداً لمن بعدہ من الجھلة فلا یجاوزون حماذکرہ ولا یتحدون طورہم فی تنزیل العالی عن درجتہ ورفع غیرہ فوق رتبة فلو نقل الیہم شئ من کبار العلماء ربما یقولون انہ لیس من المجتہدین لانہ لیس ممن کرم فی طبقاتہم وغیرہ مستور عن اہل الشان ان ما اورہ الرجل منہم فی کتابہ کنخبة من داءٍ ھا ء تربة فی بہماء وعن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلہم صححہ الحاکم وغیرہ وکلہم ائمة الدین ودعات الحق فی الارض ولکن اللہ فضل بعضہم علی بعض - (ناظورہ)

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرنے پر انکو باعث ہوی پہر انکا یہ فعل اور جاہلون کے لئے ایک حد بن گیا جس سے وہ تجاوز نہین کرتے اور اسیکے انداز پر - کسی کو انکو مقرری درجہ سے نیچا یا اونچا کرنے مین وہ اس حد سے آگے نہین بڑہتے - انکے سامنے کسی بڑے عالم مجتہد کی کوی بات نقل کیجاوے تو کہدیتے ہین کہ یہہ مجتہد نہ تہا کیونکہ مجتہدون کے طبقات مین اسکا ذکر نہین آیا اور یہہ امر مخفی نہین ہے کہ جن لوگونکو اس شخص نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے وہ تو ایسے ہین جیسے دریا سے ایک گہونٹ اور حضرت عائشہ رضی اللہ [illegible] آنحضرت [illegible] نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگون کو انکے لایق مرتبہ مین جگہہ دین اس حدیث کو حاکم وغیرہ نے صحیح کیا ہے - وہ سب علمار (جو اکثر ابن الکمال کے طبقات مین مذکور نہین) دین کے امام ہین اور زمین پر حق کیطرف لوگونکو بلانے والے لیکن خدا نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے -

یہہ آخر کلام علامہ صاحب ناظورہ کا ہے جو اس باب مین اونہون نے فرمایا ہے اس کلام مین جو کچہہ علامہ نے فرمایا ہے وہ اجلہ حنفیہ وغیرہ علمار کے کتب مین موجود ہے جو ان کی کسی بات کی اور علمار حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہمسے مطالبہ کرے - اور انکے ہر ایک دعوی پر متعدد شہادتین و اقوال اجلہ علمار سن لی - سردست ہم بعض

اقوال علماء آپکی تائید مین پیش کرتے ہین۔ ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی محمد عبد الحی صاحب لکہنوی نے اپنے رسالہ **النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر** مین علامہ ہرون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال پاشا کی طبقات و تجویزات پر اونہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے۔

وهذه الانظار التي اوردها كلها مستحكمة مضبوطة وقد كان بعضها يخطر ببالي ويختلج بقلبي الا ان خوف المجادلين كان لا يدعني لذكرها الى ان ارسل الي بعض افاضل العصر الكتاب المذكور فطالعته وانتفعت به وحمدت الله على حسن التوارد

یہہ اعتراضات جو علامہ ہرون نے وارد کئے ہین سب کے سب محکم و مضبوط ہین۔ یہہ اعتراضات میرے دل مین بہی کہٹکا کرتے پر ناحق جہگڑنے والون کا خوف مجہے انکے ذکر کرنے کی اجازت ندیتا تہا یہانتک کہ بعض فضلائے زمانہ نے علامہ ہرون کی کتاب میری پاس بہیجی تو مینے اسکا مطالعہ کیا اور اس سے نفع اوٹہایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہرون کی رائے سے توافق حاصل ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے علامہ ہرون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۴) مین منقول ہوا ہے کہ فقہاء عراق مین سادہ پن تہا اور فقہاء خراسان و ماوراء النہر مین بڑائی اور تفاخر۔ اسکے بعد علامہ ہرون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۶) مین منقول ہوا کہ "مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین۔ اور متون مختصرہ متاخرین وقایہ وکنز ونقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ متون مین ہو وہ شروح و المسائل سے مقدم ہے"۔ اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابویوسف و امام محمد کا اصول و فروع مین امام ابوحنیفہ سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہرون کی کلام کی

جو ضمیمہ نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۵۱ منقول ہوا تائید پائی جاتی ہے

واعلم ان مذهب الامام ابی حنيفة
الاكثر ماخوذ عن الصحابة الذين نزلوا
بالكوفة ومن بعدهم من علمائها وكان
الزم بمذهب ابراهيم عظيم الشان
فی التخريج علی مذهبه وكان اشهر
اصحابه ابو يوسف تولی قضاء القضاة
زمن هارون الرشيد فكان سببا
لشيوع مذهبه فی اقطار العراق وبلاد
ما وراء النهر وغيرها وكان احسنهم
تصنيفا وجمعا محمد بن الحسن وجمع
فی تصانيفه دلالة ورای شيخه فتوجه
اصحاب ابی حنيفة الی تلك التصانيف
تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا
وانما عد مذهب ابی يوسف ومحمد
من مذهب ابی حنيفة مذهبا واحدا
مع انهما مجتهدان مستقلان -
لانهما مع مخالفتهما له فی الاصول
والفروع لم يتجاوزا عن محجة ابراهيم
وغيره من علماء الكوفة كذا قال
المحدث ولی الله الدهلوی فی رسالة

آپ فرماتے ہین امام ابوحنیفہ کا مذہب
اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہی جو کوفہ مین تھے
انکے سوائے وہ انکے تابعیون سے امام صاحب
ابراہیم (تابعی) کے مذہب پہ تخریج کرنے
مین عظیم الشان تہے - آپکے صحبتیون
(شاگردون) سے امام ابو یوسف ہارون رشید
کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے یہی
امر ملک عراق وما وراء النہر مین انکے مذہب کے پہیلنے
کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون سے
امام محمد کو تصنیف کا ڈہب خوب آتا تہا انہون نے
اپنی تصانیف مین [illegible] اور اپنے استاد
(ابوحنیفہ) کی راے کو جمع کیا - حنفیہ علماء نے
اون تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ
نکالنے اور اُنکو قریب الفہم کرنے اور انہین سے
تخریج کرنے اور انکی بناء پر اور تالیف کرنے
کی طرف توجہ کی ابو یوسف ومحمد کا مذہب ابوحنیفہ کے مذہب مین
شامل ہو کر ایک سمجہا گیا باوجودیکہ وہ اصول وفروع
مین امام ابوحنیفہ کی مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ انہون نے
ابراہیم تابعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق اجتہاد سے
تجاوز نہین کیا - ایسا ہی محدث ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف
واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها
المجتهد المطلق المستقل ومن شروطه
فقه النفس وسلامة الذهن وصحة
التصرف والاستنباط والتیقظ ومعرفة
الادلة والاتها المذكورة فی الاصول
وشروطها مع الفقه والضبط لامهات
المسائل وثانیها المجتهد المطلق المنتسب
الی امام معین من الائمة المجتهدین
لکن لا یقلده لا فی المذهب ولا فی الدلیل
لاتصافه بالات الاجتهاد وانما ینتسب
الیه لسلوکه طریقه فی الاجتهاد
وثالثها المجتهد فی المذهب
وهو ان یکون مقیدا بمذهب
امام مستقلا بتقریر اصوله بالدلیل
غیر انه لا یتجاوز فی ادلته اصول
امامه وقواعده وشرطه کونه عالما بالمذهب
واصوله وادلة الاحکام تفصیلا
وکونه بصیرا بمسالك الاقیسة
والمعانی تام الارتیاض فی التخریج
والاستنباط بقیاس غیر المنصوص علی المنصوص

اپنے رسالہ (انصاف فی بیان سبب اختلاف) مین کہا ہے
(دیبہ ہی) جان لے کہ مجتہد تین قسم ہین
ایک مجتہد مطلق مستقل اسکی شرط یہ ہے
کہ اسکی ذات (یا طبیعت) مین قوت اجتہاد و سلامت
ذہن وصحت تصرف و استنباط وبیدار مغزی اور معرفت
دلائل شرعیہ اور انکے آلات کی (جو علم اصول مین
مذکور ہین) اور ضبط مسائل اصول ہو جو وہو۔
قسم دوم مجتہد مطلق منتسب یہ وہ ہے
جو کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا
مقلد نہو نہ اصول مین نہ فروع مین کیونکہ
وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہے اسکا اسی امام
کیطرف منتسب ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے اجتہاد
مین اس امام کے طریق پر چلتا ہے قسم سوم
مجتہد فی المذہب۔ یہ وہ ہے کہ کسی امام کے مذہب
کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر و دلایل بیان
کرنے مین مستقل ہو۔ پھر وہ ان اصول و دلایل
مین امام کے اصول و دلایل کی مخالفت نہ کرتا ہو
اسکی شرط یہ ہے کہ وہ اس مذہب کے اصول و دلایل
سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج و استنباط کی
پوری مشق رکھتا ہو یہ شخص تقلید سے خالی نہین
ہوتا کیونکہ اسمین بعض اسباب اجتہاد

لعلمه باصول امامه ولا يجهل
عن تقليد لامامه لاخلاله
ببعض ادوات الاجتهاد المستقل
كالنحو والحديث ونحو ذلك كذا
ذكره ابن حجر المكي في رسالته
شن الغارة على من اظهر معرة
تقوله في الحنا وعوارة اما القسم
الاول فما يتصف به الائمة الاربعة
ومن بعدهم وقال ابن حجر قال
ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت
من نحو ثلث مائة سنة ولابن الصلاح نحو
ثلث مائة فيكون انقطعت من نحو ستمائة
سنة بل نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين
انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل انتهى
وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل
الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين
مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة
ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير
المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام
محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى
لكن النقل عن الميزان الشعراني انتهى قال

مثل علم نحو و حدیث وغیرہ کا نقصان
پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے
رسالہ شن الغارہ
میں کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد تو ائمہ
اربعہ اور انسے پچھلے مجتہدوں میں پایا جاتا
ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح
نے فرمایا ہے کہ یہ مرتبہ تین سو
برس سے موقوف ہو چکا ہے۔
اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہو چکے
ہیں۔ تو اب (نویں صدی میں جو ابن
حجر کا زمانہ ہے) اس مرتبہ کی انقطاع
کو چھ سو برس ہو گئے بلکہ ابن الصلاح نے تو بعض
اصولیوں سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام
شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہیں ہوا شعرانی
کی میزان کبری میں ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے
کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب
جیسے ائمہ اربعہ تھے۔ اجتہاد مطلق منتسب
جیسے انکے اکابر شاگردان یا (اہل مذہب) تھے
پھر کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی
ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری
کسی نے نہیں کیا۔ اور انکا دعوی مانا+ نہیں گیا۔
ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے میزان شعرانی سے نقل کیا ہے

+ یعنی سب نے نہیں مانا چنانچہ کلام صاحب فتح کبیر جو صفحہ (۷۳) میں منقول ہوگا اس پر شاہد ہے ورنہ بعض علماء میں انکے اجتہاد کا مسلم ہونا تو مخفی انکار نہیں ہے۔ دیکھو معیار الحق مطبوعہ دہلی صفحہ (۲۷) جس میں انکا اور کئی اور مستقل مجتہدین کا اجتہاد بڑے بڑے علماء کی شہادت سے ثابت کیا گیا ہے۔

وقال بحر العلوم اللكنوى فى شرح تحرير الاصول اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فى المذهب اختتم على العلامة النسفى صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد فى المذهب وهذا اغلط ورجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون على ابداء الدليل اصلا ثم هو تحكم على قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم ان لا يوجد الى يوم القيمة احد يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهى

وقال هو ايضا فى شرح مسلم الثبوت من الناس من حكم بوجوب خلو الزمان عن المجتهد بعد العلامة النسفى وعزوا به الاجتهاد فى المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من هولاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا

پہر فرمایا کہ **بحر العلوم** لکنہوی نے **شرح تحریر ابن الہمام** مین فرمایا ہے تو جان لے بعض متعصبون نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی نہین ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی صاحب کنز پر ختم ہوا ہے اسکے بعد مجتہد فی المذہب کوئی نہین یہہ بات غلط اور غیب سے پتہر مارنا ہے اگر کوئی انسے پوچہے کہ یہہ بات تم نے کہان سے جانی تو اسپر دلیل پیش نکر سکینگے پہر یہہ تو خدا تعالی کی قدرت پر دہینگا دینگے کا ایک حکم لگانا ہے یہہ کہانسے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیامت تک خدا تعالی کسی پر منصب اجتہاد کا فضل نکریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہیے

اور **بحر العلوم** نے **شرح مسلم** مین فرمایا ہے بعض لوگون نے علامہ نسفی کے بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی ہو جانیکا حکم لگا دیا ہے - اور اجتہاد مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کر چکے ہین یہانتک کہ تمام امت پر انہی مین سے کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجہتے ہین یہہ سب انکی ہوسین ہین جنپر وہ کوئی دلیل نہین لاسکے

لا يعبأ بكلامهم وانما هم من الذين
حكم الحديث عليهم انهم افتوا بغير علم
فضلّوا واضلّوا ولم يفهموا ان هذا
اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن الا
الله انتهى **والحاصل** ان من ادعى
بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد
المطلق المستقل بالائمة الاربعة
انقطاعًا لا يمكن عوده فقد غلط و
خبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه
ورحمة الله لا تقتصر على زمان دون
زمان ولا على بشر دون بشر ومن
ادعى انقطاعها في نفس الامر بمعنى عدم امكان
وجودها في كل زمان فان اراد
انه لم يوجد بعد الاربعة مجتهد
اتفق الجمهور على اجتهاده وسلموا
استقلاله كاتفاقهم على اجتهادهم
فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم
ايضًا ارباب الاجتهاد المستقل
كابي ثور البغدادي وداؤد الظاهري
ومحمد بن اسمعيل البخاري وغيرهم على
ما لا يخفى على من طالع كتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین۔
یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ
حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود
گمراہ ہوئے اور اورون کو بھی گمراہ کیا۔ انہون
نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی
باتون سے ہے جنکا علم بجز خدا تعالی کسی کو نہین
ہے۔ **اس کلام کا حاصل** (مولوی صاحب
فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد
مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہے جسکا کہ
پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کہا
اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد خدا کیطرف سے رحمت ہے
وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین ۔
اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد
مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پر یہہ امکان وقوع
مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا
اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل
کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سبنے مان لیا
ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہو کہ انکے
بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسی نے بھی نہین مانا تو
یہہ غلط ہے۔ ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

واما القسم الثاني فاتصف
به ابو یوسف و محمد وغیرهما
من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية
كثيرون بلغوا هذه المرتبة
كالنووي وابن الصلاح و ابن
دقيق العيد وتقي الدين السبكي
وابنه تاج الدين السبكي والسراج
البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي
وغيرهم ممن عاصرهم او تقدمهم۔
على ما ذكره السيوطي في حسن المحاضرة
في اخبار مصر والقاهرة و
[illegible] وفي الانصاف [illegible]
المجتهد المطلق المنتسب في مذهب
ابي حنيفة بعد المائة الثالثة و
ذلك لانه لا يكون الا محدثا جيدا
واشتغالهم بعلم الحديث قليل
قديما وحديثا وانما كان فيه
المجتهدون في المذهب وهذا
الاجتهاد اراد من قال ادنى
الشروط للمجتهد ان يحفظ المبسوط
وقيل المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری
اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال
ناظرین طبقات پر مخفی نہیں ہے۔ **قسم
دوم اجتہاد** امام ابو یوسف اور امام
محمد وغیرہ امام ابو حنیفہ کے شاگردان اور
متبعین مین پایا جاتا ہے۔ شافعیہ اس
رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہین جیسے
امام نووی۔ ابن الصلاح۔ ابن دقیق العید۔
تقی الدین سبکی۔ اسکا بیٹا تاج الدین سبکی۔
سراج الدین بلقینی۔ ابن الزملکانی سیوطی
وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے
گذر چکے تھے۔ چنانچہ امام سیوطی نے (حسن
المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) مین ذکر کیا
ہے **اور انصاف** (تالیف شاہ ولی اللہ
صاحب) مین ہے مجتہد مطلق منتسب امام
ابو حنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے
بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث
ہوتا ہے اور ان لوگون کا شغل علم حدیث سے
زمانہ قدیم وجدید مین کم رہا ہے انمین مجتہد
فی المذہب ہی ہے ہین۔ یہی اجتہاد فی المذہب
اس شخص کی مراد ہی جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لئے

مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة
فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب
كابن عبد البر وابي بكر بن العربي
واما مذهب احمد فكان قليلاً
قديماً وحديثاً وكان فيه المجتهدون
طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في
المائة التاسعة واضمحل في اكثر
البلاد اللهم الا اناس قليلون بمصر و
بغداد واما مذهب الشافعي فاكثر
المذاهب مجتهدا مطلقاً ومجتهدا في
المذهب واكثر المذاهب اصولياً
ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحاً
للحديث واسندها اسنادا وروايةً
وكان اوائل اصحابه مجتهدين
بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده
في جميع مجتهداته حتى نشا ابن شريح
فاسس قواعد التقليد والتخريج
ثم جاء اصحابه يمشون في سبيله
وينسجون على منواله ولذلك يعد
من المجددين على راس المائتين انتهى۔
واما القسم الثالث فاتصف
به كثيرون من الاصحاب الحنفية كما

کم سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا
شرط ہے۔ مالکی مذہب مین مجتہد منتسب کم
ہوئے ہین انمین سے جو شخص اس رتبہ اجتہاد کو پہنچا
ہے (جیسے ابن عبد البر اور ابو بکر بن عربی)
انکا قول مالکی مذہب کی ایک روایت متصور
نہین۔ امام احمد کا مذہب پرانے اور نئے
زمانہ مین کم رہا پر انمین طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق
چلے آئے یہانتک کہ نوین صدی مین وہ سب تمام
ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہرون مین مضمحل
ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ
اس مذہب کے رہے۔ رہا شافعی مذہب
اسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور
اصول کے مفسر اور حدیث کے شارحین سب
مذاہب سے زیادہ ہوئے ہین اور یہہ مذہب
اسناد و روایت مین سب سے بڑھکر ہے
اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق
تھے انمین کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا سبھی
اجتہادی مسائل مین مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج
پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا
اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا
اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین
(نئے طریق نکالنے والون) سے شمار ہوا آب

ذکرہ مفصلاً وفي بلغ المذاهب ايضا كثيرون بلغوا هذه المرتبة

رہا قسم سوم اجتہاد سو حنفیون مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے اور باقی مذاہب کے لوگون سے بھی اس رتبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور رد المحتار حاشیہ دُر المختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیئے ہین بعینہٖ اِس بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبر ۵ مین بصفحہ (۳۰) منقول ہو چکا ہے

لعلك تتفطن من هذا البحث انه ليس كل ما في الفتاوى المعتبرة المختلطة كالخلاصة والظهيرية وفتاوى قاضيخان وغيرها من الفتاوى التي لم يتميز اصحابها بين المذاهب والتخريج [illegible] من قول ابي حنيفة و صاحبيه بل منها ما هو منقول عنهم ومنها ما هو مستنبط الفقهاء و منها ما هو مخرج الفقهاء فيجب على الناظر فيها ان لا يتجاسر على نسبة كل ما فيها اليهم بل يميز بين ما هو قولهم وما هو مخرج من بعدهم ومن لم يتميز بين ذلك وبين هذا اشكل الامر عليه الا ترى في مسئلة العشر في العشر في بحث الحياض فان الفتاوى مملوة

اِسکے بعد فرمایا ہے شاید تو نے اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل ان گذشتہ فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ قاضی خان وغیرہ جو اصل مذہب اور اسکی تخریج مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین [illegible] امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انہین سے ان ائمہ سے منقول ہین بعض فقہاء کے مستنبط مسائل بعض فقہاء کی تخریجات۔ لہٰذا ان مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیئے کہ ان سب مسائل کو اون ائمہ کی طرف منسوب کرنے مین دلیری نکرین بلکہ اصل قول اور اسکی تخریج مین تمیز کرلین۔ جو یہہ تمیز نہین کرتا اسکو بہت سے مسائل مین اشتباہ و اشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ دہ در دہ

من اعتياده والفتوى عليه مع انه
ليس مذهب صاحب المذهب وانما
مذهبه كما صرح به محمد في الموطا و
قد ماء اصحابنا هوانه لوكان الحوض
بحيث لا يتحرك احد جوانبه بتحريك
الجانب الآخر لا يتنجس بوقوع النجاسة
فيه والا يتنجس ومن لم يتقنه وظن
انه مذهب صاحب المذهب تعسر
عليه الامر في تاصيله على اصل شرعي
معتمد عليه وقد حققت هذا
البحث بما لا مزيد عليه في شرح شرح
الوقاية فليراجع [illegible] ان مسئلة
الاشارة في التشهد فان كثيرا من
كتب الفتاوى متواردة على منعها
وكراهتها فيظن الناظرون فيها
انه مذهب ابي حنيفة وصاحبيه
فيشكل عليهم الامر بورود احاديث
متعددة قولية وفعلية تدل على
جوازها وسنيتها قال على القاري
المكي في رسالته تزئين العبادة
لتحسين الاشارة بعد ما ذكر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے
اور اس پر فتوی دینے سے پرہین باوجودیکہ
یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی
(چنانچہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم
علمانے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع
ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے
دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین
نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس
نہین ہوتی۔ جو اسبات کو خوب نہین سمجھتا
اور وہ دردہ کو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے
اسپر اس مسئلہ کے لیئے کوئی شرعی اصل نکالنا
[illegible] ت مین اشارہ
بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاووں کا
اسکی ممانعت وکراہت پر اتفاق ہوا ان فتاووں
کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابوحنیفہ
اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ
شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے حدیثین قولی و
فعلی اس اشارہ کے جواز و مسنون ہونے پر شاہد ہین
پھر اس مذہب کراہت و ممانعت کی کیا اصل ہے
ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارۃ لتحسین
الاشارۃ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

الاخبار الدالة على الاشارة لم يعلم
من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف
فی هذه المسئلة ولا فی جواز الاشارة
بل قال به امامنا الاعظم و صاحباه
وكذا مالك والشافعي واحمد وسائر
علماء الامصار والاعصار وقد
نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتأخرون
فلا اعتداد لما ترك هذه السنة
الاكثرون من سكان ماوراء النهر واهل
خراسان والعراق وبلاد الهند ممن
غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق
والتاييد من العلوم بالنقول السديد
وقد ذكر محمد فی موطائه حديثا فی
ذلك ثم قال ونصنع بصنع رسول الله صلى
الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابی حنيفة
ونقل الشمنی فی شرح النقاية انه قال
ابو يوسف فی الامالی انه يعقد الخنصر
والبنصر ويحلق بالوسطى والابهام و
يشير بالسبابة انتهى كلامه ملخصا
ثم قال على القاری وقد اغرب الكيدانی
حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة

کرنیکے لبعد کہاہے کہ صحابہ اور پچھلے علماء کا
اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا - بلکہ خود
امام اعظم اور انکے شاگردان اور امام مالک
وشافعی وامام احمد وغیرہ سبھی شہرون اور
زمانون کے علماء اسکے قائل ہین اور ہمارے
مشائخ متقدمین و متاخرین بھی اسکو تبصریح بیان
کرچکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر وخراسان و
عراق وہند کے رہنے والون نے (جنپر
تقلید غالب ہوگئی ہے اور انسے تحقیق فوت
ہوئی ہے) اسکو ترک کر رکھاہے انکا کچھ
بھی اعتبار نہین - امام محمد نے اپنے موطا مین
اس باب مین حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا
کہ ہم بھی آنحضرت صلعم اس فعل پر عمل کرتے ہین
اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے - اور شمنی نے
شرح نقایہ مین کہاہے کہ امام ابویوسف نے
امالی مین فرمایاہے کہ اشارہ کرنیکے وقت
سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی
کو اکٹھا کرلے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی
کا حلقہ بناوے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے
یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے - پھر ملا علی قاری نے
کہاہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

یا السبابۃ کاھل الحدیث ای مثل اشارۃ
جماعۃ یجمعھم العلم بحدیث رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم وھذا منہ خطأ عظیم
وجرم جسیم منشأہ الجھل عن
قواعد الاصول و مراتب الفروع من
النقول ولولا حسن الظن بہ وتأویل
کلامہ بسببہ لکان کفرہ صحیحاً وارتدادہ
صریحاً افھل یحل لمؤمن ان یحرم ما
ثبت عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ماکاد ان یکون متواتراً فی نقلہ ویمنع
جواز ما علیہ عامۃ العلماء کابراً عن کابر
[illegible] فظھر منہ ان قول النفی المذکور
فی الفتاوی انما ھو من مخرجات المشائخ
لا من منھب صاحب المذھب فقس
علیہا امثالہ وھی کثیرۃ لا تخفی علے
المحقق واذا عرفت ھذا
فیسھل الامر فی دفع طعن المعاندین
علے الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ
فانھم طعنوا فی کثیر من المسائل المندرجۃ
فی فتاوی الحنفیۃ انھا مخالفۃ
للاحادیث الصحیحۃ او انھا لیست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسوان فعل حرام تمام
مین اشارہ کرنا ہے جیسے اہلحدیث کرتے
ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم
ہے جسکا منشا و سبب قواعد اصول و مراتب
فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے
سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت
ہوچکا تھا اور مرتد ہونا کُھلم کھلا تھا بھلا
کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی
نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے؟
اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین
منع کرسکتا ہے؟۔ ملا علی قاری کا کلام تمام
ہوا اس سے ظاہر ہوا کہ جو فتاوون مین
ممانعت اشارہ مذکور ہے یہہ اصل بانی
مذہب کا قول نہین ہے۔ صرف علماء
مذہب کی تخریجات سے ہے۔ اسپر اسکے نظائر
کو قیاس کرلے۔ جب تونے یہہ
جان لیا تو اب تجھے امام ابوحنیفہ اور
انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کو جواب
دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل
پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین
یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین

متاصلة على اصل شرعي ونحو ذلك وجعلوا ذلك ذريعة الى طعن الائمة الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم و مذاهبهم وليس كذلك بل هي من تفريعات المشائخ استنبطوا من الاصول المنقولة عن الائمة فوقعت مخالفة للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ ايضا فانهم لم يقرروها مع علمهم بكونها مخالفة للاحاديث اذ لم يكونوا متلاعبين في الدين بل من كبراء المسلمين بهم وصل الينا ما وصل الينا من علم الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث ولو بلغتهم لم يقرروا على خلافها فهم في ذلك معذورون ومأجورون

اور انکے لیئے شرع مین کوئی اصل نہین ہے اور اس امر کو انہون نے ان امامون پر طعن کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے یہہ سمجھکر کہ یہہ مسائل ان امامون کے مسائل ہین اور انکے مذہب مین داخل۔ اور حقیقت مین بات یون نہین مسائل تو صرف حنفی علمار کے مسائل ہین جو انہون نے اصول امام سے استنباط کیئے ہین پھر وہ احادیث صحیحہ کے مخالف نکلے۔ لہذا ان مسائل کے سبب اون تین امامون پر طعن نہین ہو سکتا۔ بلکہ اون علمار (ان مسائل کے استنباط کرنیوالون) پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ و دانستہ احادیث کا خلاف نہین کیا اور نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے جنکے سبب ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم و مقرر نہ رکھتے۔ اسلیئے وہ ان مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا کرنے پر ماجور۔

اسکے **بعد** مولوی صاحب نے امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جب ہمارے اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کرو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

فبناء على هذا امكن لنا ان نورد تقسيما
اخر للمسائل فنقول الفروع المذكورة في
الكتب على طبقات الاولى[1] المسائل الموافقة
للاصول الشرعية المنصوصة في الايات او
السنن النبوية او الموافقة لاجماع الامة او
قياسات ائمة الملة من غير ان يظهر على خلافها
نص شرعي جلي او خفي والثانية[2] المسائل التي
دخلت في اصول شرعية ودلت عليها
بعض آيات او احاديث نبوية مع ورود
بعض آيات دالة على عكسه او احاديث ناصة
على نقضه لكن دخولها في الاصول من طريق
اصح واقوى مما يخالفها وهذه من سبيل
اضعف واخفى وحكم هذين القسمين
هو القبول كما دل عليه المعقول والمنقول
والثالثة[3] التي دخلت في اصول شرعية
مع ورود ما يخالفها بطرق صحيحة قوية
والحكم فيه لمن اوتي العلم والحكمة
اختيار الارجح بعد وسعة النظر ودقة
الفكرة ومن لم يتيسر له ذلك فهو مجاز
في ما هنالك والرابعة[4] التي لم يستخرج
الا من القياس[5] وخالفه دليل فوقه غير قابل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی میں
ایک اور تقسیم بیان کر سکتے ہین وہ یہہ کہ مسائل
مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہین اول[1] وہ مسائل
جو اصول شرعیہ آیات و احادیث و اجماع امت
کے موافق ہین یا وہ قیاس[2] مجتہدین کے موافق ہین
اور کوئی نص آیت و حدیث انکے مخالف نہین ہے
درجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و
احادیث کے موافق ہین اور بعض آیات احادیث
کے مخالف - پر جن آیات و احادیث کے وہ
موافق ہین وہ ثبوت اور دلالت مین زیادہ
قوی ہین - اِن دو قسمون کا حکم یہہ ہے کہ وہ
مقبول ہین جنکا مقبول ہونا معقول و منقول اسپر شاہد ہے
درجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے
موافق ہین پر ویسے ہی صحیح و قوی دلائل انکے
مخالف بھی ہین اِن مسائل کا حکم یہہ ہے کہ جسکو علم اور سمجھ ہو
وہ اپنے فکر و نظر کو کام مین لاوے جس طرف ترجیح
دیکھے اسکو اختیار کرے - اور جسکو یہہ امر (قوت ترجیح)
میسر نہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے میلان
کرے **درجہ چہارم** وہ مسائل جنپر صرف قیاس
شاہد ہے اور کتاب و سنت و اجماع کی شہادت اسکے
خلاف ہے -

[1] اہل ظواہر کو حجیت قیاس سے اتفاق نہین ہے دیکھو ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۶ مطبوعہ [illegible]

للا ننداس وحکمہ ترک الادنی واختیار الاعلی وھو عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید والخامسۃ التی لم یدل علیھا دلیل شرعی لا کتاب ولا حدیث ولا اجماع ولا قیاس مجتھد جلی او خفی لا بالصراحۃ ولا بالدلالۃ لانھا من مخترعات المتاخرین الذین یقلدون طرق آبائھم و مشائخھم المتقدمین وحکمہ الطرح والجرح فاحفظ ھذا التفصیل فانہ قل من اطلع علیہ وباھمالہ ضل کثیر عن سواء السبیل

اسکا حکم یہہ ہے کہ قیاس کو ترک کیا جاوے اور اس سے اعلی دلائل (کتاب وسنت واجماع) کے مطابق عمل کیا جاوے۔ **درجہ پنجم** وہ مسائل جنپر نہ کتاب اللہ کی شہادت پائی جاتی ہے۔ نہ حدیث کی نہ اجماع کی۔ نہ قیاس کی بلکہ وہ ان متاخرین کے (جو اپنے بزرگون اور پہلے علماء کے مقلد ہو رہے ہین) بنائے ہوئے مسائل ہین۔ اسکا حکم یہہ ہے کہ انکو پھینک دیا جاوے اور توڑا جاوے۔ **اس تفصیل** کو یاد رکھ کہ اس سے کم لوگ واقف ہین۔ اور اسکو چھوڑنے سے بہت لوگ سیدھے راستہ سے بہک گئے ہین۔

تا [illegible] کہ مسائل مخالفہ حدیث جو کتب فتاوون مین ہین انکے سبب امام ابو حنیفہ پر طعن مناسب نہین یہہ نہایت درست وراست وانصاف کی بات ہے جسپر ہمارا دلی اعتقاد ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین صفحہ ۱۸۱ سے ۱۹۴ تک ہمنے بہت بسط وتفصیل کے ساتھ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے اون اہلحدیث بھائیون کی خدمت مین (جو آجکل امام ابو حنیفہ کی غلطیان ظاہر کر رہے ہین) یہہ التجا کی ہے کہ جس مسئلہ مین امام صاحب یا انکے شاگردون پر غلطی کا الزام قائم کرین اس مسئلہ کو ان ائمہ سے بتحقیق ثابت کر لین صرف شرح وقایہ و درمختار و قاضیخان وغیرہ فتاوون کی نقل وروایت پر اعتماد کر کے ان کتابون کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال نہ سمجھ لین میرے بھائی اس بات کو بغیر غور وانصاف سے سوچین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین مکرر ملاحظہ فرما دین۔ **ایسا ہی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امام بعض احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور ہین - یہہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک مانی منائی ہوئی ہے - ہمنے اسکی تفصیل بھی اپنے ضمیمہ اخبار نمبر یازدہم مطبوعہ مارچ ۱۸۷۸ء مین بخوبی کی ہے -

ولیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر لیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے اُنمین ہمارے نزدیک تفصیل بکار ہے -

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی کتابین جمع نہوئی تھین) تو بیشک اس حکم مین اپنے ائمہ کے ساتھ شامل اور انکی مثل معذور ہین - ولیکن متاخرین اتباع جناب (جنکے صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح و حسان جمع ہو چکی تھین) سبھی اور بہر حال معذور نہین ہو سکتے - بلکہ جنکو استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین حُجۃ اللہ البالغہ سے ہو چکا ہے) وہ تو بھی اس خیال کے سبب معذور ہین - اور [illegible] موقوف نہ تھا و باایںہمہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف (جو انکے زمانہ مین موجود و متداول تھین) رجوع نکیا - اور صرف اقوال ائمہ کو بمنزلہ نصوص قرار دیکر انسے استخراج و استنباط مسائل خلاف احادیث (جیسے ممانعت رفع سبابہ - یا مسئلہ دہ در دہ) کیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو بمقابلہ احادیث صحیحہ دستور العمل بنا رکھا - وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے -

اِن ھی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہہ لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷ مین فرمایا ہے

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رعیناہ	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابوحنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اون سے نقل کی ہین

انتفاعه من ذم الراي والتبري منه ومن
تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى
دونت احاديث الشريعة بعد رحيل
الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها
لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان
القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره
بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة
مفرقة في عصره مع التابعين وتابع
التابعين في المدائن والقرى والثغور
كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من
الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك
المسائل التي قاس فيها بخلاف غيره من
الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في
طلب الاحاديث وجمعها في عصرهم من
المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث
الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة
القياس في مذهبه وقلته في مذاهب
غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر
بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون
العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو
قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے
یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئین بعد سفر کرنے
حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون
اور سرحدون مین اور اون احادیث کو امام
ابو حنیفہ رح پالتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسات
کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب
مین قیاس کم ہوتا جیسے اوروںکے مذہب مین
اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شرعیت
(یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین
کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین
منتشر تھے اونکے مذہب مین بہ نسبت اور
اماموںکی قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب
اس لیئے کہ جن مسائل مین اُنہون نے قیاس کیا ہے انہین
نص نپائی - بخلاف اور امامون کے کہ اُنکے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور بستیون
مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور احادیث کو
جمع کیا - آپ کے مذہب مین قیاس زیادہ ہونیکا
اور اورون کے مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ کیطرف
نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے - اسنے یہہ

ویترکون الحدیث الذی صح بعد موت الامام فالامام معذور واتباعہ غیر معذورین۔

حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بھی بالاختصار اپنے رسالہ کے ص۸۱ مین نقل کیاہی اور اسپر ایسی تفریع کی ہی جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ضدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی ہذا الاوان فی ہذا الباب الی الفرقتین فطائفۃ قد تعصبوا فی الحنفیۃ تعصبا شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی التزاما شدیدا ولن وجدوا حدیثا صحیحا او اثرا صریحا على خلافہ زعموا انہ لو کان [illegible] صحیحا لاخذ بہ صاحب المذہب ولم یحکم بخلافہ وہذا جہل منہم بما روت الثقات عن ابی حنیفۃ من تقدیم الاحادیث و الاثار علی اقوالہ الشریفۃ فترک ما خالف الحدیث الصحیح رای سدید وہو عین تقلید الامام لا ترک تقلید وطائفۃ زعموا ان الامام قاس علی خلاف الاخبار وہجرہا وہجر الشرع والاثار فظنوا فی حقہ ظنونا سیئۃ واعتقدوا

لوگ پُرانے زمانہ سے ابتک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح اُنکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام [illegible] حکم نہ دیتا۔ اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے کہ باتسے جو ثقہ لوگون نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہے نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ نے حدیثون کو عمدا چھوڑ کر اپنا قیاس کیاہی۔ سو انہون نے اُنکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت بُرا اعتقاد جمایا۔

عقائد قبیحۃ ومطالعۃ المیزان لهم نافع ولا دهامهم دافع فلیتخذ العاقل مسلك البین ویهجر طریقۃ الطائفتین انتهی۔	کتاب میزان کبریٰ کا مطالعہ دونو فریق کو نافع ہے اور اُنکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیئے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور اُن دونو فریق کی راہ چھوڑدے۔

بالجملہ عبارات نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھہ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ وطبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہہ اکابر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم وزبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام مین علامہ ہارون کی اور بھی تائید پائی جاتی اور یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز واقسام اجتہاد مین کہا یہہ سلف سے خلف تک متفق علیہ ومسلّم چلا آیا ہے

جناب کی کلام مین اور بھی فرائد فوائد بکثرت موجود ہین۔ اسلیئے اس کلام کا بتمام وکمال [illegible] بصیرت اہل التحقیق معلوم ہوتا ہے

جناب ممدوح رسالہ انتباہ الاذکیا فی سلاسل اللہ کے جلد دوم مین فرماتے ہین

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام آلٰہی ست وطریق معرفت آنہا کتاب وسنت وآثار صحابہ وتابعین واستنباط از کتاب وسنت ست وآنرا در عرف علما فقہ گویند وفقہارا مذاہب مختلف ست ومسالک متنوع ومتاخران را در اختیار مذاہب فقہا وعمل برآنہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند ودر کلیات وجزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند سفینہ مجبور علیہ باشند واین راہ مبارک ست کسی راکہ از علم کتاب وسنت بہرہ نیافتہ باشد ودر مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان اتباع کتاب وسنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب وسنت دانند وغالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب وسنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند وتقلید دران

مسئلہ بکسی کنند کہ قول او موافق بودہ باشد و کتاب و سنت را اگر مخالف مذہب متبوع خود یافتند رد نکنند و عمل بر آن ممتنع ندانند و نگویند کہ ذمۂ ما مشغول شدہ است بتقلید شخصی پس ما را تخلف از اتباع وی ممتنع ست اگرچہ حدیثی بما مخالف نص متبوع خود برسد و تاویل فاسد کہ طبع سلیم از قبول وی ابا کند برای احکام و ضع متبوع خود راست نکنند و ظن غالبی کہ از احادیث مرویہ در کتب مشہورہ حاصل میشود بمکابرہ انکار نکنند و دیدہ و دانستہ را بجہل مرکب نادیدہ و نادانستہ نشمارند و اگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالی ام اتیناہم کتابا من قبلہ فہم بہ مستمسکون بل قالوا انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارہم مہتدون + وکذلک ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوہا انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون ۔ قال اولو جئتکم باہدی مما وجدتم علیہ آباءکم قالوا انا بما ارسلتم بہ کافرون ۔ ٭ واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا اولو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون ۔ ٭٭ داخلست و جمعی از متاخران کہ علم سنت و آثار کسب کردہ باشند [illegible] کنند [illegible] روایت و بطریق تطبیق احادیث متخالفہ و ماخذ احکام آشنا شوند و انحصار مذاہب خود کنند و بتفریع بر اصول

+ کیا ہمنے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ تہامے ہوئے ہین ۔ نہین ۔ انہون نے تو یہی کہا ہے کہ ہمنے اپنے بزرگون کو ایک طریق پر پایا ہم ان ہی کے قدمون پر چلینگے ۔

٭ ایسا ہی ہمنے تیرے پہلے کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا نہ بہیجا مگر وہان کے اہل نعمت نے کہا ہمنے اپنے بڑون کو ایک طریق پر پایا ہے ۔ ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے ۔

٭٭ نبی نے کہا کہ بہلا اگر مین تمہاری پاس ایسی چیز لایا ہون جو تمہارے بزرگون کو طریق سے زیادہ رہنما ہو وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہین ۔

٭٭٭ جب انکو کہا جائے تم اسکی پیروی کرو جو خدا نے اُتارا ہے تو کہتے ہین کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بڑون کو پایا ہے کیا اگرچہ وہ کچھ عقل نہ رکہتے ہون اور نہ راہ پانے والے ۔

امام خود مشغول شوند واین جماعه را مجتهد فی المذهب گویند وبمتبوع منسوب کنند حنفی یا شافعی مثلاً د این
راه نیز مبارک ست بشرطیکه تدارک کتاب و سنت نکنند و مناظره ایشان برای اظهار حق باشد نه برے
احکام و ضع خود و هدم وضع مخالف والله اعلم وحجی از نعم الهی برین ضعیف آنست که احادیث و آثار
متمسک هر یکی از فقهای اربعه اصحاب مذاهب مشهوره را روایت کرد و صنایع ایشان در استنباط
اجمالاً و تفصیلاً ادراک نمود و بر مختارات هر یکی مطلع شد نه تا بآن معنی که ظهر الغیب یاد گرفت بلکه
قدرت حاصل کرد بر معرفت مذاهب ایشان از کتب ایشان و معرفت ماخذ و ادلہ ایشان بقوة
قریبه از فعل بعد از ان تردد واقع شد در اختیار روشی و تعین مسلکی که خود را بآن مقید کنند زیرا که
تشویش و اضطراب درین باب داء عضال ست دید که اکثری را باعث بر تعین مسلک عادت و
الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعین بر آنست که در اقلیم ایشان آن مذهب شایع است
یا آبا و اجداد یا استادان و مشائخ همان مذهب داشتند واین راه لائق کسی ست که بجز کتب یک
مذهب آشنا نشده باشد و در طرق تفتیش و ادله خوض نکرده باشد و جمعی مناقب فقیهی جمع کنند و مجتبی
[illegible] چشم بصیرت ایشان را پوشیده
باشد و سلوک درین راه نیز آئین این لعبیت نبود پس بتضرع تمام و جمع همت متوجه شد
بحق سبحانه و طلب تعین مسلکے نمود و استخاره کرد پس بر کیفی فائض شد که بآن برکت مهتدی گشت
بتعین مسلکی در جهت یا مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک را بیان کنیم بعد از ان
سند خود در ماخذ ائمه اربعه از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمایم و بالله التوفیق۔
برین فقیر واضح ساختند که در هر مذهبی احکام سه قسم می باشند یکی ظاهر مذهب چنانکه در مذهب امام
ابی حنیفه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن الحسن ست و در مذهب امام شافعی آنچه در ام
و مختصر مزنی مسطور ست دیگر نوادر مذهب و آن روایات غیر معروفه که از صاحب مذهب او یافته شود
خارج از کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقائیات و هارونیات و امالی حسن بن زیاد
و غیر آن سوم تخریجات اصحاب وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان۔

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

در مذهب ابی حنیفه و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذهب شافعی و همچنین در دین محمدی
علی صاحبها الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثه و قسمت ظاهر دین و نوادر دین و تخریجات
علما و این تثلیث در هر فن از فنون فقه و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فهم کسی ست
که تفرقه کند در میان مراتب ثلثه در هر فن و هر مرتبه را حکم نهد پس ظاهر دین محمدی پنج مرتبه
دارد مرتبه اولی مدلول صریح قرآن که قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبه دوم مدلول صریح احادیث
مستفیضه که در صحیحین و کتاب ابی داؤد و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علماء متقدمین و متاخرین
بر آن رفته اند و دران باب تعارض ادله و تفاحش اختلاف روایات ظاهر نمیشود و مرتبه سیوم
حدیثی صحیح یا حسن که در اصول خمسه یافته شود و علما تصحیح آن کرده اند و جمعی از فقها آن را متمسک
خود ساخته باشند و اسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبه چهارم مسائلی
که صریح حدیث صحیح معروف بر آنها دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابه و تابعین بر آنها مجتمع
شده باشد خصوصا علماء مدینه بآن رفته باشند و در موطا که اشهر کتب فقهیه و اصح و مقبول ترین
[illegible] منجد شیٔ یا
با قوال اکثر اہل علم و مثل آن مرتبه پنجم مسائلی که در آنها نصی از صحابه و تابعین یافته نشد لیکن علماء
مجتهدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفه و احمد در آن تکلم کرده اند و تمسک بظواهر قویه کتاب و سنت
کرده اند یا اقیسه صحیحه قویه ظاهره بران اقامت کرده اند و بعد ازیشان جماعتهای بسیار بر وفق ایشان
رفته اند و تصحیح استنباط ایشان کرده پس این پنج مرتبه ظاهر دین محمدی ست و جاده قویه که ترک آن
ممنوع ست و تساهل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیها بالضعف یا مرویه در کتب
غیر مشهوره و یا آثار صحابه و تابعین که شاذ و غیر مشهور و غیر معمول باشد یا مذاهب فقها مدون نشده
یا کتب آن محفوظ نمانده و تخریجات دین محمدی آنست که علما احادیث از ظواهر قویه کتاب و سنت
استخراج کرده باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علماء فقه آنرا استنباط کرده اند و دران
باب اقوال ایشان مختلف آمد و ترجیح قولی بر قولی ظاهر نشد و وجوه و ماخذ دران باب مختلف ست

پس این مراتب آگاهانیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد از آن رائج ساختند که طریق تتبع
این جادهٔ قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد
و موطا روایةً و درایةً بخواند و کتاب شرح السنة را نیک بفهمد و باختلاف و اتفاق علما آگاه شود
و ما شک نداریم که هر که چنین کند فهمی و حدسی داشته باشد البته جادهٔ جلیه را متمیز میسازد از غیر
آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص است در جادهٔ جلیه پس آن رد و تخلف
از آن جائز نیست و اگر از تخریجات ست لازم نیست در آن تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه اختیار
کند اصح و اوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می‌کنند
و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی از آن جهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند
که اختلاف مسائل که امروز بنظر می‌آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبول است قطعاً مثل اختلاف
قرات و اختلاف صیغ ادعیه و اختلاف در ادای بعض سنن پس هر دو طرف اختلاف صواب ست قطعاً
یا اختلاف مقبول است ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جادهٔ جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را
وجهی [illegible] کند زیرا که از جاهای بسیار شارع
ما را تعلیم کرده است که ما ماموریم در غیر جادهٔ قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری
حاصل شود بذهاب اکثر علما بآن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد بهیچ وجهی توقف کند یا تقلید
فقه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی ست هر دو طریق را صحیح دارد
و بصحت هر دو فتوی دهد بهر دو مرة بعد اخری یا جمعاً عمل بکند و اگر اختلاف در قضایا باشد البته یکیرا
یعنی حکم مقدمات را
راه رود و تلون بگذارد که مورث تهمت ست پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بکند و الا
بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آن ست که
مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی
در آن باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و
مخالف قواعد مقرره مشهوره ست پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیار

اجمالاً و تفصیلاً واضح ساختند و موضوع بیان آنہا کتب اصول فقہ و کتب فقہ است و دریں جا اشکالی است
کہ اکثر اہل عصر را پریشان کردہ ست و آن آنست کہ اجتہاد دریں روزگار ممتنع ست و عالم غیر
مجتہد را تقلید مجتہد باید کرد در ہر قلیل و کثیر قدم از دائرہ اتباع او بیرون نباید برد پس چہ طعنہا
کہ اہل زمان نکردند و چہ سوء الظن کہ درمیان نیاوردند و بعد وضوح حق بطعن شان این التفات نباید
کرد فان حاولوا منی[+] الجحود او الردی فہذا محل لھم لستا بجحد و جاہلان در ہر زمانی
بر اہل علم طعن کردہ اند و لنا فیہم اسوۃ حسنۃ و شیخ جلال الدین سیوطی رح در
جواب طاعنان خود رسالہ نوشتہ مسماۃ **بالرد علی من اخلد الی الارض و جہل**
ان الاجتہاد فی کل عصر فرض و آنرا بخوبترین صورتی ادا کردہ مناسب چنان می نماید
کہ دریں رسالہ نکتہ چند از ان کتاب نقل کنیم مزنی در مختصر خود گفتہ اختصرت[++] ہذا
من علم الشافعی و من معنی قولہ لاقربہ علی من ارادہ مع اعلامیہ نہیہ عن تقلیدہ و تقلید غیرہ
لینظر فیہ لدینہ و یحتاط لنفسہ و بغوی در تہذیب و امام الحرمین در نہایہ و
رافعی در شرح وجیز و عز الدین ابن عبد السلام در غایہ و نووی در
شرح مہذب و ابو عمرو بن الصلاح در کتاب ادب الفتیا و بدر الدین
زرکشی در کتاب بحر تصریح کردہ اند کہ علم دو قسمست فرض علی الاعیان و فرض علی سبیل
الکفایہ و فرض کفایہ آنست کہ برتبہ اجتہاد برسد و از عداد مقلدین برآید پس اگر در ہر ناحیہ یکی یا
دو باین معنے قائم شوند فرض ساقط شود والا ہمہ عاصی شوند علماء مذکورین و غیر ایشان از فرق
اربعہ گفتہ اند کہ در خلیفہ اعظم و در وزیری کہ نائب مطلق باشد و در قاضی و مفتی و نائب مطلق
قاضی وجود اجتہاد شرط ست و حنابلہ باسرہم رفتہ اند کہ جائز نیست خلو زمان لقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم[#] لا یزال الطائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ و زرکشی

+ کہ اگر وہ مجھ سے منکر ہو جانا یا حق سے گر جانا چاہتے ہیں تو یہ میرا خون انکو حلال ہے میں منکر نہ ہونگا
++ اس عبارت کے معنے عنقریب بصفحہ ۱۰۲ جلد ۲ مفصل بتشریح بیان ہونگے
# میری امت سے ایک جماعت حق پر غالب رہیگی یہانتک کہ خدا کا حکم یعنے قیامت آوے

گفته است که این قول مخصوص بحنابله نیست بلکه جماعة از اصحاب یعنی شافعیه بدان تصریح کرده اند
از انجمله استاد ابو اسحق و زبیدی و گفته است ابن دقیق العید هذا هو المختار و ابن
عرفه از علماء مالکیه گفته قال شیخنا ابن عبد السلام یعنی احد ائمة المالکیة لا یخلو
الزمان عن مجتهد و امام الحرمین گفته که اختلاف کرده اند اولین در آنکه در عصری از اعصار
عدد مجتهدین از مبلغ تواتر کم میشود یا نه جمعی منع کرده و جمعی جائز داشته سیوطی گفته که منشاء غلط
عوام در قول ایشان نفی مجتهد مطلق آنست که مجتهد مستقل و مجتهد مطلق را بیک معنی داشته اند و آن
سهو ست بلکه مجتهد مستقل خاص ست و مجتهد مطلق عام نفی خاص نفی عام نمی کند نووی
در شرح مهذب گفته است که مفتیان دو قسم اند مستقل و غیر مستقل شرط مستقل آنست که معرفت
احکام شرعیه پیدا کند از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و مقید بمذهبی نباشد یعنی منتسب نباشد بمذهبی
و از زمان طویل مفتی مستقل مفقود شده است و فتوی الحال مستند شده است بمنتسبین و غیر
مستقل که مفتی منتسب ست چهار حالت دارد یکی آنکه مقلد امام خود نباشد نه در مذهب یعنی فروع و نه
در اصول [illegible] امام [illegible] استاد ابو اسحاق گفته است که این
صفت اصحاب ما بود یعنی کبار ائمه شافعیه و اصحاب مالک و ابی حنیفه میگویند که ما بمذهب ائمه خویش
منتسبیم بجهت تقلید ایشان و صحیح آنست که اصحاب ما میگویند که اتباع شافعی کردیم بجهت آنکه طریق
او را در اجتهاد و قیاس اسد طرق یافتیم و اقوال و را ارجح اقوال یافتیم دیگر آنکه مجتهد مقید
بمذهب امام خود باشد لیکن عالم ست بفقه و اصول فقه و ادلهٔ احکام تفصیلاً بصیرت بمسالک اقیسه
تام الارتیاض در تخریج و استنباط قائم بالحاق آنچه منصوص امام نیست باصول امام لیکن تجاوز
نمیکند از ادله و اصول امام خود بسبب اخلال بمعرفت احادیث و علم عربیه و این حال اصحاب وجوه است
از شافعیه و ظاهر کلام اصحاب آنست که بمثل این شخص فرض کفایه ادا نمیشود و ابن صلاح
گفته است ادا میشود فرض کفایه بمثل این شخص در فتوی هر چند نمی شود در احیاء علومی که استمداد فتوی
از آنست سوم آنکه حافظ مذهب باشد عارف بادلهٔ آن قائم بتقریر و تحریر دلائل و مسائل ترجیح بعض

وجوه و تزییف بعض آن میکند لیکن قوت استنباط و استخراج ندارد بسبب قصور طبع و قلت ارتیاض
چهارم آنکه حافظ مذهب باشد و قادر بر نقل و فهم آن در واضحات و مشکلات لیکن ضعف دارد
در تقریر ادله و تحریر اقیسه بر نقل این شخص اعتماد باید کرد در آنچه از منصوصات مذهب نقل میکند
و آنچه منقول نیست از دو حالت بیرون نباشد اگر معنی او در منقول می یابد بوجهی که ظاهر گردد بغیر
تکلف فکر می شناسد که فرق نیست در صورتین یا اندراج او تحت ضابطه کلیه بی تکلف می شناسد
میرسد او را الحاق غیر منصوص بمنصوص و اگر این قسم نیست واجب است امساک او از فتوی (یعنی منقوله و غیر منقوله ها)
انتهی کلام النووی مع تنقیح و تهذیب - فقیر گوید الحق استدلال در رفقه بآن معنی که در
ادوات اجتهاد استعانت بکسی نکند در حدیث بمعنی تصحیح و تضعیف کسی اعتماد نکند و در غریب
لغت بکتب لغت رجوع نماید و در فرش مسائل و ارجاع آن بدلائل تکیه بکسی ندارد و بایں ایهام
اشاره کرده است نووی در قول خود که مجتهد منتسب سلوک طریق امام خود میکند در اجتهاد
والله اعلم درین عصر بلکه از زمان بسیار مفقود شده است و مجتهد مطلق منتسب آنست که اعتماد بر کسی
نداشته باشد در ادوات مستقلات [illegible] لا بد مثل این شخص اکثر اقوال او موافق [illegible] تبع خواهد بود
و مخالفات او از موافقات کم خواهد بود و اجماع علماء اصول است که هیچ زمان از مثل این
شخص خالی نخواهد شد یا خالی نباید که باشد تا قرب قیامت و مقاله مشهوره لا بد من حجة یقوم
به التکلیف اشاره بهمانست کما اشار الیه السیوطی بعد از ان سیوطی نقل کرده اسماء قومی که در ذم
تقلید و حث بر اجتهاد رسائل نوشته اند و از شافعی در کتاب الرساله و از ابو طالب
مکی در قوت القلوب و ابن عبد البر در کتاب العلم و قاضی عبد الوهاب در
کتاب مقدمات این معنی نقل کرده و تصریحات ایشان بالفاظها وارد نموده و استدلال کرده
اند ایشان درینباب بآیات قرآن که در اتباع سادات و رؤسا وارد شده و تمسک نموده اند
بوجوه عقلیه مستقیمه و گفته اند فرق هست در اتباع و تقلید پس اتباع موافقت با کسی است بعد
معرفت صحت قول او و تقلید آن است که بقول او بگوید و وجه او نشناسد و تقلید رخصت نیست

درحق عوام کہ ادوات اجتہاد و اشتغال بعلوم ندارند و مذموم ست درحق کسی کہ ادوات اجتہاد جمع کردہ باشند و از ابن حزم کلام شبیع در رسائل متعددہ ذکر کردہ است من ذلک قولہ فی رسالۃ لہ قد حدا الکتاب و السنۃ وحضا علی النظر و الاجتہاد و ترک التقلید و وجدنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولھم عن آخرھم لیس منھم احد اتی الی من ھو فوقہ فی القرب السابقۃ و العلم فاخذ قولہ کلہ فیقلدہ فی دینہ بل رأیت کل امرئ منھم یجتہد لنفسہ ثم بحثنا عن عصر التابعین فوجدناھم علی تلک الطریقۃ لیس منھم احد اتی الی تابعی اکبر منہ او الی صاحب فیقلد قولہ کلہ وکذلک اتباع التابعین لیس منھم احد اتی الی تابعی او صاحب او فقیہ من اھل العصر اکبر منہ فاخذ قولہ کلہ ولم یخالفہ فی شئ منہ ولا امر بذلک عامیا منھم ولا خاصیا وھذہ القرون الممدوحۃ الثلاثۃ تعلمنا یقیناً انہ لو کان اخذ قول عالم واحد باسرہ فیہ شئ من الخیر و الصواب ما سبقھم الیہ من حدث من القرون المذمومۃ ولو کان

ترجمہ عبارت مندرجہ بالا

از انجملہ ابن حزم کا یہہ قول ہے جو اسنے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ قرآن و حدیث نے اجتہاد و ترک تقلید کی رغبت دلائی ہو - اور سب کے سب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمنے اسی پر پایا ہے - انمین ایسا کوئی بہی نہین ہوا جسنے اپنے سے علم مین سبقت اسلام مین قرب مین بالاتر کی سبہی باتون مین تقلید کی ہو بلکہ ہمنے انہین سے ہر ایک کو ایسا پایا کہ اسنے اپنے آپ اجتہاد کیا - پہر ہمنے تابعیون کے زمانہ کو ٹٹولا تو انکو بہی اسی طریق پر پایا انمین بہی کوئی ایسا نہ تہا کہ اپنے سے بڑے تابعی یا صحابی کی ہر بات مین تقلید کرتا ہو - ایسا ہی تبع تابعین کا حال ہے انمین بہی کوئی ایسا نہ تھا کہ کسی تابعی یا صحابی یا اپنے زمانہ کے بڑے فقیہ کی ہر بات مین تقلید کرتا ہو اور کسی بات مین اسکا خلاف نکرتا ہو - یا اس تقلید کا کسی عامی یا خاص شخص کو حکم دیتا ہو - یہہ تینون زمانہ (جنکی حدیث مین تعریف آچکی ہے) ہمکو یقیناً بتاتے ہین کہ اگر ایک عالم کی سبہی باتین مان لینے مین خیر ہوتی تو پچہلے زمانون (جنکی برائی حدیث مین آچکی ہے) کے لوگ اس خیر مین پہلون سے سبقت نہ لیجاتے

یہ تیسرا زمانہ تبع تابعین جسمین مجتہدین موجود تہے - (جیسے ابن جریج و

فضيلة ما سبقهم اليها وهذا العصر الثالث هو الذي كان فيه المجتهدون

وهم ابن جريج وسفيان ابن عيينة بمكة وابن ابي ذئب ومحمد بن اسحق وعبيد الله بن

عمر واسمعيل بن أمية ومالك بن انس وسليمان بن بلال وعبد العزيز ابن ابي سلمة

وعبد العزيز الماوردي وابراهيم ابن سعد بالمدينة وسعيد ابن ابي عروبة وحماد

بن سلمة وحماد بن زيد وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن يحيي وجرير بن

حازم وهشام الدستوائي وزكريا بن ابي زائدة وحبيب بن الشهيد وسواء عبد الله بن

وعبد الله بن الحسن وعثمان بن سليمان بالبصرة وهشام بن بشير بواسط وسفيان

الثوري وابن ابي ليلى وابن شبرمة والحسن بن يحيي وشريك وابو حنيفة و

زهير بن معاوية وجرير بن عبد الحميد ومحمد بن حازم بالكوفة والاوزاعي وسعيد

بن عبد العزيز والزبيدي والقاضي حمزة بن يحيي وشعيب بن ابي حمزة بالشام

والليث بن سعد وعقيل بن خالد بمصر كلهم على الطريقة التي ذكرت ما منهم

احد اخذ بقول امام [illegible] فقبله كله [illegible] لم يرد منه شيئا [illegible] وجدت

بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في ذلك نحو يحيي بن سعيد القطان

وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووكيع

ويحيي بن آدم وحميد بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم

والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيي بن زكريا بن ابي زائدة

وابو داؤد الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن ابي جعفر ويحيي بن يحيي النيسابوري

ويزيد بن هارون ويزيد بن زريع واسمعيل بن علية وعبد الوارث بن سعيد

سفیان بن عیینہ مکہ مین اور فلان فلان (۴۲) علما مدینہ وبصرہ و واسطہ وکوفہ وشام
ومصر مین) تہہ سب کے سب اسی طریق پر تہے جو ہمنے بیان کیا ہے - انمین کوئی
ایسا نہ تھا جسنے ہیہون سے کسی ایک امام کے سبہی قول مان لیئے ہون کسی ایک کو
رد کیا ہو انکے بعد ہمنے اُن لوگون کو پایا جنہونے اُنکا طریق اختیار کیا تھا -
جیسے یحییٰ بن سعید وغیرہ (۳۸ علما) انمین سے بہی کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے

وابنه عبد الصمد ووهب بن جرير وزاهر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمرو وابي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر بن شميل ومسلم بن
ابرهيم والحجاج بن منهال وابي عامر العقدي وعبد الوهاب الثقفي والمقري
ووهب بن خالد وعبد الله بن نمير وغيرهم ما من هؤلاء احد قلد اماما كان
قبله ثم تلاهم على مثل ذلك احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وابو ثور و
ابو عبيد وابو خيثمة وابو ايوب الهاشمي واسحق الفزاري ومخلد بن الحسين و
محمد بن يحيى الذهلي وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وسعيد بن منصور و
قتيبة ومسدد والفضل بن دكين ومحمد بن المثنى وبندار ومحمد بن عبد الله بن
نمير ومحمد بن العلاء والحسن بن محمد الزعفراني وسليمان بن حرب وعارم وغيرهم
ليس منهم احد قلد رجلا وشاهدوا من قبلهم وراوهم فلم يروا انفسهم في سعة
ان يقلد واحدا منهم ثم اتى بعد هؤلاء البخاري ومسلم وابو داود و
النسائي ومحمد بن سنجر ويعقوب بن شيبة وداود بن علي ومحمد بن نصر المروزي
وابن المنذر ومحمد بن جرير الطبري ومحمد وبقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام
الخشني وغيرهم ما منهم احد اتى الى امام قبله فاخذ قوله كله فقلده بل
كل هؤلاء نهى عن ذلك وانكره ولم اجد احدا يوصف بالعلم قديما وحديثا يستجيز التقليد

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش پر امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۲۱ علما) ہوئے۔ انمیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو۔ انہوں نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور انکو دیکھا پھر انکے دلوں نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمیں بھی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سبنے اس تقلید سے منع کیا ہے اور اسپر
انکار متوجہ فرمایا ہے۔ ہمنے قدیم و جدید زمانہ مین کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو۔

یہ چار ورق حنفیہ مطبع مفید عام لاہور مین چھپے۔

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ سنہ ۹۶ نومبر سنہ ۷۹

استشہاد

بمہر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئنہ ہے

نمبر ۹ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین **جو مضمون** شایع ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱۰ ا سے ۴۰ تک
(منجملہ احکام سنت متعلقہ امور معاشرت مندرجہ اشاعۃ السنۃ) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت م
بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست کا مقابلہ کرے تو اسکی مدد کرنی بھی انپر حرام ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و سنن
سے (جنسے امن و امان دیگر غدر کا حرام ہونا اور صرف [illegible] جتنا کر ایک جگہ مین رہنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پا
جانا اگو زبان کوئی عہد بیان نہو ثابت ہوتا ہے) استدلال بھی موجود ہے **وہ مضمون** ہمارے رسالہ اقتصاد ف
مسائل الجہاد کا اصل اصول و رکن رکین ہے [illegible] اس ضمیمہ کے عامہ ناظرین سے استشہاد
ہوں اور اسبات کا خواستگار ہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرما
بلکہ اور دس بیس سو دو سو اہل اسلام سے جو انکے قرب و جوار مین رہتے ہون اور اس مضمون کو پسند کرتے ہون
دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس واپس بھیجین۔ اور جو صاحب اصل مسئلہ مین یا ہمارے بیان و استدلال کی صحت مین
کچھ شک و اختلاف رکھتے ہون وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کرین۔ ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسل
کرینگے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیلا۔ وکفی
باللہ شہیدا **اس استشہاد** کو مین نے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئنہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتص
فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف ٹھہرایا ہے۔ اس رسالہ کو مین نے شروع سنہ ۷۶ مین تالیف کیا اور بہت سا وقت اور رو
خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکابر علماء ہندوستان کا اس رسالہ کے مضامین سے توافق رای حاصل کیا
پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو اسوقت تک اس خوف سے شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلا
مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے واقف نہیں اس مسئلہ کو نیا سمجھکر وحشت مین نہ پڑین اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ نہو
[illegible] مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے مدنظر تھا (یعنے اصلاح خیال عوام) حاصل نہو۔ جب ماہ ستمبر سنہ [illegible] مین وہ مضمو

بلکہ بہت لوگون نے اسکو پسند کیا اور اس رسالہ کا مشتہر ہونا چاہا۔ اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ رسالہ (اقتصاد) باعث وحشت عامہ مسلمانان نہوگا **اس یقین** کی زیادہ کرنیکو مینے یہ اشتہار شائع کیا ہے جس سے اور بہت مسلمانان کا توافق رائے میرا مدعا ہے۔ پس جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین علماء ہون خواہ عوام جو اسکو خود پڑھ سکتے ہین یا دوسرے سے سنکر سمجھ سکتے ہین۔ وہ اپنے توافق رائے سے بذریعہ اپنی مہر یا دستخط کے مجھے اطلاع دین۔ اور اس شاہد دلربا (روحانی و ایمانی) کو جو نا آشناؤن کے خوف سے عرصہ چار سال سے حجاب مین چھپا ہوا ہے مشتاقون کی انجمن مین جلوہ گر ہونے کی اجازت دین۔ اور جنکو ہنوز اس سے نا آشنائی ہے وہ بحکم المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خط و کتابت اپنی شکوک کے حجاب اُٹھا کر اس سے آشنائی پیدا کرین۔ شاید وہ رسالہ جسمین وہ مضمون شائع ہوا ہے کسی صاحب کے نظر سے نگذرا ہو۔ اسلئے اسکو اس اشتہار مین بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ اور ناظرین کو اسپر رائے لگانے کا موقع دیا جاتا ہے

وھو ھذا

۱۰۱۔ اپنے عہد و امان کو ملحوظ رکھو۔ اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے تعرض نکرو۔ بلکہ اگر کوئی اُن سے لڑے تو اسکو مارو اور اُس [illegible] کافر و نکو مدد دو (بخاری صہ ۴۲۹ جلد ۲)

۱۰۲۔ تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابو داؤد) صہ ۲۳ و ۲۴ [illegible] بلکہ خلعت دیکر رخصت کرو (بخاری) صہ ۴۲۹

۱۰۴۔ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہو فقط ایک جگہہ باہم رہتے ہو یا ایک راستہ ملکر چلنیکا اتفاق ہو اور ایک دوسرے کیطرف سے امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے۔ اور ایسے عہد والے کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے۔ صحیح بخاری صہ ۳۷۹ سنن ابو داؤد وصہ ۲۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا۔ اے غادر۔ کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر چلا۔ راستہ مین انکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آ کر مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا و لیکن اس مال سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے۔ ابو داؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکی وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ یا امیر مصر کا نام ہے) کے پاس گیا۔ مقوقس نے ان لوگونکی خاطر کی اور مغیرہ کی نکی مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو شراب پلا کر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے۔ تب عروہ بن مسعود نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی تھامی۔ اور آنحضرت نے

غو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر (کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** (جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کر چکے ہین) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت وبغاوت کو ان لوگونکے حق مین جو اُسکے ظل حمایت مین باامن وامان آباد ہین اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد ہین حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفونکو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین۔ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ اسبات کا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مدنظر نہین رکھتا۔

میرے احباب و آشناسب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہین ہے۔ نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ تمسیکا صحبتی۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اُٹھائی۔ اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکھی۔ بااینہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے وخیرخواہی وبرارت مسلمان بھائیون کے اور کچھ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے لوگ جو چاہین سمجھین۔ اور میری ان باتونکو جس غرض پر چاہین محمول کرین۔

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ - ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶)

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

ضمیمۂ اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم　　　　جلد سوم

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل و بیان شرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	؎
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معززان گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	سے
۳ عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عہ ۸ر
۴ [illegible] قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۲ ار
۵ لا قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ کی آمدنی [illegible] قیمت نہیں [illegible] اور اشاعت [illegible] کرین	دعا

۱ یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنۃ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے جدا چندہ ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت ہوگا نہ رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلیے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے سے پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ ضمیمہ واپس کرین +

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے تام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈالخانہ مناسب ہے +

راقم ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ مسجد سید مٹھا

مطبع مفید عام لاہور مین چھاپا

اور قضاۃ وغیرہ عہدہ ہائے ریاست سے اجتناب و گوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہی کیونکہ اتباع سنت انسے جدا نہ ہوتا تھا اور نہ غیر اقوام کا طریق انمین معمول ہوا تھا - وہ سلف صالحین کی چال پر تھی اور ایک دوسرے کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام لوگ ہلکا سمجھتے استعمال مین لاتے یعنے پیشون یا قبیلون یا بستیون یا محلون کی طرف منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی) جصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز) قدوری (ہنڈیا بیچنے والے یا قدور کے رہنے والہ) بلجی (برف بیچنے والہ یا ملج بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحیہ کا رہنے والہ) صیمری (موضع صیمر کا رہنے والہ) وعلی ہذا القیاس متاخرین کا وقت آیا تو اونہون نے اون ایمہ کے نام لینے مین ان ہی کے طریق پر اکتفا کیا اور انسے روایت نقل کرنے کے وقت ان القاب سے کچھ نہ بڑھایا ولیکن اہل خراسان خصوصاً ماوراء النہر کے ساکنین کو پچھلے امرہج

ح السلف
صاف
بلہ والاو
فع و تنو یہ
و تصلبا
غالب
عن
الاعمال
تباع ماہ ہات
ھم
ھم مکانوا
الاکتفاء
با سماء
العامۃ
ن الانتساب
بلۃ اوالقریۃ
الخصاف،
ی والثلجی
المصیمرہے
د علی منہاجہم
ھم الذیادۃ
نہم واما الخاب

ضمیمہ مطبع امدادین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

اس ضمیمہ کے اجراء کو دو سال ہو لیئے اب تیسرا سال شروع ہے جسکا یہہ پہلا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و
خریداران جو علم دین سے چنداں آشنا نہیں اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کرکے تعجب سے
کہتے ہونگے کہ دو سال میں اسمیں ایسا مسئلہ کوئی نہیں آیا جسمیں مذہب محدثین کا بیان ہو - مگر جو اہل علم ہیں
وہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھہ اسمیں دو سال میں بیان ہوا ہے وہ مذہب محدثین کا اصل اصول ہے - کیونکہ مذہب
محدثین عمل بالحدیث کا نام ہے اور یہہ ضمیمہ دو سال سے اسی کا امکان و ضرورت کو ثابت کر رہا ہے -
اس ملک میں ابتداء زمانہ دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہیں وہ کسی نہ کسی
مذہب (اکثر حنفی کے کم کم شافعی) کے پابند و مقلد تھے اس ملک میں جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے
وہ انہی میں سے تھا - لہذا انکو عمل بالحدیث پر یہہ سوالات و اشکالات (جو اس عمل بالحدیث سے انکو بحیثیت مانع
و مزاحم ہیں) وارد ہوتے ہیں (۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہو گیا ہے
[illegible] اس زمانہ میں جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا مدعی رسالت
بنا - (۲) عمل بالحدیث سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علماء نے تعزیر کا حکم لگا رکھا ہے (۳)
عمل بالحدیث مشکل ہے - آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھہ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف
وغیرہ کو پہچانے وعلی ھذا القیاس - یہہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے دیتا ہے جسمیں سے
اکثر حصہ کو تو وہ طے کر چکا ہے - اگر اس طرز سے اسکے جوابات پوری ہو گئے تو عمل بالحدیث کے لیئے اس ملک میں ایک
شاہراہ نکل آویگا جسپر عاملین بالحدیث کا قافلہ بے روک و ٹوک چل سکیگا - یہہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام
کر رہا ہے جو لشکر کے رستہ کی چٹیائی کے لیئے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہو گئی تو پھر اصل منزل مقصود
کو پہنچنا کیا مشکل ہے - ناظرین صبر فرماویں اور اسکی طوالت مضامین و درازی زمانہ سے اضطراب کو کام نہ لاویں
اور اگر اصل منزل مقصود کو جلد پہنچنا چاہتے ہیں تو ہمتوں کو بڑہاویں فلوس زیادہ کر کے اس ضمیمہ کا حجم چار
ورق سے زیادہ کرادیں - یہ نہو سکے تو اس امر کی اجازت دیں کہ کسی قدر حجم اصل رسالہ اشاعۃ السنۃ سے اس ضمیمہ میں
ملادیں جس امر پر بہم اتفاق اکثر ناظرین و خریداران ہونگے اسکو عمل میں لاویںگے - وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین ناظرین

...ال ہو لیئے آب تیسرا سال شروع ہے جسکا یہہ پہلا پرچہ ہے - اکثر ناظرین و
...دان آشنا نہین اس ضمیمہ کا نام اور اسکے مسائل کو باہم مقابل کرکے تعجب سے
...ین ایسا مسئلہ کوئی نہین آیا جسمین مذہب محدثین کا بیان ہو - مگر جو اہل علم مین
...ہ اسمین دو سال مین بیان ہوا ہے وہ مذہب محدثین کا اصل اصول ہے - کیونکہ مذہب
...ہم اور یہہ ضمیمہ دو سال سے اسی کا امکان و ضرورت کو ثابت کر رہا ہے -
...دخول اسلام سے آجتک جسقدر اہل اسلام ہوئے ہین وہ کسی نہ کسی
...ی) کے پابند و مقلد تھے اس ملک مین جس کسی نے عمل بالحدیث اختیار کیا ہے
...یدا انکی عمل بالحدیث پر یہہ سوالات و اشکالات (جو اس عمل بالحدیث سے انکو سخت مانع
...ی (۱) عمل بالحدیث اجتہاد ہے اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر ایسا ختم ہوا ہے
...اللہ علیہ وسلم پر رسالت آس زمانہ مین جسنے دعوی اجتہاد کیا وہ گویا مدعی رسالت
...سے انتقال مذہب لازم آتا ہے جسپر علما نے تعزیر کا حکم لگا رکھا ہے (۳)
...آج کون ایسا ہے جو حدیث کے معنے سمجھہ سکے یا ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف
...القیا - یہہ ضمیمہ دو سال سے جوابات ان سوالات و اشکالات کے درپے ہے جنمین سے
...ے اگر اس طرز سے اسکے جوابات پوری ہوگئی تو عمل بالحدیث کے لیئے اس ملک مین ایک
...ین بالحدیث کا قافلہ بے روک و ٹوک چل سکیگا - یہہ ضمیمہ ابتک اس سفر مینا پلٹن کا کام
...ہائی کے لیئے سڑک صاف کیا کرتی ہے - جب سڑک تیار ہوگئی تو پھر اصل منزل مقصود
...ین ہطلبا فرماوین اور اسکی طوالت مضامین درازی زمانہ سے اضطراب کو کام نہ لاوین
...ہ کو جلد پہنچنا چاہتے ہین تو ہمتون کو بڑہاوین فلوس زیادہ کرکر اس ضمیمہ کا حجم چار
...یہ نہ ہوسکے تو اس امر کی اجازت دین کہ کسی قدر حجم اصل رسالہ اشاعۃ السنۃ سے اس ضمیمہ مین
...ق اکثر ناظرین خریداران و پنگے اسکو عمل مین لاوینگے - وباللہ التوفیق

(یہہ جزو دوم مقدمہ میں جس کا ... جواب ہے)

ولا یامر به وکذلک ابن وهب واشهب وابن الماجشون والمغیرة بن ابی حازم و مطرف بن کنانہ لم یقلدوا شیخهم مالکا فی کل ما قال بل خالفوه فی مواضع و اختاروا غیر قوله وکذلک الامر فی زفر وابی یوسف ومحمد بن الحسن والحسن بن زیاد وبکار بن قتیبة والطحاوی وکذلک القول فی المزنی وابی عبید الله بن جربویه وابن خزیمة وابن شریح فان کلا منهم خالف امامه فی اشیاء واختار فیها غیره ومن اخر من ادرکنا علی ذلک شیخنا ابو عمر الطمیلی فما کان یقلد احدا والآن محمد بن عوف لا یقلد احدا وقال بقول الشافعی فی بعض المسائل وذهب الی قول الشافعی فی بعض المسائل کثیر من سلف وخلف لو ذکرتهم لطال الخطب بذکرهم ثم انشد لنفسه قصیدة فی الاجتهاد وقال فی اخرها ؎

واهرب عن التقلید فهو ضلالة ✤ ان المقلد فی سبیل هالک

ایسا ہی (مالکیہ علما) ابن وہب و اشہب و ابن الماجشون و مغیرہ بن ابی حازم و مطرف اپنے استاذ مالک کے ہر بات میں مقلد نہ تھے بلکہ بہت جگہہ اسکے مخالف ہوئے ہین اور قول غیر کو اختیار کیئے ہین - یہی حال امام زفر و امام ابو یوسف و امام محمد و حسن بن زیاد و بکار و طحاوی کا ہے - اور یہی حال مزنی و ابو عبید اللہ و ابن خزیمہ و ابن شریح کا ہے - انمین سے ہر ایک نے اپنے امام سے کچھہ نہ کچھہ خلاف کیا اور اقوال غیر کو پسند کیا ہے - اخیر مین جنکو ہمنے اس امر پر پایا ہے - ہمارے استاد ابو عمر تھے جو کسی کی تقلید نکرتے اور اب اس زمانہ مین محمد بن عوف ہین جو کسی کے مقلد نہین ہین امام شافعی کے بعض اقوال کو مانتے ہین - جیسے بعض اقوال امام شافعی کو بہت لوگون نے پہلے اور پچھلے علما سے مان لیا ہے - اگر ہم ان سب کا ذکر کرین تو بات بڑہ جاوے پھر ابن حزم نے اپنا قصیدہ جو اجتہاد مین تالیف کیا ہے اس رسالہ مین بیان کیا ہے جسکے اخیر شعر کا یہہ مطلب ہے - تقلید سے بہاگ کیونکہ وہ گمراہی ہے - اور مقلد ہلاکت کی راہ مین ہے -

مترجم کہتا ہے - حافظ امام ابن حزم نے ہر قسم کی تقلید کو گمراہی اور مرا‌ک

مقلد کو ہلاکت کی راہ مین نہین کہا - بلکہ خاص اسی تقلید کو (جو نصوص صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ کے مقابلہ مین ہو) گمراہی - اور اس مقلد کو (جو اپنے امام کے قول کو صریح مخالف حدیث صحیح غیر منسوخ یقیناً جانکر بہی ہٹ دہرمی و ضد سے قول امام کو نہ چھوڑے اور حدیث پر عمل نکرے) ہلاکت مین پڑنے والا کہا ہے - چنانچہ حافظ **ابن حزم** کا اس کلام مین جابجا ہر بات مین مقلد ہو رہنے کو بُرا کہنا اس مراد کو متعین کرتا ہے - اور حضرت **شاہ ولی اللہ صاحب** (جو اس شعر ابن حزم کے ناقل ہین) بھی کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے صفحہ ۱۵۶ اور رسالہ **عقد الجید** مین کلام ابن حزم کی یہی مراد بیان کی ہے اور ایسے ضدی اور ہٹ دہرمی کرنیوالے مقلد کو تو کوئی بہی منصف (خود محقق یا مجتہد ہو خواہ کسی مذہب خاص کا مقلد) اچہا نہین سمجہتا - دیکہو ہمارے زمانہ کے محقق مذہب حنفی (مولوی **عبد الحی صاحب** لکھنوی جنکا حنفی المذہب ہونا مسلم روزگار ہے) بہی ایسے مقلد کو بُرا سمجھتے ہین - چنانچہ عبارت منقولہ [illegible] متعصب بنا چلے ہین اور فوائد بہیہ [illegible] الحنفیہ صفحہ ۲۹ [illegible] مین امام عصام بن یوسف شاگرد امام ابو یوسف کے نماز مین رفع یدین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے

ویعلم ایضاً ان الحنفی لو ترک فی مسئلۃ مذھب امامہ لقوۃ دلیل خلافہ لا یخرج بہ عن ربقۃ التقلید بل ھو عین التقلید فی صورۃ ترک التقلید الا ترے الی ان عصام بن یوسف ترک مذھب ابی حنیفۃ فی عدم الرفع ومع ذلک ھو معدود فی الحنفیۃ ویؤیدہ ما حکاہ صاحب الفتاوی المعتمدۃ

معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چہوڑ دے تو وہ اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - بلکہ اس ترک مذہب مین (جسمین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے) عین تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا مین ارشاد امام ہے) دیکہو امام عصام بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہ کا مذہب چہوڑ دیا اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار

...ہین کہا - بلکہ خاص اسی تقلید کو (جو نصوص صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ
... - اور اس مقلد کو (جو اپنے امام کے قول کو صریح مخالف حدیث
...بھی ہٹ دہرمی و ضد سے قول امام کو نچھوڑے اور حدیث پر
...نے والا کہا ہے - چنانچہ حافظ **ابن حزم** کا اس کلام مین
...ر ہنے کو برا کہنا اس مراد کو متعین کرتا ہے - اور حضرت شاہ
... (جو اس شعر ابن حزم کے ناقل ہین) بھی کتاب **حجۃ اللہ**
...الہ **عقد الجید** مین کلام ابن حزم کی یہی مراد بیان کی ہے
... دہرمی کرنیوالے مقلد کو تو کوئی بھی منصف (خود محقق یا مجتہد ہو
...مقلد) اچھا نہین سمجھتا - دیکھو ہمارے زمانہ کے محقق مذہب حنفی
...حب لکھنوی جنکا حنفی المذہب ہونا مسلم روزگار ہے) بھی ایسے
...نچہ عبارت منقولہ صدر مین ... ر ... متعصب بنا چکے ہین اور
...**النسم الحنفیہ** کے صفحہ ۷۹ مین امام عصام بن یوسف ...
...ع یدین کرنے کی روایت نقل کرکے فرماتے ہین - کہ اس روایت سے

...و ترک فی ...ہ لقوۃ دلیل ...ربقۃ التقلید ...فی صورۃ ترک ...عصام بن یوسف ...فۃ فی علم الفرع ...ۃ الحنفیۃ ...الفتاوی المعتمدۃ	معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ مین اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی تقلید سے خارج نہین ہوتا - بلکہ اس ترک مذہب مین (جسمین دلیل قوی پر عمل کیا جاوے) عین تقلید مذہب پائی جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا عین ارشاد امام ہے) دیکھو امام عصام بن یوسف نے مسئلہ رفع یدین مین امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار

من اصحابنا من تقلید ابی یوسف یوماً للشافعی فی طہارۃ القلتین و الی اللہ المشتکی من جہلۃ زماننا حیث یطعنون علی من ترک تقلید امامہ فی مسئلۃ واحدۃ لقوۃ دلیلہا ویخرجونہ عن مقلدیہ ولا عجب منہم فانہم من العوام انما العجب ممن یتشبہ بالعلماء ویمشی مشیہم کالانعام (فوائد بہیہ)	ہوتے ہین - اسی کا مؤید ہے - ہمارے معتبر فتاوون والون نے نقل کیا ہے - کہ امام ابو یوسف نے ایک دن مسئلہ طہارت قلتین مین امام شافعی کے قول پر عمل کر لیا تھا - پس ہمارا گلہ (یا فریاد) اپنے زمانہ کے جاہلون کیطرف سے خدا کی جناب مین ہے - کیونکہ وہ اس شخص کو جو بلحاظ قوت دلیل کسی مسئلہ مین اپنے امام کی تقلید ترک کرے طعنے کرتے ہین اور اسکو اسکے مقلدون سے نکال دیتے ہین - انکے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہین تعجب تو اُن لوگون سے آتا ہے جو علما

بن بیٹھے ہین اور جانورون کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہین -

ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑھکر خیال فرماوین کہ یہہ کیسے سخت الفاظ ہین
اور [illegible] متعصب [illegible] مقلدون [illegible] ہین - ؟

ایسے ضدی اور متعصب مقلد کے حق مین اگر ابن حزم یا کسی اور اہلحدیث نے کچھہ کہدیا تو کیا
بُرا کہا -

یہان سے ناظرین اخبار **مشیر قیصر** لکھنو مطبوعہ ۲۷ فروری ۸۳ء و اخبار **مظہر العجائب**
مدراس مطبوعہ ۱۵ - مارچ ۸۳ء و **ارمغان دہلی** وغیرہ وغیرہ جنمین ایک مضمون بعنوان
مقلدین پر چوٹ چھپا ہے جنکا حاصل یہہ ہے کہ نواب والا جاہ امیر ریاست بھوپال مولوی
سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر نے ایک غزل مین مقلدین کی توہین مین شعر
ذیل لکھا ہے ؏ **مقلد نا خرابہ بادہ آرا پرستی شد ہ بکوی آشنایان سخن بیگانہ می آید** - نواب صاحب ممدوح کی جانب سے اپنی سوء ظنی کو ہٹا دین اور یقین
فرماوین کہ جناب ممدوح نے عام مقلدین کی نسبت یہہ شعر نہین کہا صرف انہی متعصبون اور

ہٹ دہرمی کی نسبت کہا ہے جنکے حق مین مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے اعیان وارکان سے ہین) وہ الفاظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین" جناب ممدوح غیر متعصب مقلدون کو برا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم و تکریم سے انکے اقوال سے استناد واستشہاد کرتے ہین۔ جناب ممدوح کی تصانیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے جسکو شک ہو وہ ہمسے طلب نقل وشہادت کرے جناب شاہ صاحب امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

وقال الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی القواعد الکبریٰ۔ ومن العجب العجیب ان الفقہاء المقلدین یقف احدہم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا وہو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ لمذہبہم جمودا علی تقلید امامہ بل یتحیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ ویتاولہما بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ نضالا عن مقلدہ قال وقد رایناہم یحضرون فی المجالس فاذا ذکر لاحدہم خلاف وطن نفسہ علیہ تعجب منہ غایۃ التعجب من غیر استروح الی دلیل الا لما الفہ من تقلید امامہ ولو تدبرہ لکان تعجبہ من مذہب امامہ اولی من تعجبہ من مذہب غیرہ فالبحث مع ہؤلاء ضائع مفض الی التقاطع

اور شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد الکبری مین فرمایا ہے کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ فقہا مقلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی دفعیہ نہین پاتے پہر بہی اسی کی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب و سنت و صحیح قیاسون کی شہادت پائی جاتی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب و سنت کو (جو اسکے قول پر شاہد ہو) دفع کرنیکے حیلے نکالتے ہین اور اپنے امام کیطرف سے جوابدہی کے لیئے آیات و احادیث مین باطل تاویلین کرتے ہین۔ ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکہا ہے جب انکے پاس انکے مذہب (جسپر وہ جمے ہوئے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر (بغیر اسکے کہ وہ اپنے مذہب مالوف پر کوئی دلیل لاوین) نہایت تعجب کرتے ہین۔ اور اگر وہ اپنے مذہب کی کمزور دلیل کو سوچتے تو اپنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کے سزاوار تہے۔ ان لوگون سے گفتگو و بحث فضول ہے اور بلا فائدہ باہم مہاجرت و بدگوئی پیدا کرتی ہے

...ہین مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے (جو حنفی مذہب کے
...ظ فرمائے ہین جو الفاظ اس شعر کی نسبت کہین سخت ہین"
...ن کو برا نہین سمجھتے بلکہ تعظیم و تکریم سے انکے اقوال سے استنا
...ح کی تصانیف مین ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے
...ہادت کری جناب شاہ صاحب امام سیوطی سے نقل فرماتے ہین

...لسلام فی القواعد الکبری - ومن العجیب العجیب ان الفقہا
...ف ما خذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا و
...ترک من شہد الکتاب و السنۃ والا قیسۃ الصحیحۃ
...امہ بل یتحیل لدفع ظاہر الکتاب والسنۃ ویتاولہا
...نضالا عن مقلدہ قال وقد رایناہم یجتمعون فی
...لاف وطن نفسہ علیہ تعجب منہ غایۃ التعجب من غیر
...ن تقلید امامہ ولو تذکرہ لکان تعجبہ من مذہب امامہ
...غیرہ فالبحث مع ہؤلاء ضائع مفض الی التقاطع

...ین عبد السلام نے کتاب القواعد الکبری مین فرمایا ہے
...قلدین اپنے امام کی دلیل کا کمزور ہونا جان لیتے ہین اور اسکا کوئی
...ی تقلید پر جمے رہتے ہین اور جسکے قول پر کتاب و سنت و صحیح
...تی ہے اسکے مذہب کو اختیار نہین کرتے بلکہ ظاہر کتاب و سنت کو
...ے نکالتے ہین اور اپنے امام کیطرف سے جوابدہی کے لیئے آیات و
...تے ہین - ہمنے انکو مجلسون مین حاضر ہوتے دیکھا ہے جب انکے
...جے ہوئے ہین) کی مخالف کوئی بات نقل کیجاتی ہے تو وہ اسپر (بغیر
...پر کوئی دلیل لاوین) نہایت تعجب کرتے ہین - اور اگر وہ اپنے مذہب
...پنے مذہب پر مذہب غیر کی نسبت زیادہ تعجب کے سزاوار تھے -
...ث فضول ہے اور بلا فائدہ باہم مہاجرت و بدگوئی پیدا کرتی ہے

والتدابر من غیر فائدۃ یحسب بہا قال وما رایت احدا رجع عن مذہب امامہ اذا ظہر الحق فی غیرہ بل یصیر الیہ مع علمہ بضعفہ وبعدہ فالاولی ترک البحث مع ہؤلاء الذین اذا عجز احدہم عن تمشیۃ مذہب امامہ قال لعل امامی وقف علی دلیل لم اقف علیہ ولم اہتد الیہ ولم یعلم المسکین ان ہذا مقابل بمثلہ و یفضل ماذکرہ من الدلیل الواضح والبرہان اللائح فسبحان اللہ ما اکثر من اعمی التقلید بصرہ حتی حملہ ما ذکرتہ قال وسافرد انشاء اللہ تعالی کتابا ابین فیہ اقرب العلماء الی مراعات مقاصد الشرع فی کل ما ورد قال مع انی لا اعتقد احدا منہم افرد بالصواب فی کل ما خولف فیہ بل اسعدہم واقربہم الی الحق من کان صوابہ فیما خولف فیہ اکثر من خطائہ قال ولم یزل الناس یسألون من اتفق من العلماء من غیر تقلید بمذہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظہرت ہذہ المذاہب و

اور شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ... ایسا دیکھا کہ جب اسکو اپنے مذہب کے مخالف حق واضح ہو تو اسنے اپنے امام کا مذہب (کسی مسئلہ مین) چھوڑ دیا ہو - بلکہ اسکے ضعف کے معلوم ہونے پر اور بعد کے بعد بھی وہ اسی مذہب پر رہا - ان لوگون سے بحث نکرنا بہتر ہے جب وہ اپنے امام کے مذہب کو دلیل سے نہین چلا سکتے تو یہ کہدیتے ہین کہ شاید اس مسئلہ کی دلیل ہمارے امام کو معلوم ہوگی جو ہمکو معلوم نہین ہوئی - اور وہ بیچارے نہین سمجھتے کہ یہہ بات تو بعینہ انکا خصم و مقابل بھی کہہ سکتا ہے - اور جو دلیل واضح وہ دم نقد پیش کر چکا ہے اسمین وہ بڑہکر رہا - سبحان اللہ تقلید نے ایسے متعصب بیخبر کو کیسا اندھا کر دیا ہے کہ انکو ایسی باتین کہنے پر مجبور کر رکھا ہے - آپ (شیخ عز الدین بن عبد السلام) فرماتے ہین - عنقریب مین انشاء اللہ تعالے ایک مستقل کتاب لکھونگا جسمین ان علما کا حال بیان کرونگا جو ہر بات مین مقاصد شرع کی رعایت مین زیادہ قریب ہین - باوجودیکہ مین کسی عالم کی نسبت یہ اعتقاد نہین رکھتا کہ وہ ہر بات مین جسمین لوگون نے اسکا خلاف کیا ہے صواب و حق پر ہے - میرے نزدیک حق کی طرف وہ شخص قریب ہے جسکا مسائل خلافیہ مین خطا سے صواب زیادہ ہو - آپ (شیخ مذکور) فرماتے ہین کہ ہمیشہ لوگ بلا تقلید مذہب جس سے بن پڑا مسائل پوچھتے چلے آئے ہین بغیر اسکے کہ کسی نے انکے اس پر فعل پر انکار

متعصبو ها من المقلدین فالواحد یتبع اماما بعد مذهبه عن الادلة مقلدًا له فیما قال کانه نبي ارسل الیه وهذا نائي عن الحق وبعد عن الصواب لا یرضی به احد من اولی الالباب هذا کلام الشیخ عز الدین وقال الامام ابو شامة فی خطبة الکتاب المؤمل فی الرد الی الامر الاول ینبغی لمن اشتغل بالفقه ان لا یقتصر علی مذهب امام معین بل یرفع نفسه عن هذا المقام وینظر فی مذهب کل امام ویعتقد فی کل مسئلة صحة ما کان اقرب الی دلالة الکتاب والسنة المحکمة وذلک یسهل علیه اذا کان اتقن معظم العلوم المتقدمة ولیجتنب التعصب والنظر فی طرائق الخلاف المتأخرة فانها مضیعة للزمان ولصفوة مکدرة قال وقد صح عن النبي صلی الله علیه وسلم قال ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من الناس لکن یقبضه بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فافتوا بغیر علم

کیا ہو یہانتک کہ مذہب اور انکے متعصب مقلد ہو گئے - انمین بعض شخص اپنے امام کے [illegible] ایسی پیروی کرتا ہے کہ گویا وہ امام نبی ہے جو اسکی طرف بھیجا گیا ہے اور یہ امر حق و صواب سے نہایت دور ہے ارباب دانش اسکو کبھی پسند نہین کرتے - یہ شیخ عز الدین بن عبد السلام کا آخر کلام ہے -

اور امام ابو شامہ نے کتاب المومل فی الرد الی الامر الاول کے خطبہ مین فرمایا ہے جو شخص فقہ کا شغل رکھے اسکو لائق ہے کہ ایک ہی امام کے مذہب مین بند نہو رہے - بلکہ اپنے آپ کو اس مقام سے اونچا کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر رکھے اور ہر مسئلہ مین اس قول کو (یعنے خواہ کسی امام کا ہو) صحیح سمجھے جو کتاب و سنت صحیح المراد کے قریب ہو یہ امر اسکے لیئے آسان ہے اگر وہ اکثر اون علم کو جنکا پہلے ذکر آچکا ہے اچھی طرح جان لے اور اسکو چاہیئے کہ تعصب اور اون اختلاف کے طریقوں سے جو پچھلے زمانوں مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے یہ تعصب اور اختلاف وقت کو خراب کرتا ہے اور اسکی صفائی کو مکدر کر دیتا ہے - آپ (امام ابو شامہ) نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو خدا تعالی علم کو قبض کریگا (یعنے جیسا کہ قیامت کے آثار مین آچکا ہے) تو اسکی یہ صورت نہین ہے کہ لوگونکے سینوں سے علم نکال لیگا ولیکن اسکی صورت یہ ہے کہ علماء کے روح قبض کریگا یہانتک کہ جب کسی عالم کو نچھوڑیگا تو لوگ جاہلون کو سردار بنا لینگے پس وہ بغیر علم کے فتوی دینگے -

یہ وہی کتاب ہے جسکو معیار الحق مین دو دفعہ غلطی سے کتاب الاصول لکھدیا ہے -

فضلوا واضلوا قال فما اعظم خطبا من بذل نفسہ وجهدها في تحصيل العلم حفظا على الناس فان هذه الازمنة قد غلب اهلها الكسل والملل وحب الدنيا قال ولم يزل علم الفقه كرها يتوارثه العلماء معتمدين على الاصلين الكتاب والسنة مستظهرين باقوال السلف على فهم ما فيهما من غير تقليد فقد نهى امامنا الشافعي رضى الله عنه عن تقليده وتقليد غيره وكانت تلك الازمنة مملوة بالمجتهدين وكل صنف على ما رأى وتعقب بعضهم بعضا مستمدين على الاصلين الكتاب والسنة وترجيح الراجح من اقوال السلف المختلفة ولم يزل الامر على ما وصفت الى ان استقرت المذاهب المدونة ثم اشتهرت المذاهب الاربعة وهجر غيرها فقصرت همم اتباعهم الا قليلا منهم فقلدوا ولم ينظروا فيما نظر فيه المتقدمون من الاستنباط من الاصلين الكتاب والسنة نقل المجتهدون وغلب المقلدون حتى صار من دريهم

پھر خود گمراہ ہونگے اور دوسرون کو گمراہ کرینگے - کیا ہی عالی [illegible] جسنے آپنے آپ کو تحصیل علم [illegible] لوگون پر سستی اور حب دنیا غالب ہو گئی ہے (یعنے یہہ کام کرنیوالے اب کم ہین) اور آپ (امام ابوشامہ) نے فرمایا ہے کہ علم فقہ (کتاب و سنت سے باریک مسائل نکالنا) ہمیشہ سے معزز رہا - علما اسکو ایک دوسرے سے لیتے چلے آتے ہین دونو اصول (کتاب و سنت) پر بھروسہ کرکے اور اقوال سلف سے کتاب و سنت کے معانی سمجھنے مین مدد لیتے - کیونکہ ہمارے امام شافعی تقلید سے (انکی ہو خواہ انکے سوا کسی اور کی) منع کر چکے تھے اور وہ زمانے مجتہدون سے مالا مال تھے - ہر ایک نے جو کچھ اپنے رای سے مناسب سمجھا تصنیف کیا اور ایک نے دوسرے کا تعاقب کیا - سبھی کو اس باب مین دونو اصول (کتاب و سنت) سے مدد لیتے اور مختلف اقوال سلف سے جو غالب ہوتا اسکو ترجیح دیکر کام مین لاتے - انکا حال ایسا ہی رہا یہانتک کہ یہہ مذاہب جو تصنیف و تالیف مین آچکے ہین قائم ہوئے پھر ازانجملہ چار مذہب مشہور ہوئے اور دوسرے مذاہب چھوٹ گئے - پس انکے پیروان کی بجز شاذونادر لوگون کے ہمت پست ہو گئی انہون نے تقلید اختیار کی اور جس استنباط کتاب و سنت کیطرف پہلون کی نظر تھی انہون نے اسمین نظر نہ کی پس مجتہد کم ہو گئے اور مقلد بڑہ گئے یہانتک کہ اگر انمین سے کسی نے اجتہاد کا ارادہ بھی

... فالواحد منهم يتبع اماما معينا بعد مذهبه عن الادلة مقلدا
... اليه وهذا نائي عن الحق وبعيد عن الصواب لا يرضى به
... هذا كلام الشيخ عزالدين وقال الامام ابوشامة في
... في الرد الى الامر الاول ينبغي لمن اشتغل بالفقه ان لا
... معين بل يرى في نفسه عن هذا المقام وينظر في مذهب كل
... مسئلة صحة ما كان اقرب الى دلالة الكتاب والسنة المحكمة
... كان اتقن معظم العلوم المتقدمة وليجتنب التعصب والنظر
... فانها مضيعة للزمان ولصفوة مكدرة قال وقد صح عن
... ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس لكن
... حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فافتوا بغير علم

... مذہب اور انکے متعصب مقلد پیدا ہوئے - انمین بعض شخص ... امام ...
... کے دلائل سے بعید ہونے کے ہر بات مین اسکی پیروی کرتا ہے ...
... طرف بھی گیا ہے اور یہہ امر حق و صواب سے نہایت دور ہے ارباب دانش
... تے - یہہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا آخر کلام ہے -
... نے کتاب المومل فی الرد الی الامر الاول کے خطبہ مین فرمایا ہے
... کیہ ہے اسکو لائق ہے کہ ایک ہی امام کے مذہب مین بند ہو رہے -
... امام سے اونچا کرے اور ہر ایک امام کے مذہب مین نظر رکہے اور ہر مسئلہ مین
... وہ کسی امام کا ہو صحیح سمجھے جو کتاب و سنت صحیح المراد کے قریب ہو یہہ امر اسکے
... اکثر اون علم کو جنکا پہلے ذکر آچکا ہے اچھی طرح جان لے اور اسکو چاہیے
... اختلاف کے طریقون سے جو پچھلے زمانون مین پیدا ہوئے ہین بچتا رہے
... وقت کو خراب کرتا ہے اور اسکی صفائی کو مکدر کر دیتا ہے - آپ
... فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپنے فرمایا
... قبض کریگا (یعنے جیسا کہ قیامت کے آثار مین آچکا ہے) تو اسکی یہہ صورت
... لوگون سے علم نکال لیگا ولیکن اسکی صورت یہہ ہے کہ علما کے روح قبض کریگا یہانتک کہ جب
... تو لوگ جاہلون کو سردار بنا لینگے پس وہ بغیر علم کے فتوی دینگے -

... الحق مین دو دفعہ غلطی سے کاتب نے اصول لکھدیا ہے -

رتبة الاجتهاد يتعجبون له ويزدرون ثم قال ولم ازل منذ فتح الله علي بالاشتغال بعلم الشريعة وفهم ما ذكرت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الكتاب والسنة مهتماً بجمع كتاب يجمع ذلك او يقاربه توفيقاً من الله بمعاودة الامر الاول وهو ما كان عليه الائمة المتقدمون من استنباطهم الاحكام من الاصلين مستظهرين باقوال السلف فيها طلباً لفهم معانيها ثم يصار الى الراجح منهما بطريقه ثم قال وانما وضع الشافعي رضي الله عنه وغيره من الائمة الكتب ارشاداً للخلق الى ما ظنه كل واحد منهم صواباً لا انهم ارادوا تقليدهم ونصرة اقوالهم كيف ما كانت **فقد صح ان الشافعي رض نهى عن تقليده** وتقليد غيره قال صاحبه المزني في اول المختصر اختصرت هذا من علم الشافعي ومن معنى قوله لاقربه على من اراده مع اعلامه نهيه عن تقليده وتقليد غيره لينظر فيه لدينه

[illegible] امام ابوشامہ نے فرمایا کہ جب سے خدا تعالی نے مجھ پر علم شریعت کے شغل اور اتفاق و اختلاف مسائل کے سمجھنے اور کتاب و سنت کے معانی جان لینے کا فضل کیا ہے تب سے مجھے اسبات کا اہتمام رہا کہ مین ایسی کتاب بناؤن جو اسباب مین جامع یا اسکے قریب قریب ہو اسمین مینے خدا تعالی سے یہہ چاہا ہو کہ وہی پہلا طریق جسپر متقدمین علما تھے (یعنی دونو اصول (کتاب و سنت) سے احکام استنباط کرنا اور انکے معانی سمجھنے کو اقوال سلف سے مدد لینا پہر اون اقوال سے جو غالب ہوتا انکی طرف رجوع کرنا) پہر کر آجاوے - پہر امام ابوشامہ نے فرمایا کہ امام شافعی وغیرہ اماموں نے جو کتابین بنائین ہین وہ صرف اسلیئے بنائی ہین کہ جس امر کو وہ صواب سمجھتے ہین اسکی طرف لوگون کی رہنمائی کردین - نہ اسلیئے کہ لوگ اون کتابون کو مان لینے مین انکی تقلید کرلین اور انکے اقوال کی مدد و حمایت کرتے رہین **امام شافعی سے ثابت ہوچکا ہی کہ انھون نے** اپنی اور دوسرے اماموں کی تقلید سے منع کردیا ہے - **مزنی** (شاگرد امام شافعی) نے اپنی کتاب مختصر کے دیباچہ مین کہاہے کہ مینے اس کتاب کو امام شافعی کے علم سے اختصار کیا ہے اور انکے اقوال کے معنے (یعنے اصول) سے نکالا ہے اس غرض سے کہ جو شخص امام شافعی کے علم پر مطلع ہونیکا ارادہ کرے مین اسکو اس شخص کیطرف نزدیک کردون باوجودیکہ مین اسکو امام شافعی کا حکم ممانعت تقلید سے

...له ويزدرون ثم قال ولم ازل منذ فتح الله علي بالاشتغال
...ت من الاتفاق والاختلاف ودلالات الكتاب والسنة
...م ذلك اويقاربه توفيقا من الله بمعاودة الامر الاول
...المتقدمون من استنباط الاحكام من الاصلين
...لف فيها طلبا لفهم معانيها ثم يصل الى الراجح منها
...الشافعي رضي الله عنه وغيره من الائمة الكتب ارشاد للخلق
...صوابا لا انهم ارادوا تقليدهم ونصرة اقوالهم كيف
...الشافعي رض نهي عن تقليده وتقليد غيره
...ول المختصر اختصرت هذا من علم الشافعي ومن معنى قوله
...ع اعلامه نهيه عن تقليده وتقليد غيره لينظر فيه لدينه

...حقارت کی نظر سے دیکھا - پہر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ جب سے
...یعت کے شغل اور اتفاق و اختلاف مسائل کے سمجھنے اور کتاب و
...لینے کا فضل کیا ہے تب سے مجھے سبات کا اہتمام رہا کہ مین اسکی کتاب
...جامع یا اسکے قریب قریب ہو آمین مینے خداتعالی سے یہہ چاہا ہو کہ دی
...علما تہے (یعنی دونو اصول (کتاب و سنت) سے احکام استنباط کرنا
...اقوال سلف سے مدد لینا پہر اون اقوال سے جو غالب ہون انکی طرف
...ے - پہر امام ابو شامہ نے فرمایا کہ امام شافعی وغیرہ اماموں نے جو کتابین
...سلیے بنائی ہین کہ جس امر کو وہ صواب سمجہتے ہین اسکی طرف لوگون کی
...ے کہ لوگ اون کتابون کو ہاتھ لینے مین انکی تقلید کرلین اور انکے اقوال
...ہین امام شافعی سے ثابت ہوچکا ہی کہ انھون نے
...کی تقلید سے منع کردیا ہے - مزنی (شاگرد امام شافعی) نے اپنی
...مین کہا ہے کہ مینے اس کتاب کو امام شافعی کے علم سے اختصار کیا ہے اور اسکے
...اصول) سے نکالا ہے اس غرض سے کہ جو شخص امام شافعی کے علم پر مطلع ہونیکا
...اس شخص کیطرف نزدیک کردون باوجودیکہ مین اسکو امام شافعی حکم ممانعت تقلید سے

ويحتاط لنفسه اي مع اعلامه من اراد علم الشافعي نهي الشافعي عن تقليده وتقليد
غيره هذا احسن ما قيل هذا الكلام وانظروا رحمكم الله الى قوله لينظر فيه
لدينه ويحتاط لنفسه اي ليسترشد بذلك الى الحق قال فالمزني امتثل امر امامه
في النهي عن تقليده فخالفه في هذه المسئلة لما ظهر له من النظر فهو موافق
ممتثل للامر وقد فعل هذا صاحبه البويطي في مسئلة التيمم الى الكوعين فخالفه
وصار اليه وكذلك جماعة من اهل العلم والتحقيق المصنفين على مذهب الشافعي
قد نصروا مذهبه وامتثلوا ما امر به من مخالفة قوله عند قيام الدليل على
خلافه وهذا مامور منه من جهة الشارع ولو لم يقله الشافعي لذكر كل واحد
منهم ما امكنه مما وصل اليه علمه على قلة ذلك وفرقه في كيفيتهم وانما يكثر ذلك
في كتب المصنفين من اهل الحديث الباحثين عن فقهه ومعانيه الذاكرين

(انکی ہو خواہ غیر کی) مطلع کرچکا ہون تو کہ وہ اس حکم (یا اس کتاب) مین نظر کرے اور اپنے آپ
[illegible] مزنی کے اس قول کو جو شخص
[illegible] اور اپنے آپ احتیاط کرے
دیکھو اسکے معنے یہہ ہین کہ وہ اس حکم یا کتاب کے سبب حق کی طرف ہدایت یاب ہو - امام ابو شامہ فرماتے
ہین مزنی نے اپنے امام کے اس حکم ممانعت تقلید پر عمل کیا یعنے بعض مسائل مین امام شافعی کا
خلاف کیا پہر بہی وہ امام شافعی کا موافق رہا کیونکہ اس خلاف مین وہ امام شافعی کا حکم بجا
لایا ہے - ایسا ہی امام شافعی کے شاگرد بویطی نے مسئلہ تیمم تا کفِ دست مین امام شافعی کا خلاف
کیا - ایسا ہی اور جماعتون علما محققین نے جنہون نے امام شافعی کے مذہب پر کتابین تصنیف کی ہین
اور انکے مذہب کی مدد کی ہے اس حکم کی تعمیل کی ہے اور جہان کہین قول امام شافعی کے مخالف
دلیل قائم ہوئی ہے وہان قول امام شافعی کی مخالفت کی ہے+ یہی حکم شارع کا ہے اور اگر
امام شافعی حکم نہ دیتے تو بہی محقق علما اس امر کا کم و بیش مختلف طور پر بقدر اپنے علم کے ضرور
خیال رکہتے یہہ امر بکثرت تو اون مصنفین کی کتابون مین پایا جاتا ہے جو اہل حدیث ہین
اور حدیث کی فقہ (یعنے استنباط مسائل) سے بحث کرتے ہین اور اپنے اقوال و مذاہب کو بہی خیال
مین رکہتے ہین - کسی کی تقلید نہین کرتے - جیسے ابوبکر بن منذر - اور

+ اسکی تفصیل و تمثیل حضرت شاہ ولی اللہ کی عقد الجید کے خاتمہ مین ہے

لاقوالهم ومذاهبهم من غير تقليد كابي بكر المنذر وابي سليمان الخطابي والبيهقي
وابي عمر ابن عبد البر وغيرهم ونبه عليه البغوي ايضاً وقال وقد حرّم الفقهاء
في زماننا النظر في كتب الحديث والاثار والبحث في فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب النفيسة
المصنفة في شروحها وغريبها بل افنوا ازمانهم وعمرهم في النظر في اقوال من سبقهم
من متأخري الفقهاء وتركوا النظر في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلى الله عليه
وسلم واثار الصحابة الذين شهدوا الوحي وعاينوا المصطفى صلى الله عليه وسلم وفهموا
نفائس الشرعية فلاجرم حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدين على الاباء
وقد كانت العلماء في الصدر الاول معذورين في ترك ما لم يقفوا عليه من الحديث
لكون الاحاديث لم تكن حينئذ فيما بينهم مدونة انما كانت تلقى من افواه العلماء
وهم يتفرقون في البلدان وقد زال ذلك العذر ولله الحمد بجمع الاحاديث المجتمع بها في

ابو سلیمان خطابی اور بیہقی وغیرہ یہہ بات امام بغوی نے بہی جتا دی ہے۔ ++
[illegible] ہمارے زمانہ کے فقہاء نے تو کتب حدیث و آثار مین نظر کرنا اور
اسکی فقہ اور معانی سے بحث کرنا اور اون کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ
نادر مین تالیف ہوئی ہین مطالعہ کرنا حرام کر دیا ہے۔ انہون نے تو اپنی عمر فقہاء متاخرین
کے اقوال کو سیر مین فنا کر دی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی
کا مشاہدہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجہنا حاصل تہا)
کے آثار کو دیکہنا چہوڑ دیا۔ بیشک وہ رتبہ اجتہاد سے محروم رہے اور اپنے بڑون کی مقلد
ہو رہے ہے۔ حالانکہ پہلے زمانہ مین لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تہین) ترک کرنے
مین معذور تہے کیونکہ اندنون حدیثین جمع نہوئی تہین صرف زبانی زبانی سیکہی جاتی
تہین۔ اور وہ لوگ (جنسے وہ احادیث لیجاتی تہین) شہرون مین متفرق تہے۔
اب وہ عذر خدا کے فضل سے جاتا رہا۔ حدیثین کتابون مین جمع ہو گئین۔ محدثین نے
انکے باب باب۔ اور قسم قسم بنا دئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا۔ بہتیری
حدیثون کا ضعیف و صحیح ہونا بیان کر دیا۔ راویون کے حالات عدالت و جروح

تقلید کابی بکر المنذر وابی سلیمان الخطابی والبیہقی
ونبه علیه البغوی ایضاً وقال وقد حرم الفقهاء
الآثار والبحث فی فقهها ومعانیها ومطالعة الکتب النفیسة
بل اقنوا زمانهم وعمرهم فی النظر فی اقوال من سبقهم
النظر فی نصوص نبیهم المعصوم من الخطاء صلی الله علیه
الوحی وعاینوا المصطفی صلی الله علیه وسلم وفهموا
هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدین علی الآباء
معذورین فی ترک ما لم یقفوا علیه من الحدیث
فیما بینهم مدونة انما کانت تلقی من افواه العلماء
ذلک الغذا والله الحمد بجمع الاحادیث المجتمع بها فی

یہ بات امام بغوی نے بھی جتا دی ہے۔ **
ہماری زمانہ کے فقہا نے تو کتب حدیث و آثار مین نظر کرنا اور
اور اون کتابون کا جو حدیث کی شرح اور اسکی لغات شاذہ
کرنا حرام کر دیا ہے۔ انہون نے تو اپنی عمر فقہا ر متاخرین
ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ (جنکو وحی
علیہ وسلم کا معاینہ اور شریعت کی نفیس باتون کا سمجھنا حاصل تھا)
ک وہ رتبہ اجتہاد سے محروم رہی اور اپنے بڑون کی مقلد
ین لوگ بعض احادیث کے (جو انکو نہ پہنچی تہین) ترک کرنے
حدیثین جمع نہوئی تہین صرف زبانی زبانی سیکھی جاتی
وہ احادیث لیجاتی تہین) شہرون مین متفرق تھے۔
سے جاتا رہا۔ حدیثین کتابون مین جمع ہوگئین۔ محدثین نے
قسم بنا دئے اور انکی راہ کو آسان کر دیا۔ بہتیری
ہونا بیان کر دیا۔ راویون کے حالات عدالت و جروح

کتب بوبوها وقسموها وسهلوا الطریق الیها وبینوا ضعف کثیر منها وصحته وتکلموا
فی عدالة الرجال وجرح المجروح منهم وفی علل الاحادیث ولم یدعوا للمستعمل ما
یتعلل به وفسروا القرآن وتکلموا فی غریبهما وفقههما وکل ما یتعلق بهما فی مصنفات
عدیدة جلیلة والآلات متهیئة لذی طلب صادق وذکاء وفطانة وکذا اللغة
وصناعة العربیة کل ذلک فقد حرره اهله وحققوه فالتوصل الی الاجتهاد بعد الجمع
والنظر فی الکتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ والفهم ومعرفة اللسان اسهل منه
قبل ذلک انتهی کلام ابی شامة وبانتهائه انتهی ما نقل مولانا ولی الله عن رسالة السیوطی

اسی قسم کے چند اور فقرات کتاب امام ابو شامہ کے رسالہ امام سیوطی سے جناب شاہ صاحب نے
نقل کیے ہین۔ اسکے بعد اپنی روش و مذہب کو بیان فرمایا ہے۔ جسکا حاصل یہہ ہے کہ مین ان مذاہب
مشہورہ مین سے کسی خاص مذہب کا پابند نہین ہون۔ بلکہ جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت و مستنبط ہو
وہی میرا مذہب ہے۔ میری نظر محض اتباع شریعت (کتاب و سنت) پر رکھتا ہون۔ اور جس
شخص کا قول کتاب و سنت کے موافق ہوتا ہے اسکو پسند کرتا ہون۔ اس علم و استدلال کتاب و
سنت مین اجتہاد مستقل کا (جسکی تفسیر صفحہ ۹۲ جلد ۳ مین گذر چکی ہے) مین مدعی نہین ہون۔ بلکہ قواعد
مقررہ مجتہدین سابق کے مطابق استنباط و استدلال کرتا ہون۔ خواہ وہ استنباط کسی مذہب
کے مخالف ہو خواہ موافق۔ بعینہ اس روش کے مطابق جسکا بیان عبارات منقولہ بالا مین
ہو چکا ہے۔

ہوتے ہین۔ اور حدیث کی علتون (یعنی چھپے عیب و اسباب ضعف) مین ایسی گفتگو کی کہ
علت نکالنے والے کے لیئے علت نکالنے کی جگہہ نرہنے دے۔ قرآن کی بھی تفسیر کر دی اور اسکے
شاذ و نادر الفاظ اور اسکی فقہ (باریک احکام) مین اور اسکے متعلقات مین متعدد کتابون مین
طالب صادق ہوشیار و سمجھدار کے لیئے گفتگو کر رکھی ہے۔ ایسا ہی علم لغت اور فن عربیت کا
حال ہے ان سب علمون کو (جو اجتہاد کے آلات و سامان ہین) انکے جاننے والون اور حامیون
نے صاف لکھدیا اور خوب تحقیق کر دیا ہے۔ اب (اگر خدا تعالی سمجھہ اور قوت یادداشت عنایت
کرے تو) اجتہاد کو پہنچنا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

آصل کلام فارسی جناب کو ہمنے اس مقام مین اسلیئے نقل نہین کیا کہ ورق اخیر اوراق مقدمہ
رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** حضرت شاہ صاحب مین ہمتو نقل پر
دو دفعہ ہمارے ہاتھہ سے جاتا رہا - پہلی دفعہ تو ایک چھوٹے بچے نے پہاڑ کر کہین پہینک دیا
جب تلاش کراکر اسکے ٹکڑون کو پیوند کیا - تو دوسری دفعہ تہوڑی ہی غیبوبت مین وہ پیوند
شدہ ورق پہر اسی بچے یا کسی اور حریف نے اُٹھا لیا تہا باوجود کمال تلاش وہ ہاتھہ
نہ آیا اسلیئے جو کچھہ اُسکا خلاصہ مطلب ہمارے ذہن مین مستحضر تہا ہمنے نقل کر دیا۔
شاید اسمین الفاظ یا سیاق کا کچھہ فرق ہوا ہو تو ہو اصل مطلب مین غالبًا کچھہ فرق وتفاوت نہوگا
موجودہ ومنقولہ عبارت انتباہ و دیگر تصانیف شاہ صاحب بہی اسی مطلب کی مصدق ہین
جناب ممدوح کی کلام اور آپکے تمسکات و مستندات سے علاوہ ہمارے بیانات و دعاوی
کی پوری تائید و تصدیق ہوئی - اور یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اجتہاد کسی وقت اور کسی
بشر سے مخصوص نہین ہے - بلکہ پہلے زمانون کی نسبت پچہلے زمانون مین علوم آلات و
اسباب اجتہاد زیادہ تر مہیا و موجود ہین جسکو آلات میسر آوین وہ (بشرطیکہ فہم و فراست
بہی رکھتا ہو) پہلون کی نسبت آسانی سے اجتہاد پر قادر ہو سکتا ہے گو وضع قواعد و اصول
مین مجتہدین سابقین پر سبقت نہ لیجا سکے اور نہ تجدید قواعد کر سکے نہ اس باب مین مدعی
استقلال ہو سکے -

ان عبارات مین اکثر جگہ اجتہاد کی علوم و آلات کا ذکر آیا ہے - اسلیئے مناسب بلکہ ضرور ہے
کہ اسمقام مین اون علوم و آلات کا ذکر کیا جاوے جنکو علما نے شروط اجتہاد ٹہرایا ہے تاکہ
ان علوم کا اس زمانہ مین موجود ہونا اور انکے موجود و میسر ہونیکے سبب اس زمانہ مین بہ نسبت
سابق اجتہاد کا آسان ہونا ناظرین کو متیقن ہو -

پس واضح ہو کہ علوم آلات اجتہاد (جنکی شرط ہونے پر اتفاق ہے) صرف دو علم ہین - علم قرآن
وعلم حدیث اس مقدار و حد تک جسکو احکام سے تعلق ہے -

بعضے علوم عربیہ لغت۔ نحو۔ معانی۔ بیان وغیرہ کو بھی شرط ٹھہراتے ہین۔ مگر اہل تحقیق کے نزدیک شرط علم قرآن و حدیث کے بعد ان علوم کے شرط کرنیکی حاجت نہین ہے۔ بعضے علم اصول فقہ کو شرط ٹھہراتے ہین۔ بعضے علم مواضع اتفاق و اختلاف علما کو۔ بعضے علم اقسام و احکام قیاس کو۔ بعضے علم مسائل جزئیہ فقہیہ و علم کلام کو بھی شرط سمجھتے ہین۔ پھر ان دو اخیر علمون کا شرط اجتہاد ہونا محققین نے رد کر دیا ہے۔

پھر یہہ سبھی علوم (علی اختلاف الاقوال) مجتہد مطلق کے لیئے (جو ہر مسئلہ مین اجتہاد کرے) شرط ہین۔ مجتہد فی البعض (یعنے بعض مسائل مین اجتہاد کرنے والہ) کے لیئے ان سب علوم کا جاننا کسی کے نزدیک بھی شرط نہین ہے۔ اسکے لیئے خاص اسی علم کے کسی مسئلہ کا جاننا شرط ہے جسکو اسکے اجتہادی مسئلہ سے تعلق ہو۔

اس اجمال کی تفصیل کتب اصول فقہ حنفیہ و شافعیہ و محدثین مین موجود ہے۔ ہم اس مقام مین چند کتب معتبرہ کی شہادت پیش کرتے ہین۔ توضیح مین کہا ہے اجتہاد کی شرط یہہ ہے

بأن يعلم [illegible] ويحوي علم الكتاب بمعانيه لغة وشرعاً واقسامه المذكورة وعلم السنة متناً وسنداً ووجوه القياس كما ذكرنا۔ (توضیح)

وشرط الاجتهاد ان يحيط العلم بامور ثلثة الاول الكتاب اى القرآن بان يعرف معانيه لغة وشريعة اما لغة فبان يعرف معاني المفردات والمركبات وخواصها في الافادة فيفتقر الى اللغة والصرف والنحو والمعاني والبيان اللهم الا ان يعرف ذلك بحسب السليقة

کہ جانے علم کتاب کو یعنی اسکے معانی لغوی و شرعی اور اسکے اقسام کو جانے۔ اور حدیث کو متن و اسناد سے پہچانے اور قیاس کی صورتون کا علم رکھے۔

اسکی شرح تلویح مین ہے کہ اجتہاد کی شرط تین علم کا جاننا ہے اول قرآن۔ یعنی اسکے معنے لغوی اور شرعی کو جانے۔ لغوی کا جاننا اسطرح کہ اسکے مفرد اور مرکب لفظون اور انکی خاصیتون کو جانے اسمین وہ علم لغت و صرف و نحو و معانی و بیان کا محتاج ہوگا بجز اسحالت کے کہ وہ صرف سلیقہ (یعنی روزمرہ کے محاورہ و بول چال سے) ان

واما شرعية فبان يعرف المعاني المؤثرة
في الاحكام مثلاً يعرف في قوله تعالى او
جاء احد منكم من الغائط ان المراد
بالغائط الحدث وان علة الحكم خروج النجاسة
عن بدن الانسان الحي وباقسامه من الخاص
والعام والمشترك والمجمل والمفسر وغير ذلك
مما سبق ذكره بان يعلم ان هذا خاص
وذلك عام وهذا ناسخ وذلك منسوخ
الى غير ذلك ولا خفاء في ان هذا معناه
لمعرفة المعاني والمراد بالكتاب قدر ما يتعلق
بمعرفة الاحكام والمعتبر هو العلم بمواقعها
بحيث يتمكن من الرجوع اليها عند طلب
الحكم لا الحفظ عن ظهر القلب الثاني السنة
قدر ما يتعلق بالاحكام بان يعرفها بمتنها
وهو نفس الحديث وسندها وهو طريق
وصوله الينا من تواتر او شهرة او آحاد
ويدخل في ذلك معرفة حال الرواة
والجرح والتعديل الا ان البحث عن احوال
الرواة في زماننا هذا كالمتعذر لطول
المدت وكثرة الوسائط فالاولى الاكتفاء
بتعديل الائمة الموثوق بهم في علم الحديث كالبخاري

معانی کو سمجھ لے (جیسے عرب قدیم بن پڑے
پڑھائے عربی کلام سمجھتے تھے) —
معانی شرعیہ کا جاننا اسطرح کہ احکام قرآن کے
اسباب و اصول کو جانے - مثلاً لفظ غائط (آیۃ
او جاء احد منکم من الغائطین) سے بیوضو ہونا
مراد سمجھے - اور حکم طہارت کا سبب نجاست کے
بدن سے خارج ہونا خیال کرے - اور قرآن کے
اقسام عام - خاص مشترک - مجمل وغیرہ کو
جانے - اور قرآن سے (جسکا اجتہاد کے لیئے جاننا
ضروری ہے) وہ آیات مراد ہین جو احکام کے
متعلق ہین - سو بھی اس معنے کر کہ وہ سب آیات
برزبان ہون یا یہ اس معنے کر کہ بوقت حاجت
قرآن سے نکالے جا سکین **دوم** علم حدیث یعنی
اسقدر احادیث کا (جو احکام کے متعلق ہین)
علم انکے متن (یعنے الفاظ) کو بھی جانے - اور انکی
سندون (یعنے اون طریقون کا جنکے ذریعہ سے وہ احادیث
ہمتواتر یا شہرت یا بنقل ایک دو راویون کو ہمکو پہنچی
ہین) کو بھی پہچانے - اسمین راویونکے مجروح و عادل
ہونے کا جاننا بھی داخل ہے - ولیکن اس زمانہ مین راویون
کے حالات سے بحث مشکل ہے کیونکہ زمانہ بہت گذر گیا
اور راوی بہت ہو گئے لہذا اب یہی مناسب ہے کہ اسبابمین بخاری

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر۳ لغایت ۶ — متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ — جلد ۶

بابت سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب: درجہ	درجات و مراتب: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: روپیہ	قیمت سالانہ: آنہ
۱	قیمت اختصاصی	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	۶ے	٠
۲	قیمت خاص	گورنمنٹ انگریزی کے معزز عہدہ داران عام اغنیا و لائبریری وغیرہ	۲ے	٠
۳	قیمت عام	متوسط اہل وسعت۔	۱ع	۸
۴	قیمت رعایتی	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی رکھیں اور سالانہ پیشگی دیں	٠	۱۲
۵	قیمت للّٰہی	بے وسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور استطاعت کریں	دعا	″

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ رسالہ اشاعت السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چار چند ہے +

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا۔ رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا +

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان مندرجہ حاشیہ ہونا چاہیے

و ارسال زر رجسٹری منی آرڈر یا ہنڈی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا +

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

تتمہ عبارات انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ ولی اللہ

(جو نمبر سابق میں بصفحہ ۱۳ ناتمام رہ گئی تھی)

{یہ عبارت راقم نے ہدایۃ السائل وغیرہ (تصنیفات نواب صاحب بھوپال سے پائی ہیں
ناظرین اسکو اپنے موقع پر چسپان فرما دیں اور اسکی شکریہ میں نواب صاحب کو لئے دعا خیر کریں۔}

فقیر دعویٰ استقلال ندارد بلکہ اثر او بعد ازانکہ نظر باتباع صاحب شریعت دوختہ
وطمح قصد معرفت مقصد شارع ساختہ ومجتہدین ومحدثین را رواتِ دین دانستہ
وحرف تقلید یکسو گذاشتہ وتخریج بر قول کسی ومقید بودن بروش کسی موقوف
داشتہ کما کان حال القرون الاولی وحال جماعۃ من القرون المتاخرۃ متردد نسبت
در دو حالت۔ در اکثر احوال ترجیح بعض اقوال بر بعض میکند وتراجیح اخذ نمینماید
ودر بعض اقوال تکلفات بارد متاخران را مناسب بقرون اولی نمی یابد
وخشک شدن را بر بعض وجوہ مرویہ وچشم پوشیدن از بعض آنہا صنا
نمیدہد وتضییق چیزے کہ در قرون اولی دران فسحتی بود بر قاعدہ نمی شمارد
وجولانگاہ انظار اہل رائے علم مصالح ومفاسد می داند نہ علم شرایع وحدود
درین صور تنہا توقف میکند از قبول تفاریع وتخاریج متاخران وبر صرافت قرون
اولی واقف میشود (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ تالیف حضرت شاہ صاحب قدس سرہ)

(علی ما نقل من ہدایۃ السائل صفحہ ۵۳۶ وریاض المرتاض صفحہ ۶۲)

ضمیمہ نمبر ۳

تتمہ جواب اعتراض اوّل متعلق عمل بالحدیث

بقیہ شہادت کتب اصول متضمن شروط اجتہاد

اور امام **فخر الدین** رازی نے کتاب **محصول** میں فرمایا ہے تو جان لے

اعلم ان شرط الاجتهاد ان يكون المكلف بحيث يمكنه الاستدلال بالدلائل الشرعية على الاحكام وهذه المكنة مشروطة بامور احدها ان يكون عارفا بمقتضى اللفظ ومعناه لانه ان لم يكن كذلك لم يفهم منه شيئا ولما كان اللفظ قد يفيد [illegible] لغة وشرعا [illegible] ان يعرف اللغة والالفاظ العرفية والشرعية وثانيها ان يعرف من حال المخاطب انه يعنى باللفظ ما تقتضيه ظاهره ان تجرد وما يقتضيه مع قرينة لانه لولا ذلك لما حصل الوثوق بخطابه لجواز ان يكون عنى به

اجتہاد کی **شرط** یہ ہے کہ اجتہاد کنندہ کو دلائل شرعیہ سے ٹھیک استدلال کرنیکی **قدرت** حاصل ہو اس **قدرت** کے لئے کئی **امور شرط ہیں ایک** یہ کہ وہ لفظ اور اُسکے معنی کے اقتضا سے واقف ہو ایسا نہو گا تو وہ اس لفظ سے کچھ نہ سمجھیگا۔ اور جبکہ لفظ [illegible] کبھی شرعی تو ضرور ہوا کہ وہ لُغت (عام زبان) اور الفاظ عُرفی اور شرعی کو بھی جانتا ہو **دوسرا** یہ کہ وہ متکلم (جسکی کلام میں اجتہاد کرنا چاہتا ہو) کے حال و چال سے یہ بات جانتا ہو کہ وہ خالی از قرینہ† کلام کہنے کے وقت اِسکے ظاہری معنی

† قرینہ وہ علامت لفظی یا حالی ہے کہ لفظ کو ظاہری معنی سے پھیر دے اور یہ بتا دے کہ اِس لفظ سے ظاہری معنی کا خلاف مراد ہے جیسے کسیکا یہ کہنا ایک شیر تیر چلاتا تھا۔ یہ تیر چلانیکا لفظ قرینہ ہے جو بتا رہا ہے کہ اِس لفظ شیر سے مراد وہ جنگلی نہین جو آدمیکو پھاڑ کہاتا ہے بلکہ ایک بہادر

غیر ظاهره مع انه لم یبینه - ولنا
ان یعرف تجرد اللفظ ان کان مجرداً
وقرینته ان کانت معه قرینة لانا
لو لم نعرف ذالک لجوزنا فی المجرد
ان تکون معه قرینة تقتضی عن
ظاهره —

ثم القرینة قد تکون عقلیة
وقد تکون سمعیة - اما القرینة
العقلیة فانها تبین ما یجوز ان
یراد باللفظ مما لا یجوز - واما
السمعیة فهی الادلة تقتضی
تخصیص العموم او الاعیان
المسمے بالتخصیص و بالازمان
وهو النسخ او التی تقتضی تعمیم
الخاص وهو القیاس و یجب
ان یکون عارفاً بشرائط القیاس
لیمیز ما یجوز عما لا یجوز -
ثم ان هذه الادلة السمعیة
غائبة عنا فلا بد من نقلها -
والنقل اما متواتر او احاد فلا بد

مراد رکھتا ہے اور جب اسکی کلام مین
کوئی ظاہری معنی کے برخلاف قرینہ
لگا ہو تو اس سے خلاف ظاہر معنی مراد
لیتا ہے اس بات کا علم نہو تو اُسکو اسکی
کلام پر بہروسہ نہین ہو سکتا شاید اُسنے
اپنی کلام سے معنی خلاف ظاہر مراد
رکھے ہون جنکو بیان نہین کیا **تیسرا**
یہ کہ وہ لفظ کا قرینہ سے خالی ہونا اور
باقرینہ ہونا پہچانتا ہو ایسا نہ ہوگا
تو لفظ خالی از قرینہ کو ظاہری معنی سے
پہیر دینا جائز سمجھا جائیگا - پہر یہہ قرینہ
کبھی عقلی ہوتا ہے کبھی سماعی **عقلی**
تو وہ ہے جو بتاوے کہ اس لفظ سے
یہ مراد لینا جائز ہے یا ناجائز **سماعی**
وہ (دلایل سمعی) ہیں جو عام حکم کو بعض
اشخاص سے مخصوص کرتے ہین جسکو
تخصیص کہتے ہین یا کسی زمانہ سے
خاص کرتے ہین جسکو **نسخ** کہتے ہین
یا خاص حکم کو عام بتا دین جو **قیاس**
کہلاتا ہے - اسوقت مجتہد کو یہہ بھی ضرور ہوا
کہ قیاس کی شرطین پہچانے تاکہ وہ ان احکام مین جنکا عام کرنا جائز ہو اور ان احکام

* قیاس کی شرط اجتہاد ہونے مین ہم بحث کرینگے انشاء اللہ تعالی - اڈیٹر

وان یکون عارفا بشرائط کل واحد
منهما ثم عند الاحاطة بانواع
الادلة لابد وان یکون عارفا بالجهات
المعتبرة فی التراجیح۔ فان قال
قائل فصلوا العلوم التی یحتاج
المجتهد الیها قلنا قال الغزالی رح
مدارک الاحکام اربعة الکتاب
والسنة والاجماع والعقل
فلابد من العلم بهذه الاربعة
ولابد معها من اربعة اخرى
اثنان مقدمان واثنان
موخران فهذه ثمانیة لابد
من شرحها۔
اما کتاب الله فلابد من
معرفته وفیه تخفیفان احدهما
انه لایشترط معرفته جمیعه
بل ما یتعلق منه بالاحکام و
هو خمس مائة آیة وثانیهما انه
لایشترط حفظها بل ان یکون عالما
بمواقعها حتی یطلب منها الآیة

مین جنکا عام کرنا ناجایز ہے تمیز کرے
پھر جبکہ دلائل سمعی ہمارے خیال سے غائب
(جدا) ہوتے ہیں تو ضرور ہوگا کہ وہ
ہمکو دوسرونکی نقل وروایت سے پہنچین
اور نقل کئی طرح ہوتی ہے **متواتر**
جو بہت سی بیشمار اشخاص کے ذریعہ سے
پہنچے **آحاد** جو اِکّے دکّے راویون
سے پہنچین اسلئے ضرور ہوا کہ مجتہد متواتر
وآحاد کی شرطون کو بھی پہچانے۔
اِن سب دلایل کو جان لیگا تو پھر یہ بھی
ضروری ہوگا کہ وہ ان وجوہات کو جانے
جنکا (بعض معانی واحکام ودلایل) کی
ترجیح مین لحاظ ہوتا ہے۔ اگر اِن علوم
کی تفصیل چاہو تو مین کہتا ہون کہ
امام غزالی نے فرمایا ہے کہ احکام معلوم
ہونیکے چار محل ہین کتاب اللہ وسنت
واجماع وعقل پھر چارون کے لئے چار علوم
اور بکار ہین جو دو اِن سے مقدّم ہین
اور دو موخر بس یہ آٹھ علوم ہوئے
جنکی تشریح ضروری ہے۔

کتاب اللہ کی معرفت تو ضروری چاہئے اسمین دو تحقیقی باتین ہین ایک یہ کہ سبھی قرآنکا

المحتاج اليها عند الحاجة
واما السنة فلابد من معرفة الاحاديث
التي تتعلق بالاحكام وهي مع كثرتها
مضبوطة في الكتب وفيه التحقيقان
المذكوران الاول انه لايلزمه معرفة
جميع مايتعلق من الاخبار بالمواعظ
واحكام الاخرة - والثاني انه لايلزمه
حفظها بل ان يكون اصل صحيح مشتمل
على الاحاديث المتعلقة بالاحكام
واما الاجماع فينبغي ان يكون عالماً
بمواقع الاجماع حتى لايفتي بخلاف
[illegible]
الا بشيء يوافق قول واحد من
العلماء المتقدمين او يغلب على ظنه
انه واقعة متولدة في هذا العصر
ولم يكن لاهل الاجماع فيها خوض
واما العقل فيعرف البراءة الاصلية
ويعرف انا مكلفون بالتمسك بها
الا اذا ورد ما يصرفها عنها وهو
نص او اجماع او قياس على شرائط

جاننا شرط نہین بلکہ ان آیات کا جو احکام
کے متعلّق ہین جو صرف پانچسو آیہ ہے
دوسری یہ کہ ان آیات متعلقہ احکام کا
حفظ کر رکہنا شرط نہین بلکہ اس کے محل
و موقع کو جاننا اور بوقت حاجت نکال سکنا
سُنّت (حدیث) سے بہی انہی احادیث
کی معرفت ضروری ہے جو احکام کے
متعلق ہین وہ احادیث باوجودیکہ نہایت
کثرت سے ہین پہر بہی کتب حدیث مین
جمع ہو چکی ہین - اسمین بہی وہی دو
تحقیقین ملحوظ ہین اول یہ کہ سبہی احادیث
متعلّق مواعظ و احکام اخروی وغیرہ
مراد نہین دوسری یہ کہ انکا ازبر کر رکہنا
شرط نہین بلکہ نسخہ صحیحہ کا جو احادیث
متعلق احکام پر مشتمل ہو مجتہد کے پاس
ہونا کافی ہے -
اجماع کے محلونکا جاننا چاہیے کہ کس
کس مسئلہ پر ہوا تاکہ اسکے مخالف فتوی نہ دے
اسکا طریق یہ ہے کہ ایسی بات سے فتوی نہ دے
اب رہی **عقل** اس سے یہ جانے کہ اصل چیز
مین آزادی معافی ہے اور ہم اس آزادی معافی سے تمسک کرنیکے ماموہین بجز اس محل کے جہان نص (آیہ یا حدیث)

الصحة فهذه هى العلوم الاربعة۔

واما العلمان المتقدمان فاحدهما علم شرائط الحد والبرهان على الاطلاق وثانيهما معرفة النحو واللغة والصرف لان شرعنا عربى فلا يمكن التوسل اليه الا بفهم كلام العرب وما لا يتم الواجب الا به فهو واجب ولا بد فى هذه العلوم من القدر الذى يتمكن به المجتهد من معرفة الكتاب والسنة۔

واما العلمان المؤخران فاحدهما يتعلق بالكتاب وهو الناسخ والمنسوخ والآخر بالسنة وهو علم الجرح والتعديل ومعرفة احوال الرجال۔

واعلم ان البحث عن احوال الرجال فى زماننا هذا مع طول المدة وكثرة الوسائط امر كالمتعذر فالاولى الاكتفاء بتعديل الائمة الذين اتفق الخلق على عدالتهم كالبخارى

اس آزادی و معافی سے مانع ہو یا اجماع یا قیاس بشرائط صحیحہ اس سے پھیر دے یہہ وہ چار علوم ہوئے۔

اب وہ دو علم بیان ہوتے ہین جو ان چاروں سے مقدم ہین ایک علم تعریفات اور دلایل اشیا ہے (جسکو منطق کہتے ہین) دوسرا علم نحو و لغت و صرف - یہ اسلئے ضروری ہے کہ ہماری شرع عربی زبان مین ہے اسکو سمجھنا بجز عربی کلام سمجھنے کے ممکن نہین اور اسکا سمجھنا ان علوم کے سوا متصور نہین ہے اور جس چیز کے سوا ایسا امر واجب کا پورا ہونا ناممکن ہو وہ واجب ہوا کرتی ہے ان علوم سے بہی اسیقدر جاننا ضروری ہے جس سے کتاب و سنّت کی معرفت ہو سکے۔

اب رہے وہ دو علم جو ان سے موخر ہین انمین سے ایک تو علم ناسخ و منسوخ ہے جو کتاب اللہ کے متعلق ہے دوسرا علم جرح و تعدیل وغیرہ احوال راویوں کا جو حدیث کے متعلق ہے

یہہ جان رکہہ کہ ہمارے زمانہ مین طول مدت اور کثرت راویوں کے سبب راویوں کے حالات سے بحث کرنا مشکل امر ہے لہذا اس زمانہ مین یہی بہتر ہے کہ ان آئمہ کی جرح و تعدیل پر

ومسلم وامثالهما -

وقد ظهر مما ذكرنا ان اهم العلوم للمجتهد علم اصول الفقه واما سائر العلوم فغير مهمة في ذلك -

واما الكلام فغير معتبرة لانا لو فرضنا انسانا جازما بالاسلام تقليدا امكنه الاستدلال بالدلائل الشرعية على الاحكام - واما تفاريع الفقه فلا حاجة اليها لان هذه التفاريع ولدها المجتهدون بعد ان فازوا بمنصب الاجتهاد فكيف يكون شرطا -

واعلم ان الانسان كلما كان اكمل في هذه العلوم التي لا بد منها في الاجتهاد كان منصبه في الاجتهاد اعلى واتم - وضبط القدر الذي لا بد منه على اليقين كالامر المتعذر

اکتفا کیا جاوے جنکی عدالت پر تمام لوگون کا اتفاق ہے جیسے امام بخاری یا مسلم یا اُن کے امثال و اقران -

ہمارے اس بیان سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ سب علوم سے بڑھکر مجتہد کے لیے علم اصول فقہ بکار ہے - ان علوم ہشتگانہ کے سوا اَور علوم مجتہد کے لئے ضروری نہین ہین - علم کلام کا تو اجتہاد مین کچھ بھی اعتبار نہین فرض کرو ایک شخص اسلام کا تقلیداً یقین رکھتا ہے یعنی دلائل علم کا کلام وہ نہیں جانتا اگر وہ دلائل شرعیہ سے استدلال کرنا چاہے تو اسے کون مانع ہے - اب رہی جزئیات و مسائل فقیہہ ان کے جاننے کی بھی مجتہد ہونیکے لئے کچھ ضرورت نہین کیونکہ اِن جزئیات کو تو مجتہدون نے مجتہد ہونیکے بعد پیدا کیا ہے پھر وہ اجتہاد کے لئے کیونکر شرط ہو سکتی ہے - یہ بھی جان لے کہ جہانتک انسان اِن علوم مین زیادہ کامل ہوگا اُسی حد تک اُسکا رتبہ اجتہاد بلند و کامل ہوگا اور یقیناً یہ حد مقرر کرنا کہ اجتہاد کے لئے کس قدر علوم کا حاصل ہونا ضرور ہے ایک مشکل سا امر ہے +

ایسا ہی مغنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین شروط اجتہاد کا بیان ہے کسی کتاب اصول

بین اِن شروط سے بڑھکر اور سخت تر کوئی شرط اجتہاد مذکور نہین ہے۔

عبارت محصول امام رازی بین جو آیات متعلق احکام کی تعداد پانچسو آیت تک بتائی ہے یہہ بات اکثر لوگون کی زبان پر اور کئی کتابون میں پائی جاتی ہے مگر اسمین بعض محققین کو کلام ہے جو مدلّل ولائق توجہ ناظرین ہے ان کے نزدیک اِن آیات متعلّقہ احکام کی تعداد جنکو لوگ† آیات احکام سمجھتے ہین اور وہ ظاہر المعنی ہیں دوسو سے زیادہ نہین ہے۔ اور جو اسمیں اور

عبارت تلویح بین احادیث متعلقہ احکام کا کتب حدیث مین مجتمع ومنضبط ہوجانا اور اِن کُتب اور اِن کے مصنفین ائمہ کا اِس باب بین مدار اعتماد ہونا اور جتہاد کے لئے منجملہ آیات واحادیث صرف آیات واحادیث متعلقہ احکام کا علم ضروری ہونا (سو بہی نہ اس طور پر کہ وہ آیات واحادیث ازبر اور نوک زبان ہون بلکہ صرف اس معنی کر کہ بوقت حاجت کتاب سی نکالی جا سکین) اور اِن علوم کے سوا اور علوم (کلام ومعانی وبیان وفقہ) کا شرط اجتہاد نہ ہونا بیان ہوا ہے یہی اکثر متقدمین ومتاخرین اصولیین ومحدثین کا بیان ہے۔ ہمنے اپنے علاقی بہائی مقلدین کی طمانیت خاطر کے لئے نقل اقوال آئمہ مقلدین (صاحب تلویح وامام رازی وغیرہ) کو مقدم کیا۔ اب اسکی تائید بین چند اقوال محدثین بہی پیش کرتے ہین۔

سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی اپنی کتاب **قواعد** بین فرماتے ہین چنانچہ نواب صاحب بہوپال اپنے رسالہ جنہ بین انسے نقل کرتے ہین) بین تجہی **شروط**

وانا اقول الکلام فی شرائط الاجتهاد فمنها انهم اشترطوا	اجتہاد بتاتا ہون از انجملہ بعض لوگون نے علم کلام کو شرط ٹھہرایا ہے

† اِسلئے کہا گیا کہ نفس الامر بین ان آیات کی تعداد جنسے دلالۃً والتزاماً احکام نکلتی ہین پانسو سے بہی کئی حصہ زیادہ ہے۔ (دیکہو حصول المامول صفحہ ۱۰۰)

علم الکلام وصحح المحققون انہ غیر
شرط فی الاجتہاد وانما ھو عند
اھل ھذہ المقالۃ شرط فی صحۃ
العقیدۃ - والحق انہ لا معنی لھذا
فقد اجتہد الصدر الاول الذین علیہم
المعول قبل التصنیف فیہ والتدریس
بل قبل التسمیۃ لہ والتاسیس ×

× × × × × × الشرط الثانی

معرفۃ الآیات القرآنیۃ الشرعیۃ
وقد قیل انہا خمسمائۃ آیۃ وصحح الذی
وانما ھی مائتا آیۃ او قریب من ذلک
علی عد آی القرآن المعروف وان
عدلنا عنہ وجعلنا الآیۃ کل جملۃ
مفیدۃ یصح ان یسمی کلاما عند النحاۃ
کان اکثر من خمسمائۃ آیۃ وھذا
القرآن من شک فیہ فلیعد - ولا
اعلم ان احدا من العلماء اوجب حفظہا
غیبا بل شرط ان یعرف مواضعہا
حتی یتمکن عند الحاجۃ من الرجوع
الیہا فمن نقلہا الی کراسۃ وافردہا

مگر محققین نے اِس بات کو صحیح کہا ہے
کہ وہ شرط اجتہاد نہیں - ان لوگوں
(قائلین شرطیّت کلام) نے یہی اسکو
شرط صحت عقیدہ کہا ہے نہ شرط اجتہاد
اور حق یہی ہے کہ اِسکی شرط اجتہاد یا شرط
صحّت اعتقاد ہونیکی کچھ معنی نہیں - صدر
اول (صحابہ رضؓ) نے جن پر اعتماد ہے ہی
اجتہاد کیا جبکہ اس علم کا نام ونشان نہ تھا

× × × × . دوسری شرط

آیات قرآنیہ کا جو احکام شرعیہ کے
متعلق ہیں جاننا - بعض لوگوں نے کہا
ہے کہ وہ پانسو آیتیں ہیں مگر یہہ بات
صحیح نہیں - وہ تو دو ہی سو یا اس کے
قریب قریب ہیں اگر آیتوں کا معمولی عدد
شمار ہو - اور اگر ہم آیتوں کا مشہور عدد
چھوڑ کر ہر ایک فقرہ کو جو ایک معنی بتادے
اور وہ نحویوں کی اصطلاح میں کلام کہلائے
آیہ شمار کریں تو پانسو سے بھی زیادہ عدد
بڑھ جاتا ہے جسکو شک ہو وہ (قرآن
موجود ہے) گِنکر دیکھ لے -

پھر ان دو سو آیہ کو نوک زبان یاد رکھنا ہمارے علم میں کسینے ضروری نہیں کہا شرط

لکفاتہ ذالک وقد افردتھا بشرح و
سمیتھا نیل المرام بتفسیر آیات
الاحکام۔

الشرط الثالث معرفة جملة من الاخبار
النبویه ویکفی فیها معرفة کتاب جامع
مثل الترمذی وسنن ابی داؤد
والبخاری ومسلم بل فیها ما لا یجب
معرفته علی مجتهد لانها جامعة لاخبار
النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه وسیرته
ومغازیه وبعوثه ولما ورد من تفسیر
القرآن الکریم من کلامه ولذکر
الرقاق والجنة والنار واحوال القیا
والملاحم (وکذا وکذا) ......
والذی یدل علی ان جملة الاخبار لکفید
ولا یجب الاحاطة بها ان الصحابة قد صح
اجتهادهم واحکامهم لم یحیطوا
بها علما وکذلک التابعون وائمة الاسلام
لم یعلم احد احاط بها حتی قال الشافعی
علمان لا یحیط بهما احد اللغة والحدیث
وهذا صحیح وهو قول الجماهیر والخلاف

یہی ہے کہ انکا ٹھکانا جانے اور بوقت حاجت
انکی طرف رجوع کر سکے پس اگر کوئی انکو
چند اوراق مین جمع کرلے تو کافی ہوگا
ہمنے (نواب صاحب فرماتے ہین) انکو
شرح کے ساتھ ایک رسالہ مین جمع کیا ہے
جسکا نام **نیل المرام** ہے۔
تیسری شرط یہ ہے کہ کسیقدر احادیث
بھی جانتا ہو۔ اسمین کوئی ایک کتاب
جامع (جیسی ترمذی و سنن ابی داؤد و بخاری
و مسلم) کا جاننا کافی ہے۔ بلکہ ان کتابون
مین ایسی حدیثین بھی ہین جنکا جاننا مجتہد
کے ضروری نہین ہے کیونکہ انمین آنحضرت
و صحابہ کے حالات اور جنگنامے اور آیات قرآن
کی تفسیر اور زہد کی باتین اور بہشت و دوزخ
و قیامت کے حالات وغیرہ بھی ہین جنکی جاننے
مین ضرورت نہین۔ اور اس بات
پر (کہ کسیقدر احادیث مجتہد کے لئے کافی
ہین سبھی احادیث پر احاطہ واجب نہین)
دلیل یہ ہے کہ آنحضرت کے صحابہ کا اجتہاد
صحیح تہا حالانکہ انکو سبھی احادیث پر† احاطہ نہ تہا

† اس باب مین ہماری ضمیمجات ۷۶ء مین ایسی تفصیلی بحث ہے کہ بجز اسمقام کے کہین دیکھی نہین گئی شایقین ان پرچون کو ملاحظہ مین لاوین تو عجب حظ اٹھاوین۔

فنبیہ شاذ والحجة علیہ واضحة وللہ الحمد۔ والاولی لمن اراد الاجتہاد ان یعرف کتابا من کتب الاحکام التی اقتصر اھلھا علی ذکر احادیث التحلیل والتحریم واجمعوا جمیع ما فی کتب الصحاح من ذالک وبینوا الصحیح من السقیم مثل المنتقی لابن تیمیہ وما احسنہ لو بین الصحیح من الضعیف کل البیان ومثل الاحکام عبد الحق الوسطی والصغری واحکام الضیاء المقدسی والاحکام الکبری لعبد النبی المقدسی والخلاصة للنووی وھی مفیدة جدا لکنہ لم یکملھا۔

وما ذکرہ الحافظ ابو محمد المنذری فی کتابہ اختصار سنن ابی داود من الاعتراضات والفوائد۔ و واحضرھا الکتاب للامام ابن دقیق

ایسی ہی تابعین وغیرہ ائمہ اسلام تہے انمین سے کوئی ایک بہی ایسا معلوم نہین ہوا جو احادیث پر احاطہ رکہتا ہی حتی کہ امام شافعی رحنے یہ کہدیا ہی کہ دو علمون لغت وحدیث پر کسیکو احاطہ نہین ہی بات صحیح ہی جسکی جمہور قایل ہین اسکے مخالف شاذ و نادر لوگ ہین اور اسپر خدا کے فضل سے دلیل واضح ہے جو شخص اجتہاد کا ارادہ کرے اسکے لئے بہتر یہ ہی کہ وہ ان کتابونکو دیکہے جو احکام مین تالیف ہوئی ہین انکے مؤلفون نے ان سب احادیث احکام حلال حرام کو وارد کیا ہی جو کتب صحاح مین پائے جاتی ہین جیسی کتاب †منتقی الاخبار ابن تیمیہ یہ کتاب کیا اچھی تہی اگر مؤلف اسمین صحیح وضعیف کابیان پورا کرتا اور کتاب احکام وسطی وصغری *عبد الحق اور احکام ضیاء الدین مقدسی اور احکام کبری عبد النبی مقدسی و خلاصہ امام نووی یہ کتاب نہایت ہی مفید ہی مگر اسکو انہون نی پورا نکیا اور وہ کتاب جو حافظ ابو محمد منذری نی

† یہ او ابن تیمیہ ابن القیم کا اوستاد ابن تیمیہ نہین بلکہ یہ اسکا دادا ہی اور اسکی کتاب منتقی الاخبار دہلی مین چہپی ہی اور کتاب نیل الاوطار شوکانی جو اسکی شرح ہی مصر مین چہپی ہی یہ شرح ان سب کتابونسے فارغ دلا پرواہ کرتی ہی

* یہ عبد الحق بہی اور صاحب ہین پرانی محدث نہ شیخ عبد الحق دہلوی۔ اڈیٹر

کتاب ابوداؤد سے اختصار کرکے بنائی ہے ان سب سی مختصر کتاب الالمام ابن
دقیق العید ہی اس سے بھی مختصر کتاب احکام الالمام ان کے بعض شاگردونکی

والمختصر منه احکام الالمام الجامع
لاحادیثه لبعض تلامذته - واجمعها
وانفعها کتاب تلخیص الحبیر للحافظ
ابن حجر ولاشک فی کفایته للمجتهد
وزیادة الکفایة وهو مجلدان
وان اراد الکمال فی المعرفة التامة
فلیطالع کتب الاسلام مثل التمهید
والنهایة والبدایة وشروح کتب
الحدیث ومن احسنها ما شرحه
حافظ مصر فتح الدین ابن سید الناس
من جامع الترمذی ولم یتمه وقد
کمله زین الدین حافظ الوقت ابن
العراقی وهذا الشرح فی غایة الحسن
وذکر العلامة ابن رشد المالکی فی کتابه
نهایة المقتصد وبدایة المجتهد ما لفظه
فان هذا الکتاب انما وضعناه لیبلغ
المجتهد به فی الصناعة رتبة الاجتهاد
واذا حصل ما یجب قبله من القدر

ان سب کتابون سے بڑھکر جامع اور زیادہ
نفع رسان کتاب تلخیص[†] ابن حجر عسقلانی
ہے اسمین شک نہین کہ یہ کتاب مجتہد
کے لئے کافی ہے بلکہ کافی ہونی سے
بھی بڑھکر ہے اور وہ دو جلدون مین ہے
اور جو اور بھی کمال معرفت چاہی وہ اور
کتب اسلام (جیسی تمہید۔ نہایہ۔ بدایہ
وشروح کتب احادیث) کا مطالعہ کری
ان شرحون مین سے عمدہ وہ شرح ہے
جو حافظ ابن سید الناس نے
ترمذی پر لکھی ہے مگر اسکو پورا نہ کیا۔
حافظ زین الدین عراقی نے اِسکو پورا کردیا
یہ شرح نہایت خوب ہی۔
علامہ ابن رشد نے اپنی کتاب
نہایۃ المقتصد وبدایۃ المجتہد مین کہا ہے
کہ مین نے یہ کتاب اسلئے بنائی ہی کہ اجتہاد
کرنیوالیکو اِس سے رتبہ اجتہاد حاصل ہو
جبکہ وہ ان علوم کو جو اِس سے پہلی بکار ہین

† یہ کتاب بحمد اللہ ہمارے پاس موجود ہے - اڈیٹر

من النحو واللغۃ وعلم اصول الفقہ وھو کلام جید من علامۃ الکبیر مسلم لہ وانما ذکرت ھذہ الکتب علی جھۃ الارشاد والمعاونۃ لا علی جھۃ الایجاب الشرط الرابع معرفۃ العربیۃ ویکفی منھا قراءۃ کتاب مثل مقدمۃ الشیخ ابن الحاجب قراءۃ فھم۔ وھذا علی الاحتیاط لا علی الایجاب لان فی العربیۃ ما لا بد من معرفتہ وفیھا ما لا یحتاج الی معرفتہ مثال ما لا یحتاج الیہ کلامھم فی العامل فی المستثنی ما ھو وما ارتفع الفاعل وانتصب المفعول ونحو ذلک مما لم تعرفہ العرب وقد ذکر الفقیہ العلامۃ علی بن عبد اللہ عن ابی الحسین البصری انہ قال لیس فی الاجتہاد شرط بعد معرفۃ الکتاب والسنۃ الا اصول الفقہ وقد نقلوا من العربیۃ والمعانی والبیان ما یحتاج الیہ المجتہد قلت فمن اراد الاجتہاد العام فی العلم کلہ فعلیہ بعلم العربیۃ

(جیسے نحو لغت اصول فقہ) حاصل کر چکا ہو یہ کلام علامہ عمدہ اور مسلّم ہے۔ میں نے رشید وزیر یمانی فرماتے ہیں ان کتابوں کی طرف مجتہد کو مراجعت کرنیکا ذکر بطور مصلحت کیا ہے بطور وجوب نہیں کیا۔ یعنی اس سے یہ مطلب نہیں کہ جبتک یہ سب کتابیں نہ دیکھی مجتہد نہ ہوگا۔ **چوتھی شرط عربیت سے واقف ہونا** اسکے لئے ایک کتاب کافیہ ابن حاجب کا سمجھکر اور اچھی طرح سے پڑھنا کافی ہے یہ بھی ہمنے بطور احتیاط و مصلحت کہا ہے نہ بطور واجب کیونکہ کتب عربیت میں ایسے مسایل بھی ہوتے ہیں جنکی جاننے کی مجتہد کو حاجت نہیں جیسے یہ مسئلہ کہ مستثنیٰ میں عمل نصب کون کرتا ہے اور فاعل مرفوع اور مفعول منصوب کیوں ہوتا ہے جنکو خود عربی لوگ بھی نہ جانتے تھے **فقیہ ابو الحسین بصری** نے کہا ہے کہ اجتہاد میں بعد معرفت کتاب اللہ و حدیث کے بجز اصول فقہ جاننے کے اور کوئی شرط نہیں کیونکہ عربیت و معانی و بیان کے مسائل بقدر حاجت اہل اصول خود نقل کر چکے ہیں

فلا اعلم علی وجہ الارض اکثر معونۃ علی المجتہد علی الفہم الصحیح منہ من اصول الفقہ ومن اراد الاجتہاد فی مسئلۃ من العلم فلا یجب علیہ قرأۃ العربیۃ بل یجب علیہ ان یعرض ما فہم من تلک المسئلۃ علی علماء العربیۃ ویتعلم منہم ما یتعلق بہا۔

الشرط الخامس اصول الفقہ ہو عمودہا وراسہا بل اصلہا اساسہا حتی ان ابا الحسین البصری ذکر انہ لا یشترط فی الاجتہاد سواہ کما تقدم لان اہلہ قد نقلوا ما یحتاج المجتہد او اکثر ما یحتاجہ من الفنون الی فہم ہذا حتی قال بعض علماء المعانی ان الاصولیین سرقوا علینا فننا۔ وکذلک ذکروا اکثر ما یحتاج الیہ من المسایل العربیۃ۔

الشرط السادس علم المعانی والبیان وقد اختلفوا فیہ ہل ہو شرط ام لا۔ والحق ان فیہ ما ہو شرط فی بعض المسایل کالعربیۃ

مین (سید یمانی فرماتے ہین) کہتا ہون جو عام اجتہاد سبہی علم (کتاب و سنت) مین چاہے اسکو تو علم عربیت کی ضرورت ہے کیونکہ روئے زمین پر اس علم اور علم اصول سے بڑہکر صحیح معنی سمجھنے مین مجتہد کا کوئی علم مددگار نہین۔

اور جو کسی خاص مسئلہ (کتاب و سنت) مین اجتہاد کرنا چاہے اُسکو علم عربیت پڑہنا ضروری نہیں بلکہ جو کچھ وہ کسی آیت یا حدیث کا مطلب سمجھتا ہے اسکو علمائے عربیت کے سامنے پیش کرنا اور اس مسئلہ کے متعلق اس سے کچھہ سیکھہ لینا کافی ہے۔

پانچوین شرط علم اصول فقہ ہی وہ اجتہاد کا ستون اور سر بلکہ بنیاد اور جڑ ہے حتی کہ ابو الحسین بصری نے یہ کہدیا ہی کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم شرط اجتہاد نہین ہے، کیونکہ اس علم والون نے اور علم کی ضروری باتون کو اسمین نقل کر دیا ہے چنانچہ بعض علمائے بیان نے کہا ہی کہ اصولیون نی ہمارا فن ہمسی چورا لیا ہے ایسا ہی انہون نے اکثر ضروری مسائل عربیت کو بھی نقل کر دیا ہے۔

چھٹی شرط علم معانی و بیان سے اسکے شرط ہونے مین اختلاف ہی حق یہ ہی

وفيه ماليس بشرط التبتة وقد نقل اهل الاصول اكثر ما يحتاج اليه وقد تختلف عباراتهم والمعنى واحد ومعرفة ما هو شرط منه شئ يسير فقد كنت قرأت التلخيص ونقلت ما يتعلق بمعنى الكلام منه فلخت الوصل والفصل والامر قريب ولكن لابد من عناية وتعب واجتهاد - وانما قلت انه قريب بالنظر الى تهويل الاصحاب بشانه وبالنظر الى انه واجب فرض - وقد نص سبحانه وتعالى على انه ما جعل علينا في الدين من حرج - هذا اخر كلامه -

کہ اِس علم مین بعض مسائل ایسے ہین کہ وہ عربیت کی طرح بعض مسایل مین اجتہاد کرنیکے لئے شرط ہین اور بعض ایسے مسایل ہین کہ وہ شرط نہیں ہین مگر اہل اصول نے اکثر ان مسائل کو جو شرط اجتہاد ہین اپنی کتابون مین نقل کردیا ہی اگرچہ انکی بعض عبارات بعض مواقع پر مختلف ہین مگر معنی متفق - مینے کتاب تلخیص کو پڑھا تو اس سے بعض مسایل کو جو کلام کے معنی سے متعلق تھے نقل کیا - یہ امر قریب ہی مگر محنت و مشقت و اجتہاد بکار ہی - یعنی اسکو قریب العمل (لوگون کے مشکل و خوفناک کہنے اور اسکو واجب و فرض سمجھنے کے مقابلہ مین) کہا ہے خداتعالی نے تو صاف فرمادیا ہی کہ اس نے ہمپر تنگی اور مشقت نہین ڈالی - پھر یہ لوگ کیون تنگی کرتے ہین - یہ آخر کلام سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی ہے -

علامہ محمد معین حنفی مُحدّث نے **دراسات اللبیب** مین پہلے کتاب مغنی سے

ولقد وجز واحسن في بيان شرائط الاجتهاد صاحب كتاب المغني من اطلع عليه لم يعظم عليه امر اصل الاجتهاد فنورده من لفظ الكتاب .....

شروط اجتہاد کو نقل کیا ہی پھر فرمایا ہے اگر کوئی کہے کہ یہ سب شروط تو کسی مین جمع نہین ہوتین تو ہم کہین گے کہ اِن علوم کی شرط ہونیکے یہ معنی نہین کہ ان سبھی علوم ۔

ثم نبّہ علی ما یستفاد منہ مما یزول به عسر الحکم بتحققه فی زماننا قال رحمه الله الاجتهاد معرفته ستة اشیاء الکتاب والسنة والاجماع والاختلاف والقیاس ولسان العرب..... الی ان فصلها ثم قال فان قیل هذه شروط لاتجتمع فی احد فکیف یجوز اشتراطها قلنا لیس من شرطها ان یکون محیطا بهذه العلوم احاطة تجمع اقصاها وانما یحتاج ان یعرف من ذلک ما یتعلق بالاحکام من الکتاب والسنة ولسان العرب ولا ان یحیط بجمیع الاخبار الواردة فیه - فقد کان ابوبکر الصدیق وعمر بن الخطاب رضی الله عنهما خلیفتا رسول الله ووزیراه وخیر الناس بعده فی حال امامتهما یسئلان عن الحکم فلا یعرفان مافیه من السنة حتی یسئلان الناس فیخبران فسئل ابوبکر رض عن میراث الجدة فقال مالک فی کتاب الله تعالی شیء ولا اعلم لک فی سنة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

مجتہد کو پرلے درجہ کا احاطہ ہو بلکہ منجملہ ان علوم کے قرآن وحدیث اور عرب کی زبان سے اسیقدر کا جاننا ضروری ہے جو احکام کے متعلق ہو - پھر اس قسم کے بھی سبھی احادیث کا جاننا شرط اجتہاد نہین ہے -

یہ دیکھو ابوبکر صدیق وعمر فاروق آنحضرت کے خلیفہ اور وزیر تھے وہ خلافت کی حالت مین (جب کوئی ان سے سوال کرتا اور انکو حدیث سے اسکا جواب وحکم معلوم نہ ہوتا) اور لوگون سے پوچھتے - ابوبکر صدیق سے (کسیکی) دادی نے اپنی میراث کی بابت سوال کیا آپ نے سایلہ سے کہا کہ ہم تیرے لئے کتاب اللہ مین کوئی حکم نہین پاتے اور نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کچھ تیرا حصّہ پاتے ہین ولیکن لوگون سے پوچھتے ہین پھر آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا مین خدا کی قسم دیتا (یا خدا کے نام سے سوال کرتا) ہون جسکو آنحضرت کا فیصلہ دادی کے حق مین معلوم ہو

في الجدة فقام المغيرة فقال ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اعطاها السدس وسأل
عمر رض من املاص المرأة فاخبر المغيرة
بن شعبة ان النبي صلى الله عليه
وسلم قضى فيه بغرة عبد او امة
ولا يشترط معرفة المسائل التي
فرعها المجتهدون في كتبهم فان هذه
فروع فرعها الفقهاء بعد حيازة منصب
الاجتهاد فلا يكون شرطا وهو سابق
عليها - وليس من شرط الاجتهاد في
مسئلة ان يكون مجتهدا في كل المسائل
بل من عرف ادلة مسئلة وما يتعلق
بها فهو مجتهد فيها وان جهل غيرها
كمن يعرف الفرائض واصولها ليس من
شرط اجتهاده فيها معرفته بالبيع
ولذلك ما من امام الا وقد توقف
في مسائل - وقيل من يجيب في كل مسئلة
فهو مجنون واذا ترك العالم
لا ادري اصيبت مقاتله - حكي ان
مالكا سئل عن اربعين مسئلة
فقال في ستة وثلثين منها لا ادري

وہ بیان کرے پس مغیرہ کھڑے ہوئے
اور کہا آنحضرت نے دادی کو چھٹا
حصّہ دلایا ہے - حضرت عمر رض نے لوگون
سے اِس عورت کا حکم پوچھا جسکا حمل
کسینے گرادیا ہو حضرت مغیرہ رض نے فرمایا
کہ اسقاط حمل کے بدلے آنحضرت نے غلام
یا لونڈی دلوائی ہے -

اجتہاد کے لئے ان جزئیات فقہیہ کا
جاننا **شرط** نہین جو مجتہدون نے
نکالی ہین کیونکہ یہہ تو منصب اجتہاد
حاصل کرنیکے بعد انہون نے نکالی ہین
پہر وہ اجتہاد کے لئے (جو ان سے پہلے
ہوا ہے) شرط کیونکر ہو سکتی ہین
اور مجتہد کے لئے یہ بہی **شرط** نہین
کہ ایک مسئلہ مین مجتہد ہو تو سبہی مسایل
مین اجتہاد کر سکے بلکہ جو شخص ایک مسئلہ
کے دلایل و متعلقات جانے وہ اسمین
مجتہد ہے گو وہ اور مسایل سے وہ جاہل
ہو جیسے ایک شخص فرائض جانتا ہے اسکو
اجتہاد کے لئے یہ شرط نہین کہ وہ بیع کی
مسایل بہی جانتا ہو - **یہی وجہ** ہے کہ ایسا

کوی امام نہین ہوا جسکو بعض مسایل مین توقف نہ ہوا ہو اور یہ بہی علمانے کہا ہے کہ جو شخص ہر مسئلہ میں جواب دے کہین لاعلمی کا اظہار نہ کرے وہ مجنون ہے اور کہا ہے کہ جب عالم **لاادری** (یعنی مین نہین جانتا) کہنا چھوڑ دیتا ہے تو اسکی بات بے اعتبار ہو جاتی ہے ۔ **روایت** ہے کہ امام مالک سے کسی نے

ولم یخرجه ذلك عن کونه مجتهداً وانما المعتبر اصول هذه الامور وهو مجموع مدون فی فروع الفقه واصوله فمن عرف ذلك ورزق فهمه کان مجتهداً له انقیاد الآیة الحکم اذا اولیه والله اعلم ۔ وخرج من هذا ان المسئلة الواحدة من باب واحد من ابواب الفقه اذا حصلها احد من دلیلها بعد ما علم ما یحتاج الیه فی الاستدلال فهو مجتهد فیها وان لم یرجع الی ما قال السابق من المجتهدین فی تلك المسئلة فان غایة ذلك ان یخالف قولهم بدلیل ظهر له والحجة علیه ما ظهر ۔ واحتمال انه لو رای اقوال الغیر فیها بالدلیل المعارض

چالیس مسئلے پوچھے آپنے چھتیس مین لاادری کہا پہر اس امر نے اُنکو مجتہد ہونیسے نہین نکالا ۔ مجتہد ہونیکے لئے یہی امر **معتبر** ہے کہ اِن باتون کی جو کتابون مین مجموع و مؤلف ہو چکی ہین اصل جانتا ہو ۔ ایسا شخص بشرطیکہ فہم اور سمجھ بہی رکہتا ہو ۔ مجتہد ہے اور وہ حق اور ایک بات معلوم نہ کرتا ہے جب وہ حاکم ہو اِس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کوئی ایک مسئلہ بہی مسائل اجتہادی سے دلیل سے حاصل کریگا تو وہ مجتہد ہوگا ۔ جبکہ وہ اسکی ضروریات سے واقف ہو گو وہ اِس مسئلہ مین کسی پہلے مجتہد کی بات کو نہ دیکھے اِس سے نہایت بھی بات پیدا ہوگی کہ اسکی بات جو اسکو بدلیل معلوم ہوئی پہلے مجتہدون کے بات کے مخالف

نکلے مگر اُسپر وہ دلیل حجت ولائیوسے سند نہ کسی مجتہد کی بات ۔ اسمین یہ احتمال کہ وہ

لرجع عما قال لا یوجب علیہ الرجوع فان
مثل ھذہ الاحتمالات لا اثر لھا فی
الایجاب بعد نھوض الدلیل عندہ -
وخرج منہ ایضاً ان جمیع ما ذکر فیہ
من شروط الاجتھاد لا یلزم ان یکون المجتھد
حافظاً لہ ومستحضراً لما یوجب مراعاتہ
فیھا من حیث مباحث العموم والخصوص والتقیید
والاطلاق وغیر ذلک - بل یکفی فیہ
ان یراجع الکتب المدونۃ فیھا بعد فھمھا
علی وجھھا فاذا راجعھا واتقن رعایتھا
واعمال ما فیھا علی حکم فی مسئلۃ لا ینقص
ذلک من رتبۃ اجتھادہ فی ذلک الحکم
کیف وتدوین کتب الاصول وتبیین قواعدھا
المتعلقۃ بالحجج الاربعۃ لیس تذکارا بحتا
مما کان من صنیع الاوائل وحجر عنہ
الاواخر فتکون اساطیر الاولین اکتتبوھا
کما ظن فیھا وفی کتب متون الحدیث
لاسیما السنن الموضوعۃ فی الاحکام

اوروں کے اقوال اور اُن کے دلایل
دیکھتا ہو تو شاید اپنی بات سے پھر جاتا
اسکو اس بات سے پھر جانا لازم نہیں کرتا
ایسلیے احتمالوں کا دلایل قایم ہونیکے بعد کچھ
اعتبار نہیں -
اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جو
کچھ شروط اجتہاد مذکور ہوئی ہیں مجتہد
کو انکا زبان پر رکھنا اور جن باتوں کی
رعایت کرنی اجتہاد میں اسپر واجب ہے
(جیسے نص کے عام و خاص و مطلق و مقید
وغیرہ ہونیکی بحثیں) انکا یاد کر رکھنا لازم
نہیں بلکہ اسکو بوقت ضرورت ان
کتابوں کیطرف جنمیں یہ مباحث لکھے
ہوئے ہیں رجوع کرنا کافی ہے اگر وہ
انکو ٹھیک سمجھ سکتا ہے جب وہ
اُن کتابوں کیطرف رجوع کر چکا اور انکی
مدد سے اور اُن کے مسایل مندرجہ
کام میں لانے سے کسی مسئلہ میں
اجتہاد پر قادر ہوگا تو یہ امر اسکے رتبہ اجتہاد میں نقصان پیدا نکریگا کیونکہ ان کتابوں کی
تصنیف اور جو انمیں قواعد متعلق ادلہ اربعہ بیان ہوئے محض پہلے مجتہدوں کی ساختہ
پرداختہ کی یادداشت نہیں ہیں کہ پچھلے اسکے عمل سے مجبور و محروم رہیں اور وہ صرف پہلونکی

وكتب فنون شتى تتعلق بعلم الحديث
بل انما اسست قواعد اصول الفقه
ليعمل بها من يحاول الاستنباط و
اخراج الفروع من الاصول ومن تقيّد
بتلك القواعد الماخوذة منها
على ذلك ولو في فرع واحد فهو
المجتهد في ذلك الفرع —
وكذلك ماتحمل من مشاق
الرحلة في جمع الاحاديث ثم في
تهذيبها وتجريدها صحاحًا نقية
لاباس عليها الا للعمل لمن يتاخر
زمانهم عن طبقة المصنفين وما
افردت الكتب في فنون هذا العلم
الشريف على ما يتعجب الناظر فيها الا
لمسيس حاجة العامل بالحديث اليها
في الزمان المتاخر لا للاعتناء بما كان
يحتاج اليها السابقون — ثم ذكر ما تكفل
لبيانه المحدثون في مؤلفاتهم
من علوم الحديث فقال يكفي في
ذلك الاطلاع من الكتب المدونة
المروية من الحفاظ والمحدثين و كتب الاصول

کہانیاں ہون جنکو جیسا سمجہا لکہہ لیا خصوصًا
کتب حدیث سے سنن اربعہ جو احکام کے
لئے بنائی گئے ہین اور حدیث کی متعلق
اور مختلف فنون کی کتابین بلکہ ان قواعد
اصول فقہ کی بنیاد تو اسی غرض سے قایم
ہوئی ہے کہ جو چاہے ان پر عمل کرے
اور اصول سے فروعات کو نکالے اور
جو ان قواعد کی مدد سے اجتہاد (ایک
ہی مسئلہ مین کیون نہ ہو) پر قادر ہوگا
وہ اس مسئلہ میں مجتہد کہلائیگا —
ایسا ہی احادیث کو جمع کرنے مین پہر
ان کے چہانٹنے اور انہین کہری صحیح
حدیثون کے جو بے عیب ہون جدا کرنے
مین جو تکلیفین اٹہائی گئی ہین وہ صرف
اسی لئے اٹہائی گئی ہین کہ جو شخص ان
مصنفون کے زمانہ سے پیچہے آوے وہ انپر
عمل کرے —
اس شریف علم کے فنون مین جدا جدا تصنیف
جنسے دیکہنے والیکو تعجب ہوتا ہی صرف
پیچہلے زمانون کی حدیث پر عمل کرنیوالون
کی ضرورت وحاجت کی لئے ہوئی ہین

على تفنن علوم الحديث بحيث لم يبق لمن جاهد حق الجهاد فى مطالعتها خافية فى ادنى ما تمس الحاجة اليه العامل بالحديث من تصحيح متونها وتحسينها وتمييزها وعما عنها وكونها من اى قسم من اقسام الحديث ومعرفة احوال الرواة من الجرح والتعديل ومعرفة اسمائهم وكناهم واسماء آبائهم وسكناهم و مكاسبهم بحيث كانك عاشرتهم بجوار الدار ومعرفة الاحكام الكلية من الحفاظ كقولهم ليس فى الباب حديث وليس فى الباب اصح منه وكل حديث فى الباب ضعيف وهذا الحديث رواه هذا العدد من الصحابة وهذا له هذا المقدار من الطرق وهذا كل رواته اهل الحجاز وهذا كل رواته اهل العراق وهذا رواه فى بلد فلان بلفظ كذا

نہ یہ بات سنا نیکو کہ پہلی مجتہد اِن باتونکی محتاج تھی۔

پھر علامہ نے اِن باتون کو بیان کیا جنکا محدثین نے اپنی تصانیف مین ذمہ لیا ہے پس کہا کہ علوم اجتہاد کے جاننے کے لئے اِن کتابون کو جو تالیف ہوئین اور حفاظ حدیث سے منقول ہوئین دیکھنا کافی ہے۔ جو انکے دیکھنے مین جیسا کہ حق ہی مشقت اُٹھاوی اسپر کوئی ضروری بات مخفی نہین رہتی حدیثون کی تصحیح یا تحسین اور غیر صحیح وغیر حسن سے انکی تمیز اور یہ کہ وہ حدیث کس قسم کی ہے اور راویون کی جرح وتعدیل کے حالات اور ان کے نامون اور کنیتون اور اُن کے باپون کے نامون اور اُن کے مکانون اور پیشون کی شناخت ایسی طور پر کہ گویا تو دیوار بدیوار انکا ہمسایہ رہا ہے اور حفاظ حدیث کے اِس قسم کے عام حکمون کی پہچان کہ اِس باب مین کوئی حدیث نہین اور اِس باب مین جو حدیث ہی وہ ضعیف ہی اور اِس حدیث کو اتنے صحابہ نے روایت کیا ہی اور اِس حدیث کی اتنی سندین وطریق ہین اور اس حدیث کے سب راوی حجازی ہین اور اِس حدیث کے سب راوی

عراقی ہین اور اِس حدیث کو فلان شہر مین راوی نے اِس طور سے بیان کیا

وزاد فیه هذا اللفظ بعد روایته
بلا زیادة وذلك فی زمان کذا
وهذا فی زمان کذا وهذه الروایة
لهذا الحدیث حرف بعد التحدیث
وهذا اقبل وهذا یرسل وهذا
یدلس - وکل روایة فلان عن
فلان لا یعتمد علیه وهذا الحدیث
لا معارض له فی الاحادیث صلى
وهذا له هذا العدد من الاحادیث
المتعارضة -
والثر دابهم انهم یوردون
فی کتب السنن متون الاحادیث
المتعارضة فی بابین متصلین
وافردوا التصنیف فی ما لا معارض
له من الاحادیث وماله معارض
وافردوا الکتب فی الناسخ والمنسوخ
من الاحادیث وهو علم شریف من
علوم الاحادیث مهتم واهل تصنیف
هذا الفن مع قضاء وطرهم عن
حقوقه لم یقتصروا علیه بل درجوا

ہے اور اسمین یہ لفظ بڑہا دیا ہے بعد
اِس کے کہ بدون اِس لفظ کے روایت کیا
کیا تہا اور وہ فلان زمانہ مین تھا اور یہ
فلان زمانہ مین تھا اور اِس حدیث کو
روایت کرنیسے پیچھے بدل دیا ہے اور اسکو
روایت کرنیسے پہلے بدل دیا ہے اور یہ
راوی مرسل حدیث لایا کرتا ہے اور وہ
مُدلّس ہے (یعنی بے سُنی روایتین ایسے
طور پر بیان کرتا ہے کہ سُنی ہوئی معلوم
ہون) اور فلان راوی کی حدیث فلان
شخص سے لایق اعتماد نہین ہی اور اسحدیث
کا کوئی معارض نہین اور اسحدیث کی
اتنی حدیثین معارض ہین -
اُنکی یہ اکثر عادت ہی کہ متعارض حدیثونکو
کُتب حدیث مین متصل دو بابون مین
وارد کیا کرتے ہین انہون ایسی مستقل کتابین
بہی تصنیف کی ہین جنمین صرف وہ حدیثین
وارد ہین جنکی معارض اور حدیثین نہین یا
وہ حدیثین جنکی معارض حدیثین موجود ہین
اور انہون نے ناسخ و منسوخ علوم حدیث سی شریف علم ہے

فیہ بابا عظیما واسعا من العلم
فی کتبھم وضمنوہ بیانھم ذلك
ایراد المتعارضین من الاحادیث و
التکلم فی ترجیح احدھما علی الاخر
مع الاشارۃ الی من تمسك بھا من
الائمۃ بحیث فاضوا وافادوا عن
کیفیۃ التعارض والجمع والترجیح
وعددوجوہ بل حصروھا فی
مائۃ وعدۃ وجہ علی ما اطعنا بھا۔

(دراسات)

اِس فن کے لوگون نے اِسکا حق پورا کرکے
اِسی پر نہین رہی بلکہ اِس کے ضمن مین ایک
اَور بڑا اور وسیع علم کو بھی بیان کر دیا ہے
وہ یہ کہ دو باہم مختلف و متعارض حدیثونکو
وارد کیا ہے اور اِنمین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح و غلبہ دینے مین ایسی گفتگو کی ہے
کہ لوگون کو فیض پہنچایا اور کیفیت تعارض
و تطبیق و ترجیح کو بیان کر دیا اور ترجیح کی
وجوہات اور صورتین (ہمارے علم مین) ایک
سو کئی وجہ مین بیان کین۔

ناقل و مترجم کہتا ہے ان وجوہات ترجیح کی تفصیل مع التمثیل **محصول**
امام رازی رحمۃ اللہ اور **ارشاد الفحول** قاضی محمد بن علی شوکانی رح یمانی وغیرہ
کُتب اصول متقدمین و متاخرین مین موجود ہے مگر اِنمین اِن وجوہات کا بیان بہت
بسط و تطویل سے ہوا ہے **ارشاد الفحول** کا خلاصہ مطلب نواب صاحب
بھوپال نے اپنی کتاب **حصول المامول** مین وارد کیا ہے ہم اِس مقام مین
اِس کتاب کا مختصر بیان نقل کرنا موجب طمانیت و زیادت بصیرت ناظرین خیال
کرتے ہین۔ ہرچند اِسمین بھی فی الجملہ طول کا خوف ہی مگر چونکہ ہمکو ادق علوم
واخص مسایل کا اِس رسالہ کے ذریعہ سے عام مین پھیلانا مدنظر ہے اِسلئے ہم
اس فی الجملہ طول کا لحاظ نہین کرتے۔ ناظرین سے امید ہی کہ اِس نشر و اشاعت علوم
و مسایل کا قدر کرین گے اور اِس تطویل پر آشفتہ خاطر نہ ہون گے۔

نواب صاحب ممدوح حصول المامول صفحہ ۲۱۳ مین امام شوکانی کی کتاب کا خلاصہ

یون بیان فرماتے ہین۔ تو جان لے کہ دو معارض دلیلون مین ترجیح کبھی اسناد

اعلم ان الترجیح قد یکون باعتبار
الاسناد وقد یکون باعتبار المتن
وقد یکون باعتبار المدلول وقد
یکون باعتبار امر خارج فهذه اربعة
انواع والنوع الخامس الترجیح بین
الاقیسة والنوع السادس الترجیح
بین الحدود السمعیة — النوع
الاول الترجیح باعتبار الاسناد وله صور
الاول الترجیح بکثرة الرواة فیرجح
علی ما رواته اقل لقوة الظن به
والیه ذهب الجمهور وقال الکرخی
انهما سواء — قال ابن دقیق العید
هذا المرجح من اقوی المرجحات
واما لو تعارضت الکثرة وترجیح
العدالة من جانب اٰخر ففیه قولان
ترجیح الکثرة وترجیح العدالة فانه
رب عدل یعدل الف رجل فی التقة
کما قیل ان شعبة بن الحجاج کان یعدل

حدیث کی نظر سے ہوتی ہے کبھی الفاظ
حدیث کی نظر سے کبھی اُس کے معانی
کی نظر سے کبھی امور خارجی کی نظر سے
یہ چار اقسام ترجیح ہوئی جو اکثر متعارض
حدیثون مین پائے جاتے ہین۔ قسم پنجم
باہم قیاسون مین ترجیح۔ قسم ششم اشیا
کی سماعی تعریفات مین ترجیح۔ ترجیح بنظر

اسناد کے کئی صورتین ہین

(۱) ترجیح کثرت راویون سے یعنے جس حدیث
کے راوی بہت ہون گے اُسکو حدیث
پر ترجیح ہوگی جس کے راوی کم ہون کیونکہ
ظن صحت و صداقت جو خبر واحد مین ہوتا
ہے کثرت راویون سے قوی ہوتا ہے۔ جمہور
کا یہی مذہب ہے۔ اور کرخی نے (حنفیہ میں
سے) کہا ہے کہ وہ دونو برابر ہین۔ ابن
دقیق العید نے کہا ہے یہ وجہ ترجیح تمام وجوہات
سے قوی تر ہے اور اگر ایک جانب مین کثرۃ
رواۃ ہو اور دوسری جانب مین غلبہ عدالت

راوی ہو تو اسمین دو قول ہین بعض کثرت کو ترجیح دیتے ہین اور بعض عدالت کو
اس دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ بسا اوقات ایک عادل ثقہ ہوتا ہے ہزار آدمی کے برابر ہوتا ہے

مائتین وقد کان الصحابة رض یقدمون روایة الصدیق رض علی روایة غیره -

الثانی انه یرجح ما کانت الوسائط فیه قلیلة وذلك بان یکون اسناده عالیا -

الثالث ان ترجح روایة الکبیر علی روایة الصغیر لانه اقرب الی الضبط -

الرابع انها ترجح روایة من کان فقیها علی من لم یکن کذلك لانه اعرف بمدلولات الالفاظ -

الخامس انها ترجح روایة من کان عالما باللغة العربیة لانه اعرف بالمعنی ممن لم یکن کذلك -

السادس ان یکون احدهما اوثق من الاخر -

چنانچہ کہا گیا ہے کہ شعبہ بن حجاج دو سو آدمی کے برابر تھا اور آنحضرت صلعم کی اصحاب صدیق اکبر کی روایت کو اور ونسے مقدم کرتے ہین -

(۲) ترجیح بقلت وسایط اسناد) یعنی جس حدیث کے راوی اور آنحضرت مین وسیلہ (ناقل) کم ہو یعنی اسکی سند عالی ہو جیسے امام بخاری کی تین واسطہ سے آنحضرت سے حدیث یا امام مالک رح کی دو واسطہ سے آنحضرت سے روایت اسکو اس حدیث پر ترجیح ہوگی جسکی راوی اور آنحضرت مین بہت سے واسطے ہون -

(۳) ترجیح بکبر سنی یعنی بڑی عمر والیکی روایت کم عمر والیکی روایت سے مرجح ہوگی کیونکہ وہ سمجھنے اور یاد رکھنے کیطرف قریب ہوتا ہے **مترجم** کہتا ہے یہ وجہ تفصیل طلب ہے یہ اسی کلان سال کے حق مین لایق اعتبار ہے جو کم عمر سے زیادہ ضابط ہو اور اگر کم عمر زیادہ ضابط سمجھہ والا ہوشیار ہو تو اسکی حدیث کو بڑی کم سمجھہ سے ترجیح ہوگی - بزرگی بعقل است

(۴) ترجیح بفقہ راوی یعنی جو راوی فقیہہ ہو اسکی حدیث روایت غیر فقیہ پر مرجح ہوگی کیونکہ وہ الفاظ کے معانی کو خوب جانتا ہے **مترجم** کہتا ہے یہ وجہ بہی تفصیل طلب ہے یہ اسی حدیث مین لایق اعتبار ہے جو بالمعنی روایت ہوئی ہو - یا اسکی الفاظ یا محل یا قراین سے راوی نے کچھہ چھوڑ دیا ہو اور جن احادیث کو راویون نے بلفظہا بلا کم و کاست معہ متعلقات

نقل کیا ہو اسمین راوی فقیہہ وغیرہ فقیہہ مساوی ہین امام رازی نے محصول
مین کہا ہے قال قوم ہذا الترجیح انما یعتبر فی خبرین مرویین بالمعنی اما المروی باللفظ
فلا یعنے یہ ترجیح ان احادیث مین معتبر ہے جنکی روایت بالمعنی ہو لفظی روایت والی
حدیثون مین اسکا اعتبار نہین اور جو اسکے جواب مین کہا ہے وہ ہماری دلیل و تقریر
کو اٹھا نہین سکتا دیکھہ لے جس کا جی چاہے -

(۵) ترجیح بعلم عربیت یعنی جو شخص عربی زبان جانتا ہو اُسکی حدیث عربی
نہ جاننے والے پر ترجیح رکھیگی مسترجم کہتا ہے اسمین بھی وہی بحث ہے
جو وجہ چہارم مین ہے - امام فخر الدین رازی نے محصول مین اسپر یہ اعتراض
کیا ہے کہ عربی دان اپنی سمجھہ کے بھروسہ پر اس کے الفاظ یاد رکہنے مین اتنی
کوشش نہ کریگا جتنے وہ جاہل عربی زبان سے اسکے الفاظ یاد رکہنے مین مبالغہ کریگا
لہذا چاہئے کہ جاہل کی روایت کو ترجیح ہو -
[illegible]
(۶) ایک دو راویوں سے زیادہ ایک ثقہ ہو -

السابع ان یکون احدہما احفظ من الآخر -

(۷) ایک ان مین سے زیادہ یاد داشت رکھتا ہو -

الثامن ان یکون احدہما من الخلفاء الاربعة دون الآخر -

(۸) ایک انمین سے خلفاے راشدین مین سے ہو -

التاسع ان یکون احدہما متبعا والآخر مبتدعا -

(۹) ایک انمین سے اہلسنت ہو دوسرا بدعتی -

العاشر ان یکون احدہما صاحب الواقعة لانه اعرف بالقصة -

(۱۰) ایک انمین سے اس واقعہ کا اہل تعلق ہو جسکو روایت کرتا ہے کیونکہ وہ قصہ کو خوب پہچانتا ہے

الحادی عشر ان یکون احدہما مباشرا

(۱۱) ایک راوی خود اس کام کا کرنیوالا ہو

لما رواه دون الآخر۔

(۱۲) الثانی عشر ان یکون احدهما کثیر المخالطة للنبی صلعم دون الآخر لانها تقتضی زیادة

(۱۳) الثالث عشر ان یکون احدهما اکثر ملازمة للمحدثین من الآخر

(۱۴) الرابع عشر ان یکون احدهما قد طالت صحبته للنبی صلعم دون الآخر۔

(۱۵) الخامس عشر ان یکون احدهما قد ثبتت عدالته بالتزکیة والآخر بمجرد الظاهر۔

(۱۶) السادس عشر ان یکون احدهما قد ثبتت عدالته بالاختبار [illegible]

والآخر بمجرد التزکیة فانه لیس الخبر کالمعاینة۔

(۱۷) السابع عشر ان یکون احدهما قد وقع الحکم بعدالته دون الآخر۔

(۱۸) الثامن عشر ان یکون احدهما قد عدل مع ذکر اسباب التعدیل والآخر عدل بدون ذکرها۔

(۱۹) التاسع عشر ان یکون المزکون لاحدهما اکثر من المزکین للآخر

(۲۰) العشرون ان یکون المزکون لاحدهما اکثر بحثا عن احوال الناس من المزکین للآخر

جسکو روایت کرتا ہے۔

(۱۲) ایک اثنین سے آنحضرت سے بہت میل جول رکھتا ہو کیونکہ میل جول سے زیادہ اطلاع متصور ہے

(۱۳) ایک راوی محدثین سے زیادہ صحبت رکھتا ہو۔

(۱۴) ایک راوی آنحضرت کا زیادہ صحبتی ہو

(۱۵) ایک راوی کی عدالت کسی کے عادل کہنے سے ثابت ہو دوسری کی صرف ظاہر حال دیکھنے سے۔

(۱۶) ایک کی عدالت تجربہ و امتحان سے ثابت ہو دوسرے کی صرف کسی کے عادل کہنے سے

(۱۷) ایک کی عدالت پر قاضی کا حکم جاری ہو چکا ہو۔

(۱۸) ایک راوی کی عدالت با وجہ و دلیل بیان ہوئی ہو دوسرے کی بلا وجہ۔

(۱۹) ایک راوی کو عادل کہنے والے بہت ہوں دوسری کے کم۔

(۲۰) ایک کو عادل کہنے والے لوگوں کے حالات سے زیادہ بحث و کرید کرنے والے ہوں۔

الحادی والعشرون انیکون المزکون لاحدهما اعلم من المزکین للاخر۔

الثانی والعشرون انیکون احدهما قد حفظ اللفظ فهو ارجح ممن ادی بالمعنی او اعتمد علی الکتابة۔

الثالث والعشرون انیکون احدهما اسرع حفظا من الاخیر والبطاء نسیانا منه فانه ارجح اما لو کان احدهما اسرع حفظا واسرع نسیانا و الاخر ابطاء حفظا وابطا نسیانا فالظاهر ان [illegible]

الرابع والعشرون انها ترجح روایة من یوافق الحفاظ علی روایة من تیفرد عنهم فی کثیر من الروایات۔

الخامس والعشرون انها ترجح روایة من دام حفظه وعقله ولم یختلط علی من اختلط فی آخر عمره۔

السادس والعشرون انها تقدم روایة من کان اشهر بالعدالة والثقة من الاخر لان ذلك یمنع من الکذب

السابع والعشرون انها ترجح روایة من کان

(۴۱) ایک راوی کے عادل کہنے والے زیادہ عالم ہون

(۴۲) ایک راوی نے الفاظ حدیث یاد کیے ہون دوسری نے معنی یا لکھنے مین بہروسا کیا ہو

(۴۳) ایک راوی یاد کرنے مین جلدباز بہولنے مین ڈہیلا ہو تو اسکی روایت مرجح ہوگی اور اگر ایک یاد کرنے مین بہی جلدباز بہولنے مین بہی اور دوسرا یاد کرنے مین بہی دیر کرنیوالا ہو اور بہولنے مین بہی ویسا ہی ہو تو اس صورت [illegible] گی

(۴۴) جسکی روایت حفاظ حدیث سے اکثر موافق ہو وہ اسکی روایت سے مرجح ہوگی جو اکثر روایت مین حفاظ سے مخالف منفرد ہو۔

(۴۵) جو یاد داشت و عقل مین ثابت رہا ہو اسکی روایت اس شخص سے مقدم ہوگی جسکی عقل یا حافظہ اخیر عمر مین بگڑ گیا ہو۔

(۴۶) جو شخص عدل اور ثقہ ہونے مین زیادہ مشہور ہو اسکی روایت اوروں سے مقدم ہوگی کیونکہ اسکی شہرت اسکو کذب سے مانع ہے

(۴۷) جسکی نسب مشہور ہوگی کہ یہ فلانے کا

مشہور النسب علی من لم یکن مشہورا۔

(۲۸) الثامن والعشرون انیکون احدھما معروف الاسم ولم یلتبس اسمہ باسم ضعیف۔

(۲۹) التاسع والعشرون انھا تقدم روایۃ من تاخر اسلامہ علی من تقدم قالہ ابواسحق الشیرازی وابن برھان والبیضاوی وقال الآمدی بعکس ذلک۔

(۳۰) الثلثون انھا تقدم روایۃ الذکر علی الانثی لان الذکر اقوی فھما واثبت حفظا وقیل لا تقدم۔

(۳۱) الحادی والثلثون انھا تقدم روایۃ الحر علی العبد لان تحرزہ عن الکذب اکثر وقیل لا یقدم۔

(۳۲) الثانی والثلثون انھا تقدم روایۃ من ذکر الحدیث علی من لم یذکر سببہ۔

(۳۳) الثالث والثلثون انھا تقدم روایۃ من لم یختلف الرواۃ علیہ ممن اختلفوا علیہ۔

بیٹا یا فلان قوم سے ہے اسکی روایت غیر مشہور سے مقدم ہوگی

(۲۸) جسکا نام کسی ضعیف راوی کے نام سے ملتا نہو اسکی حدیث اس راوی سے مقدم ہوگی جسکا نام ضعیف راوی سے ملتا ہو۔

(۲۹) جسکا اسلام پیچھے کا ہو اسکی حدیث اُس شخص سے مقدم ہوگی جو اِس سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔ یہ ابو اسحق شیرازی وغیرہ کا قول ہے اور آمدی اِس کے عکس کا قایل ہے۔

(۳۰) مرد کی روایت عورت کی روایت سے مقدم ہوگی کیونکہ مرد سمجھ مین زیادہ قوی اور یادداشت مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین۔ بعض کا قول ہے کہ مقدم نہ ہوگی۔

(۳۱) اصیل کی روایت غلام سے مقدم ہوگی کیونکہ وہ جھوٹ سے زیادہ بچتا ہے اسمین ایک قول یہ ہے کہ مقدم نہوگی۔

(۳۲) جسکی حدیث مین اسکے سبب کا ذکر ہو اسکی حدیث اس سے مقدم ہوگی جسنے سبب کا ذکر نہین کیا۔

(۳۳) جسکے راویون نے باہم اختلاف کیا ہو اسکی حدیث اُس سے مقدم ہوگی جس کے راویون نے اختلاف کیا ہو۔

۳۴ الرابع والثلثون ان يكون احدهما احسن استيفاء للحديث من الآخر فانها ترجح روايته -

۳۵ الخامس والثلثون انها تقدم رواية من سمع شفاهًا على من سمع من وراء الحجاب -

۳۶ السادس والثلثون ان يكون احد الخبرين بلفظ حدثنا او اخبرنا فانه يرجح من لفظ انبانا ونحوه -

۳۷ السابع والثلثون انها تقدم رواية من سمع من لفظ الشيخ على رواية من سمع بالقراءة عليه -

۳۸ الثامن والثلثون انها تقدم رواية من سمع بالسماع على رواية من روى بالاجازة -

۳۹ التاسع والثلثون انها تقدم رواية من روى المسند على رواية من روى المرسل -

۴۰ الاربعون انها تقدم الاحاديث التي في الصحيحين على الاحاديث الخارجة عنهما -

(۳۴) جس نے حدیث کو پورا بیان کیا ہو اُسکی حدیث ادہورے بیان والے سے مُقدم ہوگی -

(۳۵) جس نے حدیث بالمشافہ سنی ہوگی اُسکی حدیث آڑ کے پیچھے سُننے والے سے مقدم ہوگی -

(۳۶) لفظ حدثنا و اخبرنا والی حدیث لفظ انباءنا اور اسکی مثل لفظ والے حدیث سے مقدم ہوگی بعض نے یہ بہی کہا کہ حدثنا والی اخبرنا والی سے مقدم ہوگی -

(۳۷) جس نے خود شیخ سے حدیث سنی ہو اُسکی حدیث ایسی شخص سے مقدم ہوگی جسنے کسی اور کو شیخ کے سامنے پڑہتے سنا ہو

(۳۸) جس نے حدیث استاد سے سنی ہو اُسکی حدیث ایسے شخص سے مقدم ہوگی جس نے صرف اُس سے اجازت لی ہو

(۳۹) جس نے مسند[عـه] حدیث روایت کی ہو اُسکی حدیث مرسل روایت کرنیوالے سے مقدم ہوگی

(۴۰) صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثیں اُن احادیث سے مقدم ہونگی جو انمیں نہوں -

عـه مسند وہ حدیث جو بسند متصل آنحضرت سے پہنچے - مرسل وہ جسکو تابعی صحابی (جسنے آنحضرت سے وہ حدیث سنی ہو) کا نام چھوڑ کر قال رسول اللہ کہدے - اڈیٹر -

الحادی والاربعون انها یقدم روایۃ من لم ینکر علیہ علی روایۃ من انکر علیہ

وبالجملۃ فوجوہ الترجیح کثیرۃ وحاصلہا ان ماکان اکثر افادۃ للظن فہو الراجح فان وقع التعارض فی بعض ہذہ المرجحات فعلی المجتہد ان یرجح بین مایعارض منہا۔

واما المرجحات باعتبار المتن فہی انواع۔

الاول ان یقدم الخاص علی العام کذا قیل۔ ولا یخفاک ان ہذا لیس من باب الترجیح بل من باب الجمع وہو مقدم علی الترجیح

الثانی ان یقدم الافصح علی الفصیح لان الظن انہ لفظ النبی صلعم اقوی۔ وقیل لا ترجیح لان البلیغ یتکلم بالافصح والفصیح۔

الثالث انہ یقدم العام الذی لم یخص علی الذی خص نقلہ الجوینی عن المحققین وجزم بہ سلیم الرازی۔

(۴۱) جسکی روایت پر کسی محدث نے اعتراض کیا ہو اسکی حدیث اس روایت سے مقدم ہوگی جسپر اعتراض ہوا ہو۔ **بالجملہ** وجوہات ترجیح کثرت سے ہین ان سب کا حاصل یہ ہی کہ جس حدیث سے زیادہ ظن صدق حاصل ہو وہ ترجیح رکھتی ہے خواہ کسی صورت سے ہو پھر اگر ان وجوہات مین باہم معارضہ ہو یعنی ایک دوسرے کے مقابلہ مین پائی جائی تو مجتہد ان مین سے خود ترجیح دے جسکو مرجح پاوے۔

الفاظ حدیث کے لحاظ سے جو وجوہ ترجیح ہین وہ بھی کئی قسم کی ہین۔

(۱) وہ حدیث جسکے الفاظ خاص ہون عام الفاظ والے سے مقدم ہوگی مگر یہ تجھی معلوم ہوگا کہ اس صورت مین ترجیح نہین پائی جاتی بلکہ عام وخاص مین تطبیق وموافقت کیجاتی ہے جو ترجیح پر مقدم ہے۔

(۲) بہت خوش تقریر کی حدیث اس سے کم خوش تقریر کی حدیث پر مقدم ہوگی کیونکہ بہت فصیح کلام کا کلام نبوی ہونیکا ظن غالب ہے بعض کا قول ہے کہ یہ وجہ ترجیح نہین ہوسکتی کیونکہ نبی

(۳) جس عام تخصیص نہوئی ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگی جسمین تخصیص ہوچکی ہو چنانچہ امام جوینی محققین سے نقل کیا ہے

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

جلد ۶ — نمبر ۷ لغایت ۱۰

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ
بابت ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات ومراتب		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		روپیہ	انہ
۱	خصوصیت	اسلامی ریاستوں کے نواب ورئیس	سے/	۰
۲	[illegible]	[illegible]	ے	۰
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عم	۸/
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ یکمشت دے	۰	۱۲/
۵	للہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت سنت کریں	دما	خیر

یہ صرف قیمت ضمیمہ ہی - رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت حسب تفصیل درجات ومراتب بالا اس سے چارچند ہے -

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا - رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا -

خط وکتابت وارسال زر مہتمم کے پورے نام وخطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئی وارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی ہو اور کسی صورت سے ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا -

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ مالیر کوٹلہ ضلع لودہانہ

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا

التماس

جن صاحبون کی خدمت مین مطالبہ قیمت اشاعۃ السنہ مین ہم مکرر خطوط پیڈ اور رجسٹری شدہ بہیج چکے ہین وہ خدا کو۔ رسول کو۔ نبوت کو۔ قیامت کو۔ حق دوستی کو۔ آشنائی کو۔ صاحب سلامت کو۔ ملاقات کو۔ اپنی ذاتی خوبی معاملہ کو۔ مروت کو (کسیکو) تو پیش چشم رکہین۔ اور قیمت پرچہ نہ سہی جواب خطوط تو دین۔ اس دل چسپ التماس سے بہی انکا دل نہ پکڑا تو ناچار بیرنگ خطوط کا سلسلہ جاری کیا جاویگا پہر شکایت نہو۔

اطلاع

مقدمہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۶ء سے شروع ہے مگر قلت حجم و مقدار (چار ورق) کے سبب وہ ختم ہونے نہین پاتا لہذا اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اس سال ۱۸۸۶ء مین ختم کیا جاوے ۱۸۸۷ء سے بعونہ تعالے مقاصد ضمیمہ (مسائل فرعیہ مذہب محدثین) شروع ہون۔ لہذا مناسب معلوم ہوا ہے کہ جسقدر زاید حجم و مقدار ضمیمہ بمنزلہ دہلیز بیکار ہو وہ حجم رسالہ سے لیا جاویگا اور رسالہ اسیقدر کم کیا جاوے جن کو اس رائے سے مخالفت ہو وہ اپنی رائے سے ہمکو مطلع کرین مگر اسکے ساتھ ایسی تدبیر بتاوین جس سے حجم رسالہ کم ہو اور ضمیمہ کا حجم بڑھ جاوے۔

تسکین

اس نمبر مین جو اصطلاحات اصول فقہ مذکور ہین ہمنے جزو سوم مقدمہ مین وہ بخوبی حل کردی ہین ناظرین ان مشکل الفاظ کو دیکہکر نہ گہبراوین۔

الرابع انہ یقدم العام الذی لم یرد علی سبب علی العام الوارد علی سبب قالہ الشیخ والکیا وابو اسحاق الشیرازی وسلیم الرازی۔

الخامس انہا تقدم الحقیقۃ علی المجاز اذا لم یغلب المجاز۔

السادس انہ یقدم المجاز الذی ھو اشبہ بالحقیقۃ من المجاز الذی لم یکن کذلک۔

السابع انہ یقدم ما کان حقیقۃ شرعیۃ او عرفیۃ علی ما کان حقیقۃ لغویۃ۔

الثامن انہ یقدم ما کان مستغنیا عن الاضمار فی ما ھو مفتقر الیہ

التاسع انہ یقدم الدال علی المراد من وجہین علی ما کان دالا علیہ من وجہ واحد۔

(۴) جو عام کسی سبب خاص سے وارد نہوا ہو وہ اس عام سے مقدم ہوگا جو کسی خاص سبب سے وارد ہوا ہو۔ یہ بھی جوینی وغیرہ نے کہا ہے۔

(۵) حقیقت (لفظ کا اصلی معنی میں استعمال) مجاز (لفظ کا غیر اصلی معنی میں استعمال) سے مقدم ہوگی بشرطیکہ وہ معنی مجازی کا استعمال غالب نہو گیا ہو۔

(۶) جو مجازی معنے حقیقی معنی کے قریب ہو وہ معنے مجازی بعید سے مقدم ہوگا۔

(۷) جو معنی لفظ کے شرع میں یا عرف میں حقیقی ہوں وہ اس معنی سے مقدم ہونگے جو لغت میں اسکے حقیقی معنی ہوں۔

(۸) جس کلام میں ضمیر پیدا کرنیکی حاجت نہو وہ اس کلام سے مقدم ہے جو ضمیر کے محتاج ہو۔

(۹) جس کلام کے معنی و مراد دو وجہ سے ثابت ہوں وہ اس سے مقدم ہے جسکے معنی ایک وجہ سے ثابت ہوں

۱۲۔ جیسے من ادرک رکعۃ من الصلوۃ فقد ادرک الصلوۃ "مین لفظ رکعت ہے جسکے شریعت مین حقیقی معنے پوری رکعت کے ہین جسمین رکوع سجود قیام سب داخل ہین اور لغت مین حقیقی معنی رکوع کے ہین جو شرعاً مجازی معنی ہین لہذا اس حدیث مین بحکم اسوجہ ترجیح کے معنی پوری رکعت کو ترجیح ہے۔ جو لوگ اسبات کو نہین سمجھتے یا اسکیطرف توجہ نہین کرتے وہ اس حدیث مین لفظ رکعت سے رکوع مراد لیتے ہین اور کہتے ہین کہ جسنے امام کو رکوع مین پایا اسنے رکعت کو پالیا۔ انمین انہون نے ایک تو یہی حقیقت شرعیہ کو چھوڑا اور معنی مجازی کو لیا لفظ صلوۃ سے رکعت مراد لیکے۔ ان باتونکو ہمارے آجکل کے اہلحدیث بہائی جو بنے بیٹھے ہین اجتہاد کرتے ہین بالکل نہین سمجھتے اور اپنے اجتہاد مین ایسی غلطیان کہاتے ہین۔ ۱۲

العاشر انه یقدم ما دل علی المراد بغیر واسطة علی ما دل علیه بواسطة -

الحادی عشر ان یقدم ما فیه الایماء الی علة الحکم علی ما لم یکن لذالك لان دلالة المعلل اوضح من دلالة غیر المعلل -

الثانی عشر ان یقدم ما ذکرت فیه العلة مقدمة علی ما ذکرت فیه متاخرة وقیل بالعکس -

الثالث عشر انه یقدم ما ذکر فیه معارضة علی ما لم [illegible] کقوله کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها علی الدال علی تحریم الزیارة مطلقا -

الرابع عشر انه یقدم المقرون بالتهدید علی ما لم یقرن به -

الخامس عشر انه یقدم المقرون بالتاکید علی لم یقرن -

السادس عشر انه یقدم ما کان مقصودا به البیان علی ما لم یقصد به -

(۱۰) جو کلام اپنی مراد خود بخود بتا دے وہ اس سے مقدم ہے جسکی مراد کسی ذریعہ سے معلوم ہو -

(۱۱) جس کلام مین حکم کی علت و سبب کیطرف ایما ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ایما نہو کیونکہ مدلّل بات غیر مدلل بات سے مطلب بتانیمین زیادہ واضح ہوتی ہے -

(۱۲) جس مین علت و سبب کا ذکر پہلے ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین اسکا ذکر پیچھے ہو اور بعض اسکے عکس کے قایل ہین -

(۱۳) جسمین حکم کے ساتھ اسکے مقابل کا ذکر ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ذکر نہو جیسے آنحضرت کا یہ قول "مین تمکو زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت کرو" اس سے مقدم ہے جسمین صرف ایک ہی حکم ممانعت زیارت ہے -

(۱۴) جسمین حکم کے ساتھ اسکی مخالفت پر ڈر سنا دیا ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین یہ ڈر سنایا ہو -

(۱۵) جسمین حکم کے ساتھ تاکید کی گئی ہو وہ اس سے مقدم ہے جسمین تاکید نہو -

السابع عشر انه يقدم مفهوم الموافقة+ على مفهوم المخالفة۔

الثامن عشر انه يقدم النهي على الامر۔

التاسع عشر انه يقدم النهي على الاباحة۔

العشرون انه يقدم الامر على الاباحة۔

الحادي والعشرون انه يقدم الاقل احتمالا على الاكثر احتمالا۔

الثاني والعشرون انه يقدم المجاز على المشترك۔

الثالث والعشرون انه يقدم الاشهر في الشرع او اللغة والعرف على غير الاشهر فيها۔

الرابع والعشرون انه يقدم ما كان بالاقتضاء على ما يدل بالاشارة وعلى ما يدل بالايماء وبالمفهوم موافقة ومخالفة۔

(۱۶) جس حکم کے بیان کی غرض سی کلام فرمایا گیا ہو وہ اس سی مقدم ہی جو ضمناً یا اشارۃً اس کلام سے مفہوم ہو۔

(۱۷) جو بات کلام سی اسکے مضمون کے موافق سمجھی جاوی وہ اس سے مقدم ہی جو اسکے مخالف سمجھی جاوی بعض عکس کے قائل ہین۔

(۱۸) نہی امر سے مقدم ہے۔

(۱۹) نہی حکم اباحت سے مقدم ہی۔

(۲۰) امر حکم اباحت سے مقدم ہی۔

(۲۱) جسکے معنے مین احتمال کم ہون وہ اس سے مقدم ہی جسکے معنی مین زیادہ احتمال ہون۔

(۲۲) مجاز مشترک سی مقدم ہی۔

(۲۳) جو لغت یا شرع مین زیادہ مشہور ہو وہ غیر مشہور سے مقدم

(۲۴) جو معنی مقتضائی لفظ سی ثابت ہون وہ اس معنی سے مقدم ہین جو اسکے اشارہ یا ایما یا مفہوم+ موافق یا مخالف سی معلوم ہون

+ مفہوم موافق کی مثال یہ ہی زید کی غلام کی خاطر کرو اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ اسکے باپ یا بھائی کی عزت کرو اور یہ بات منطوق کلام کی موافق ہی مفہوم مخالف کی مثال یہ ہے زید کے دشمن کو مارو اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ اسکے دوست کو نہ مارو یہ بات اسکے منطوق کے حکم مخالف ہے اسمین زید کا حکم تھا اسمین نہ مارنے کا حکم ہے۔

الخامس والعشرون انه يقدم ما تضمن
تخصيص العام على ما تضمن تاويل
الخاص لانه اكثر
السادس والعشرون انه يقدم المقيد
على المطلق -
السابع والعشرون انه يقدم ما كان
صيغة عمومه بالشرط الصريح
على ما كان صيغة عمومه بكونه نكرة
في سياق النفي او جمعا معرفا او مضافا ونحوهما
الثامن والعشرون انه يقدم الجمع المحلى
والاسم الموصول على اسم الجنس المعرف
باللام لكثرة استعمال الثاني في العهد فتكون
دلالته اضعف على خلاف معروف
في هذا وفي الذي قبله -
واما المرجحات باعتبار المدلول فهي انواع
الاول انه يقدم ما كان مقرر الحكم
الاصل والبراءة على ما كان ناقلا
وقيل بالعكس واليه ذهب الجمهور و
اختار الاول الفخر الرازي والبيضاوي
والحق ما ذهب اليه الجمهور -
الثاني انه يكون احدهما اقرب الى

(۲۵) جس حکم مین کسی عام کی تخصیص پائی
جاوے وہ اس سے مقدم ہی جسمین کسی خاص کی تاویل
ہو کیونکہ وہ بہت ہی وسیع ہی -
(۲۶) جسمین کوئی قید ہو وہ بے قید
سے مقدم ہی -
(۲۷) جس عام کا عموم اسکے صریح لفظ سی
ہو وہ اس سے مقدم ہی جسکا عموم نکرہ کے بذیل
نفی ہونے یا جمع معرف (بلام) وغیرہ
ہونے سے ہو -
(۲۸) جمع معرف بلام اور اسم موصول اس
اسم جنس سے مقدم ہین جو لام کے ذریعہ سے معرف
بنایا گیا ہو کیونکہ اسم جنس کا استعمال مخصوص ذہنی
مین زیادہ ہے -

ترجیح بلحاظ معانی بہی کئی قسم ہے

(۱) جو حکم براءت واباحت اصلیہ کا مؤید ہو
وہ اس سے مقدم ہی جو اس کا مخالف ہوگا بعض
عکس کے قائل ہین اور یہی مذہب جمہور علماء ہے
امام رازی و بیضاوی نے پہلے مذہب کو اختیار
کیا ہی اور حق مذہب جمہور ہی -
(۲) جسمین احتیاط ہی وہ غیر احتیاطی سے

الاحتیاط فانہ ارجح ۔

الثالث انہ یقدم المثبت علی المنفی نقلہ الجوینی عن جمہور الفقہاء لان مع المثبت زیادۃ علم وقیل بالعکس وقیل ہما سواء

الرابع انہ یقدم ما یفید سقوط الحد علی ما یفید لزومہ ۔

الخامس انہ یقدم ما کان حکمہ اخف علی ما کان حکمہ اغلظ وقیل بالعکس ۔

السادس انہ یقدم ما لا تعم بہ البلوی علی ما تعم بہ ۔

السابع ان یکون احدہما موجبا لحکمین والاخر موجبا لحکم واحد لاشتمالہ علی زیادۃ ۔

الثامن انہ یقدم الحکم الوضعی علی الحکم التکلیفی وقیل بالعکس

التاسع انہ یقدم ما فیہ تاسیس علی ما فیہ تاکید ۔

مقدم ہے ۔

(۳) مثبت منفی سے مقدم ہے چنانچہ امام جوینی نے جمہور فقہا سے نقل کیا ہے کیونکہ مثبت مین ایک امر زاید کا علم ہے جو منفی مین نہین ہے بعض عکس کے قایل ہین ۔ بعض دونو کو برابر کہتے ہین ۔

(۴) جس نص سے کسی حد شرعی کا ساقط ہو جانا مفہوم ہو وہ اس سے مقدم جس سے حد شرعی ثابت ہو ۔

(۵) جس کا حکم خفیف ہو وہ اس سے مقدم ہے جس کا حکم سخت ہو ۔

(۶) جس حکم سے بہت لوگوں کو کام نہ پڑا ہو وہ اس سے مقدم ہے جس سے بہت لوگونکو کام پڑا ہو ۔

(۷) جو نص دو حکم کی مثبت ہو وہ اس سے مقدم ہے جو ایک حکم کی مثبت ہو ۔

(۸) حکم وضعی (جو صرف یہ بتاوے کہ فلان امر فلان حکم کے لئے شرط یا سبب ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا وقت) حکم تکلیفی (اصل مقصود احکام نماز ۔ روزہ وغیرہ) سے مقدم ہے بعض عکس کے قایل ہین ۔

والمرجع فی مثل هذه الترجیحات هو نظر المجتهد المطلق فیقدم ماکان عنده ارجح علی غیره اذا تعارضت -

واما المرجحات بحسب الامور الخارجة فهی انواع

الاول انه یقدم ما عضده دلیل اخر علی مالم یعضده دلیل اخر -

الثانی ان یکون احدهما قولا والاخر فعلا فیقدم القول لان للقول صیغة والفعل لا صیغة له -

الثالث انه یقدم ما کان فیه التصریح بالحکم علی مالم یکن کذلک کضرب الامثال ونحوها فانها ترجح العبارة علی الاشارة -

والرابع انه یقدم ما عمل علیه اکثر السلف علی مالیس کذلک لان الاکثر اولی باصابة الحق وفیه نظر لان الحجة فی قول الاکثر ولا فی عملهم فقد یکون الحق فی کثیر من المسائل مع الاقل ولذا امدح الله القلة فی غیر موضع من کتابه -

(۹) جسمین نئی بات پائی جاوے وہ تاکید حکم سابق سے مقدم ہے -

ان ترجیحات کا مدار و مرجع مجتہد کی نظر ہی وہ جسوجہ کو لایق ترجیح پاویگا بوقت تعارض اسکو ترجیح دیگا -

مرجحات بنظر امور خارجی بہی کئی قسم ہیں

(۱) جسکی دوسری دلیل تائید کرے وہ اس سے مقدم ہوگی جسکا کوئی موید نہو -

(۲) حدیث قولی فعلی سے مقدم ہوگی -

(۳) جس مین حکم واضح طور پر بیان کیا گیا ہو وہ اس سے مقدم ہی جو ایسی نہو کیونکہ عبارت کو اشارت پر ترجیح ہی -

(۴) جسپر اکثر سلف کا عمل ہو وہ اس سے مقدم ہی جو ایسی نہو کیونکہ اکثر لوگونکو حق پر پہنچنے کا زیادہ حق ہی مگر اسمین شبہ ہی کیونکہ اکثر لوگونکے قول و عمل کی کچہ سند نہین کبہی حق ان لوگونکے ساتہہ ہوتا ہی جو اکثر نہون یہی وجہ ہے کہ خدا تعالے نے قرآن شریف مین بہت جگہہ کم لوگون کی مدح کی ہی -

* چنانچہ فرمایا ہے وقلیل من عبادی الشکور - اور وقلیل ما ہم - اور اکثر لوگون کی مذمت مین فرمایا ہے وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین - ۱۲ -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۸ جلد ۳

متضمن ضروریات متفرقہ

مضامین مندرجہ ذیل مدت سے متقاضی اندراج تہے مگر تنگی عرصہ قرطاس وطوالت مضامین معمولی اس سے مانع رہے - اب ضرورۃً معمولی مضمون کو ناتمام چہوڑکر بجای اسکے ان مضامین کو درج کیا جاتا ہے -

عذر وتسکین

تحریر مضامین اشاعۃ السنۃ مین دلایل ونقول کے سبب تطویل ہو جاتی ہے اور یہہ طرز ان لوگونکو جو بحکم کل جدید لذیذ ہمیشہ نئے مضامین کے طالب رہتے ہین اور بیشتر زمانہ حال مجرد اظہار خیال بلا استدلال کو پسند کرتے ہین غالباً ناپسند ہوگی اور اسی بناء پر جو تطویل مضمون حال (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) مین ہو رہی ہے انپر بہت شاق گذرتی ہوگی مگر ہم معذور ہین ہمکو انگریزی طور پر صرف اظہار اپنے خیال کا منظور نہین ہے، بلکہ اس خیال کا خدا ورسول وسلف امۃ کے اقوال سے مستند کرنا اور متبعان دین کے خیال مین اسکی صداقت جمانا مدنظر ہے جو بدون تطویل وتفصیل اقاویل ممکن نہین ہے

اور علاوہ بران اسمین یہہ بہی فایدہ ہے کہ ایک بحث کے ضمن مین کئی مسایل مشکلہ اور دقایق معضلہ دین پر لوگون کو اطلاع ہوتی ہے اور اصول وفروع دین مین انکی بصیرت وعلمیت روز بروز بڑہتی ہے بریں نظر ہمیں امید ہے کہ ان مباحث کو غنیمت کبری سمجہکر بجای شکایت باطنی اظہار شکر الہی کرین اور ہمکو انگریزی طرز اختیار کرنے سے معذور سمجہکر معافی دین - وللناس فیما یعشقون مذاہب

اور مضمون (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) تو قریب الاختتام ہے انشاء اللہ نمبر آیندہ مین ختم ہوگا اسکے بعد اسی طرز سے مباحث سابقہ کو پورا کیا جاویگا آیندہ جو خدا کی مشیت ہے وہ سب پر غالب ہے - واللہ غالب علی امرہ -

شکریہ ومعذرت

خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب اہل فضل

وکمال کو اشاعۃ السنۃ کی طرف توجہ ہوئی ہے اور بارسال مضامین اسکی معاونت سوجھی ہے چنانچہ ایک صاحب فضل نے ضلع انبالہ الہ آباد سے ایک طولانی مضمون بجواب تہذیب الاخلاق کے مضمون (الاسلام ہو الفطرۃ والفطرۃ ہی الاسلام) کے ارسال فرمایا ہے اور ایک صاحب نے صوبہ بہار سے سات مضمون مختصر بجواب تہذیب الاخلاق وتفسیر نیچر ارسال فرمائے ہین از انجملہ ایک مضمون مین نیچر سید احمد خانی کا ابطال ہے۔ دوسرے مضمون مین نیچری خانصاحب بہادر بالقابہ کی انکار نسخ قرانی کا جواب ہے۔ تیسرے مین انکار جواز استرقاق کا جواب ہے۔ چوتھے مین انکے اس افترا کا جواب ہے کہ آنحضرت نے بسم اللہ کو کتاب توریت سے لیکر قرآن مین درج کیا ہے۔ پانچوین مین انکے اس افترا کا جواب ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ چھٹے مین انکے منخفقہ کو حلال کہنے کا جواب ہے۔ ساتوین مین انکے انکار معجزہ کا جواب ہے۔ اور ایک فاضل محقق نے دہلی سے ارسال مضامین کا وعدہ کیا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس ہمارے پرچہ مین ان مضامین کے اندراج کی جگہہ نہین ہے مضمون فاضل الہ آبادی تین مہینے سے ہمارے پاس پڑا ہے جسکے اندراج کا ابتک موقع نہین ملا لہذا ان حضرات کی خدمات مین ہم بڑے شکر گذاری کے بعد معذرت کرتے ہین کہ اس دفعہ ان مضامین کو درج نکرنے مین ہمکو معذور سمجھین آیندہ ان مضامین کو شایستگی سے ہم درج کرینگے۔ اور جناب باری مین بصد عجز و نیاز یہہ دعا کرتے ہین کہ وہ ہمارے خریداران پرچہ کو ادائے قیمت پرچہ کی توفیق عطا کرے سبھی خریدار پوری قیمت ادا کردیا کرین تو رسالہ معمولی مقدار دو جزو سے زیادہ اجزا مین نکل سکے۔ یا وہ خداوند اپنی قدرت و کرامت سے بطور خرق عادت (علی رغم انف المنکرین) ان دو جزو رسالہ کو ایسی وسعت و برکت دے کہ بہت سے مضامین ان مین آجایا کرین۔ خریداران کو اختیار ہے اپنے لئے ادائے قیمت کی توفیق چاہین یا ان انہی دو جزو کے بطور خرق عادت بڑہ جانے کے منتظر و امیدوار رہین۔

مذہبی اشاعت

ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے متعلق ہو) گو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کرسکتا ہے مگر جمہوری کام کا اہتمام بدون جمہوری اجتماع

ومعاونت کی ممکن نہین ہے مثلاً ایک شخص
اپنی ذات سے عابد یا زاہد بننا چاہے تو
کسی مسجد کے حجرہ مین وہ معتکف ہو کر عابد
یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا ہادی یا مربی
بننا چاہے تو اس امر کے لئے صرف اسکی ذات کافی نہیں
ہے بلکہ اور انصار واعوان کا محتاج ہوتا ہے
یہہ بادی النظر کا فتوی ہے اور اگر نظر غایر سے
دیکھا جاتا ہے تو جن کامون کو ذاتی خیال کیا جاتا
ہے انکا اتمام وحسن انجام بہی بدون جمہوری
معاونت کے ممکن نہین ہے۔
اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ مین دو سال
[illegible]
اعتکاف توڑنا پڑے اسکی عبادت کے لئے کپڑا
بوریا کوزہ کوئی بہم نہ پہنچائے تو عبادت کا
قافیہ تنگ ہوجاوے۔ سر اسکا یہہ ہے کہ انسان
مدنی الطبع ہے اسلئے یہہ اپنی ہر کمال مین (ذاتی
ہو خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن
کے لوازم سے محتاج ہے۔
اور منجملہ جمہوری کامون کے اشاعت مذہب ہے جو بدون
جمہوری معاونت وجود مین آنے ناممکن ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کو جب تک جمہوری معاونت
پہونچتی رہے اسکی ترقی ہوتی گئی اور جب
وہ معاونت منقطع ہوئی تو اسمین سستی واقع ہوئی
مذہب اسلام ہی کو دیکھو جب تک اسکی انصار
وجمہوری مددگار سلاطین والا تبار وعلماء
خیار رہی دن بدن ترقی پذیر رہے۔ اور جب سے
اس سلسلہ کا انقطاع ہوا رونق مذہب اسلام
مین تنزل شروع ہوگیا۔ اسوقت کی عیسائی
مذہب کی لوگون کو مذہب کی اشاعت کیطرف
توجہ ہے اور اسپر انکا جمہوری اتفاق واجتماع
موجود ہے۔ امریکہ و افریقہ انگلنڈ وغیرہ بلاد مین
جابجا مذہب کی اشاعت کے لئے انکی کمیٹیان
[illegible] سوسائٹیان قایم ہیں اور ادنی سے اعلی تک
ان کمیٹون مین چندہ دیتے ہین جس سے لاکہون
روپیہ مشن مین جمع ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ سے
دیہات اور پہاڑون اور جنگلون مین انکی
منادی وواعظین پہونچے ہین اور جابجا انکی
مدرسہ قایم ہین اور اکثر شہرون مین انکے
مطبع جاری ہین جنمین انکی مذہبی کتابین تصنیف
اور مترجم ہو کر چہپتی ہین اور گلی کوچون مین
مفت بٹتی ہین اور انکی مذہبی اخبار شایع
ہین۔ جنمین انکی خیالات عام لوگون مین

پہیلتے ہین تو اس صورت سے یوماً فیوماً کچھہ نہ کچھہ
انکے مذہب کو ترقی ہے۔

مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ اہل اسلام سے اب
یہہ خیال بالکل اٹھہ گیا ہے۔ اور اونہون نے اس
جمہوری اتفاق وتعاون کو کافرون کا شعار
سمجھکر اسکو انہی مخالفین مذہب کے سپرد کر دیا ہے
و نیز علیہ مذہبی اشاعت کا چارج بہی انہی کو
دیدیا ہے۔ اور خود دین سے فارغ ہوکر اپنا
اپنا دل پسند کام اختیار کیا ہے۔

امرا کا کام رات دن کا عیش و آرام ہے اور
علماء کو مسجدون کی حلوے مانڈے سے کام۔
فقرا [illegible]
[illegible]
اسیہ اشاعت اسلام کا کام کام ہے۔

اگر مسلمانان ہند وغیرہ بلاد فی کس بحساب فی روپیہ ایک ایک پیسہ
ماہوار اشاعت مذہبی کے لئے بطور چندہ جمع کرین
تو کروڑون روپیہ جمع ہو جاوے اور نہین تو
اگر تمام مسلمانان پنجاب دہلی سے پشاور تک فی
کس ایک روپیہ سے ایک پیسہ گرہ سے نکالین تو بہی لاکہون
روپیہ ہو جاوے۔ اور نہین تو اگر خاص فرقہ
موحدین متبعین سنت سید المرسلین ہی یہہ امر
اختیار کرین تو بہی ہزارون روپیہ سے تو کم نہو

پہر دیکہین جو کام پادری سو روپیہ مین نکالتے
یہان وہ دس مین کس خوبصورتی سے ہوتا ہے؟
اور تہوڑے دنون مین اسلام کیا رونق پکڑتا ہے؟

پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ ہماری اس بات کو
خیال مین لاوین اور اسلام کی رونق قدیم کو تازہ
کر دکہاوین۔ ہمین اپنے اسلاف امرا مومنین و سلاطین
مسلمین کا اقتدا کرین۔ یا اپنے مخالفین مذہب
(جنکو ناری بتاتے ہین اور [illegible] کا
مصداق ٹہراتے ہین) ہی کی سرگرمی و جوش مذہبی
پر رشک کہاوین اور شرم کو کام مین لاوین۔

پس ہر شہر و قریہ مین اشاعت مذہب کے لئے
[illegible] قایم کرین اور انکی استعانت
سے چندہ کی فراہمی مین کوشش کرین پہر بعد
فراہمی چندہ جا بجا مدرسہ قایم کرین۔ اور علما کو
تصانیف و ترجمہ و وعظ کے لئے مقرر کرین اور
مذہبی اخبار و رسایل جاری کرین اور جن سے
خود اس امر کا انجام نہو سکے وہ دوسرونکی پیروی
و معاونت کرین اور جہان تہوڑی یا بہت اسوقت کہین
کہین کوشش ہو رہی ہے اسمین شریک ہو جاوین
اسی تہوڑی بہت کوشش کی ایک مثال
اخبار منشور محمدی ہے جو مدت سے

پادریون کے مقابلہ مین جاری ہے مگر عام
عام مسلمانون سے اسکی پوری معاونت
نہین ہوتی صرف بعض عالی ہمتون کی اعانت
سے وہ جاری ہے - ایسا ہی اخبار مہر
درخشان و نصرت الاسلام
اسکی **مثالین** ہوسکتی ہین - اور ایک **مثال**
اسکی **مدرستہ القرآن** دہلی ہے جو جناب
بقیۃ السلف وحجۃ الخلف شیخنا و مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور انکے
احباب و اصحاب کی توجہ سے جاری ہے
جسکا ذکر ہمنے نمبر چہارم جلد ۳ کی اخیر مین کیا ہے
[illegible]
[illegible]
جسکا اشتہار ہمنے ضمیمہ نمبر ۴ جلد ۳ مین شایع
کیا تہا پہر نمبر ششم مین دوبارہ اسکی معاونت
کا شوق دلایا - اور ایک **مثال** اسکی
مدرستہ العلوم بمقام آرہ ضلع شاہ آباد
ہے - یہہ دونون **مثالین** آخر الذکر
ترقی اسلام کے لئے عمدہ ذریعے ہین اسلئے
انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے اس مقام مین
مناسب ہے بلکہ جو کچہہ کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
وہ سب ان ہی **دو مثالون** کی ذکر خیر

کی تمہید مین کیا گیا ہے **مثال اول** (براہین احمدیہ)
کی پوری تفصیل تو اس کتاب کی دیباچہ مین ہے - اور اسکا
خلاصہ اشتہار سابق الذکر مین شایع ہوا -
اسکا خلاصہ اس مقام مین ذکر کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب
کل فرقہاے مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف ہوئی
ہے جسمین یہود و نصارٰی و براہمہ و برہمو سماج وغیرہ
منکرین دین محمدی سے مقابلہ مین عمدگی کے ساتہہ بحث
کی ہے اور ایسی پر زور دلایل سے انکا مقابلہ کیا ہے
کہ ان دلایل کے توڑ دینے پر اسکے مصنف (اخی و محبی
میرزا غلام احمد رئیس قادیان) نے دس ہزار روپیہ انعام دینے
کا وعدہ دیا ہے - عام لوگون کو ان دلایل کی
[illegible] سے معلوم ہوسکتا ہے اور
خواص کو جو مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
کے گردیدہ ہین اصل کتاب کی دیکہنے سے معلوم ہو سکتا ہے
یہہ کتاب پچیس حصہ مین ہے جسکا ہر ایک حصہ (۵)
جزو مین ہے - ازانجملہ دو حصہ طبع ہو چکے ہین اور باقی
حصص زیر طبع ہین مگر اہل اسلام کی عدم توجہی سے
ابتک کافی روپیہ بہم نہین پہنچا اور زر ثمن کتاب
جو سابقا فی نسخہ پانچ روپیہ قرار پایا اور اسکا
پیشگی ارسال فرمانا خریدارون سے چاہا گیا تہا
اکثر خریدارون نے نہین بہیجا - اسوجہ سے مرزا صاحب

ان ہی دو حصوں کے طبع سے چھہ سو روپیہ کے
زیر بار ہو گئے ہین و بنا بر علیہ باقی حصوں کے
چھپانے سے متوقف ہو بیٹھے ہین۔ لہذا مین
بعرض اصل حال و لی جوش کے ساتھہ اہل اسلام
کو رغبت دلاتا ہون کہ با رسال زر قیمت اس
کتاب کو چھپوائین اور باختیار [illegible] اس عمدہ
ذریعہ ترقی اسلام کے سلسلہ کو توڑ ندین۔
مگر یہہ امر ملحوظ خاطر رکہین کہ اب حجم کتاب
بہ نسبت سابق بہت بڑھ گیا ہے
اور اسکا انطباع بہی ایسے مطبع (سفیر ہند امرتسر)
مین ہوتا ہے جسکا اور مطابع کی نسبت ڈبل
[illegible]
فی نسخہ دس روپیہ قرار پائی ہے پس جن صاحبوں
نے پہلے نرخ سے قیمت پیشگی ارسال فرمائی ہوئی
ہے انکو تو بنظر عقد سابق اسی نرخ سے کتاب لینے
کا استحقاق ہے۔ ہان بنظر اعانت و برعایت
حرج مرزا صاحب وہ بہی بجای پانچ روپیہ کے دس روپیہ
دین تو انکی عالی ہمتی ہے) اور جو صاحب آیندہ
خرید ارینگے اُنسے فی نسخہ دس روپیہ سے کم
نہ لئے جاوینگے۔ جنکو اسباب مین خط و کتابت
یا ارسال زر منظور ہو وہ براہ راست مرزا صاحب کو
بہ نشان بمقام قادیان ضلع گورداسپور مخاطب
کرین۔ اسمین مجھے واسطہ نہ بناوین کہ اس توسط مین
میرا بہی حرج ہے اور انکے کام مین بہی توقف
ہوتا ہے۔

دوسری مثال (مدرسۃ العلوم آرہ) کے

اصول و اغراض کے بیان مین اسکے بانی (اخی
و محبی مولوی محمد ابراہیم صاحب) نے ایک اشتہار
جاری کیا ہے اس مقام مین اسکا خلاصہ نقل کرنا کافی
ہے اور بعض احباب (جو مذہبی جوش مین سرگرم
ہین) کی خدمات مین اصل اشتہار بہی بہیجا
جائیگا۔ آپ فرماتے ہین مینے اپنے قومی بہائیون
[illegible] یہہ تجویز کی ہے کہ مدرسین
واسطے درس تفسیر و حدیث و ترجمہ قرآن و اصول
حدیث و فقہ و فرائض معانی و صرف و نحو وغیرہ
آلات علوم دینیہ کے اور واعظین گاؤن اور
شہرون مین واسطے وعظ و نصیحت کرنے کی
اور مؤلفین رسالجات مخالفین کے رد لکھنے
کے لئے اور مترجمین کتب عربیہ مفید عام کا
ترجمہ کرنے کے لئے مقرر ہون اور یہہ کتابین
چہپین۔ ××× بہائیون کو لازم ہے کہ اس
انتظام و اہتمام کی بزرگی اور اسکا خرچ خیال کرکے

لاوین اور غور و تامل کرین کہ ہرگاہ جمیع طرق ہدایت عام و خاص اس انتظام مین احاطہ ہو گئی تو انشاء اللہ ہدایت عام کی دوم دائم سے رونق پذیر ہوگی ×× مومنو اس گوہر گران مایہ کو جلد خرید و کچھہ نہ کچھہ ماہوار مقرر کرو۔ ×× اگر ہر شخص اپنی آمدنی سے چوسٹھوان حصہ یعنے فی روپیہ ایک پائی ماہانہ بھی ٹھہرالین تو بھی کم نہین اور اہل ہمت تو بہت کچھہ کر دکھاتے ہین۔"

پس مین اس مدرسہ کے لئے بھی اخوان مسلمین کو عموماً اور فرقہ موحدین کو خصوصاً بڑی گرمجوشی سے رغبت دلاتا ہون کہ اس مدرسہ کی اعانت کو بھی اپنا فرض مذہبی سمجھین اور ہر شہر و قریہ مین اسکے لئے چندہ جمع کرکے بانی مدرسہ کے پاس براہ راست بہ نشان آرہ ضلع شاہ آباد محلہ چوک مسجد بھیجتے رہین۔

اور ایک مثال اس اشاعت دین کی جسکی نظیر مسلمانون مین نہ زمانہ سابق مین گذری ہی۔ نہ زمانہ حال مین نظر آتی ہے) وہ ہی جو ابھی وجود مین نہین آئی صرف میرے اور میرے

چند احباب کے خیال مین ہے وہ یہہ کہ مشن عیسائیون سے بڑہکر ایک اعلے کمیٹی یعنے بڑی انجمن اصلاحی مقرر کیجاوے جسکے ماتحت بہت سی سب کمیٹیان یعنے چھوٹی انجمنین اکثر اضلاع پنجاب و ہندوستان مین مقرر ہون اور اسمین عام مسلمانان یا خاص موحدین سے کس و ناکس سے حسب حیثیت چندہ لیا جاوے۔ و بنا بر علیہ جابجا مدارس قائم ہون۔ اور رسائل تصنیف ہون اور اخبار جاری ہون اور واعظین و منادی کرنے والے مقرر ہون۔ اور لاوارث لڑکے و مساکین مسلمین تربیت پاوین۔ اس تجویز نے ظہور پایا تو سب کوئی دیکھیگا اسلام کیسی رونق پکڑتا ہے۔

اس تجویز کی بنا اسی مہینے مین رکھی جاویگی اور اسکی کیفیت نمبر آیندہ کے ساتھہ شائع ہوگی۔ اب مین اس مضمون کو دعا پر ختم کرتا ہون اور مسلمان بھائیون کے لئے خدا سے توفیق چاہتا ہون۔

اللہ تعالے مومنون کی پست ہمتی کو دور کرے اور انکو اپنے دین کی نصرت و اشاعت

ریویو

جناب مولوی سید الفت حسین صاحب مدرس نارمل سکول دہلی کے رسائل رد نیچریہ پر -

اس عالی ہمت و صاحب خبرت منصف مزاج نصفت امتزاج کی متعدد رسائل (کشف راز طلسم نادیب مدعیان تہذیب - تہذیب نیچر وغیرہ) کو مین نے دیکھا اور انسے نفع اٹھایا - مولف عالی ہمت نے جواب حضرات نیچریہ مین اس طرز ظریف و سخن ظریف کو اختیار کیا ہے جو آج کل لوگون کو پسند ہے - جواب ترکی بترکی [illegible] خیر الکلام ما قل و دل مین انکی جوابات کو پسند کرتا ہون اور مولف علام کا دل سے شکر و ستایش بجالاتا ہون -

ایک بڑی عالی ہمتی و نیک نیتی مولف کی اس تالیف مین یہہ ہے کہ ان رسائل کے اجرا سے کوئی ذاتی منفعت آپکو مد نظر نہین ہے - غالبًا جس لاگت مین وہ رسائل تیار ہوتی ہین اسی قدر قیمت کی عوض مین فروخت کیجاتی ہین مگر افسوس کہ ہماری قوم انکی رسائل کی قیمت ادا کرنے مین بھی ان ہی اصول پست ہمتی و نادہندگی پر عمل کرتے ہین بہت لوگو کیطرفسے قیمت رسائل جناب مولف کو نہین پہنچی گویا یہہ نادہندگی و پست ہمتی ہماری قوم کا شیوہ ہو گیا ہے جو کہین اور کسی معاملہ دینی مین الیسی نہین ہوتا اگر لوگ ہمت و حوصلہ کو بڑہاوین اور کم سے کم سو خریدار ماہواری رسالہ کے میسر ہوجاوین تو جناب ممدوح رد نیچریہ مین ماہواری رسالہ جاری کردین اور قیمت بھی نہایت مختصر لین جو فی خرد ار سی زیادہ نہو - بس مین اپنے مسلمان بہائیونکو اس امر کی رغبت دلاتا ہون اور خدا سے چاہتا ہون کہ جیسے اشاعۃ السنہ اور اخبار تیرہوین صدی تہذیب الاخلاق کی خوب مین جاری ہین ایسی ہی یہہ رسالہ بھی بالاستقلال جاری ہو اور اگر لوگون سے یہہ جرات نہو سکی تو اس سے دریغ نکرین کہ جب کبھی حسب اتفاق کوئی رسالہ جناب ممدوح چہپواکر کسی کے پاس بہیجین تو اسکی قیمت بلا طلب تقاضا بہیجدیا کرین جنکو رسائل مذکورہ بالا مطلوب ہون وہ دہلی مطبع یوسفی کے پتہ سے جناب ممدوح سے طلب کرلین اور بعض احباب کو بعض رسائل دس دس پرچہ کے ساتھ بہیجے جاوینگی وہ ان رسائل کی قیمت اسی حساب سے میرے پاس بہیجدین - تین اسباب ہین اور بہی کچھہ لکھتا اور نیز آپکی ان رسائل پر جو شیعہ و سنی کئے ... یا دین وہ اس کتاب کی جناب ممدوح سے درخواست کرین اور آپکے حق مین ترقی دارین کی دعا کریں

الخامس ان یکون احدهما موافقا لعمل الخلفاء الاربعة دون الاخر فانه یقدم الموافق وفیه نظر

السادس ان یکون احدهما یتوارثه اهل الحرمین دون الاخر وفیه نظر

السابع ان یکون احدهما موافق لعمل اهل المدینة وفیه ایضاً نظر

الثامن ان یکون احدهما موافقا للقیاس دون الاخر فانه یقدم الموافق ـ

التاسع ان یکون احدهما اشبه بظاهر القرآن دون الاخر فانه یقدم ـ

العاشر انه یفسر [illegible] الراوی له بقوله او فعله علی من لم یکن کذلك ـ

وقد ذکر بعض اهل الاصول مرجحات فی هذا التقسیم زائدة علی ما ذکرناه ههنا وقد ذکرناها فی الانواع المتقدمة لانها ـ

ومن اعظم ما یحتاج الی المرجحات الخارجة اذا تعارض عمومات بینهما عموم وخصوص من وجه کقوله تعالی

(۵) ایک حدیث عمل خلفائے اربعہ کے موافق ہو۔ اس مین بھی شبہ ہی۔

(۶) ایک حدیث توارث وعمل اہل حرمین کے موافق ہو۔ اسمین بھی شبہ ہی۔

(۷) ایک حدیث عمل اہل مدینہ کی موافق ہو۔ یہ بھی محل* اعتراض ہے۔

(۸) ایک حدیث موافق قیاس ہو نہ دوسری۔

(۹) ایک ظاہر قرآن کی مشابہ ہو نہ دوسری۔

(۱۰) جسکو راوی اپنے قول یا فعل سے تفسیر کردے وہ اسپر مقدم ہوگی جو راوی کے قول وفعل سے مفسر نہو۔

ان [illegible] قسم کے مرجحات اور بھی ذکر کئے گئے ہین ہمنے انکو پہلے قسموںمین داخل کردیا ہی کیونکہ وہ انسے زیادہ چسپان تھے۔

ان مرجحات خارجیہ کیطرف سبسے زیادہ حاجت اسصورت مین ہوتی ہی جبکہ ایسے عام نصوص مین تعارض ہو جو ایک وجہ سے عام ہین اور ایک وجہ سے خاص جیسے خدا تعالے کا

* ان سب اعتراضوں کی وجہ یہہ ہے کہ عمل خلفاء وتوارث حرمین وعمل اہل مدینہ حجت نہین دیکھو چھوٹی بڑی کتب اصول۔ ۱۲..

وان تجمعوا بين الاختين مع قوله او
ما ملكت ايمانكم فان الاولى خاصة
في الاختين عامة في الجمع بين الاختين
في الملك وبعقد النكاح والثانية
عامة في الاختين وغيرهما خاصة
في ملك اليمين وكقوله عليه السلام
من نام عن صلوة او نسيها فليصلها
اذا ذكرها مع نهيه عن الصلوة
في الاوقات المكروهة فان
الاول عام في الاوقات خاص
في الصلوة المقضية والثاني
عام في الصلوة خاص في الاوقات
فان علم المتقدم من العمومين و
المتاخر منهما كان المتاخر ناسخا
عند من يقول ان العام المتاخر ينسخ
الخاص المتقدم واما من لا يقول
به فيعمل بالترجيح بينهما وان لم يعلم
المتقدم منهما من المتاخر وجب الرجوع
الى الترجيح على القولين جميعا بالمرجحات
المتقدمة واذا استويا اسنادا
ومتنا ودلالة رجع الى المرجحات

یہ قول کہ تمپر دو ہمشیرہ کو جمع کرنا حرام ہے مع اس
قول خداوندی کے کہ لونڈیان (یعنے اور
جسقدر ہون) تمپر حلال ہین۔ پہلی آیہ
دو ہمشیرہ کے ذکر مین خاص ہے اور کیفیت
جمع مین عام کہ خواہ جمع کرنا نکاح سے ہو خواہ
ملک سے۔ دوسری آیہ دو ہمشیرہ وغیرہ مین عام ہے
اور یہ بتاتی ہے کہ لونڈیان خواہ دو ہمشیرہ ہون
خواہ اجنبی تمپر حلال ہین اور حکم ملک کے بیان
مین خاص ہے۔ ایسا ہی آنحضرت کا یہ قول کہ
جو نماز سے سو جائے یا اسے بھول جائے وہ جب
یاد آئے نماز پڑھے مع اس قول نبوی کے جسمین اوقات
مکروہہ ([illegible] طلوع - غروب) مین نماز کی ممانعت
آچکی ہے۔ پہلا قول بیان اوقات مین عام ہے
اور قضائے نماز مین خاص یعنے یہ بتاتا ہے کہ خواہ
کوئی وقت نماز بھولے ہوئے یا سوتے مین گزری ہوئے
پڑھ لو۔ دوسرا نمازون مین عام ہے اور بیان
اوقات مین خاص یعنے یہ بتاتا ہے کہ ان وقتوں مین
کوئی نماز (بھولے ہوئی کیون نہو) مت پڑھو۔
ایسی صورت مین اگر دونو نصوص سے ایک کا مقدم
دوسرے کا موخر ہونا معلوم ہو تو جو شخص عام
متاخر سے خاص متقدم کو منسوخ سمجھتا ہے وہ اس عام

الخارجية وان لم يوجد مرجح
خارجی وتعارضا من كل وجه
فعلى الخلاف المتقدم هل يخير
المجتهد فى العمل باحدهما او
يطرحهما ويرجع الى دليل
آخران وجد او الى البراءة
الاصلية۔
ونقل سليم الرازى عن ابيحنيفة
انه يقدم الخبر الذى فيه
ذكر الوقت ولا وجه لذلك
قال ابن دقيق العيد هذه
المسئلة من مشكلات الاصول
والمختار عند المتاخرين
الوقف الا بترجيح يقوم على
احد اللفظين بالنسبة الى الآخر
وكان مرادهم ترجيح العام الذى لم
يخص مدلول العموم كالترجيح بكثرة الرواة
وسائر الامور الخارجة عن
مدلول العموم ثم حكى
عن الفاضل ابى سعيد
محمد بن يحيے

متاخر کو ناسخ کہتا ہے اور جو اسکا قایل نہیں وہ
یہاں ترجیح سے کام لیتا ہے۔ اور اگر دونو سے
متقدم متاخر کوئی معلوم نہو تو ان دونو مذہبوں
پر ان مرجحات کیطرف (جنکا پہلے ذکر ہوا) رجوع
واجب ہے۔ اور اگر دونو اسناد و متن و معنے میں
مساوی ہوں تو ان مرجحات خارجیہ کیطرف
رجوع ہوگا۔ اور اگر کوئی خارجی مرجح بہی موجود
نہو تو اس میں وہی سابق اختلاف ہے کہ مجتہد
انمیں سے ایک کے عمل کا اختیار رکہتا ہے۔ یا دونو
کے چہوڑدینے اور دوسری دلیل یا براءۃ اصلیہ
کیطرف رجوع کریگا۔ سلیم رازی نے امام ابو حنیفہ
[illegible] حدیث میں وقت
کا ذکر ہو وہ مقدم ہے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں
ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ اصول کے مشکل
مسائل سے ہے متاخرین کے نزدیک اسمیں توقف
پسندیدہ ہے بجز اس صورت کے کہ ان دونو سے ایک
حدیث میں ایسی وجہ ترجیح پائی جاوے جو اسکے
الفاظ سے قایم ہو۔ اس سے انکی مراد شاید وہ ترجیح
عام ہے جو عام کے معنے میں خصوصیت پیدا کرے جیسے ترجیح
بکثرت رواۃ اور ترجیح بامور خارجہ از معنی عام
فاضل ابو سعید محمد بن یحیے نے روایت کی ہے کہ ان

انه ینظر فیهما فان دخل احدهما
تخصیص مجمع علیه فهو اولی بالتخصیص
وکذلک اذا کان احدهما مقصودا
بالعموم رجح علی ما کان عمومه
اتفاقیا - قال الزرکشی وهذا هو
اللائق بتصرف الشافعی فی احادیث
النهی عن الصلوة فی الاوقات المکروهة
الی ان ذکر من انواع المرجحات +
بین الاقیسة سبعة انواع ومن المرجحات
بین الحدود السمعیة خمسة عشر نوعا
ثم قال وفی غالب هذه المرجحات
خلاف یستفاد من مباحثه المتقدمة
ویعرف به ما هو الراجح فی جمیع ذلک
وطرق الترجیح کثیرة جدا وقد تقدم
ان مدار الترجیح علی ما یزید الناظر قوة
فی النظر علی وجه صحیح مطابق للمسالک الشرعیة

دونوں کو دیکھا جاوے اگر انمین سے ایک مین ایسی
تخصیص ہو چکی ہو جو متفق علیہ ہو تو وہ لایق
تخصیص ہے - ایسا ہی اگر انمین سے ایک کا عموم قصدی
وارادی ہو وہ اس سے مقدم ہوگا جسکا عموم
اتفاقی ہو - زرکشی نے کہا ہے کہ امام شافعی نے
جو حدیث ممانعت نماز باوقات مکروہہ مین تصرف
کیا ہے وہ اسی اصل کے موافق ہے -
پھر اس کتاب مین مرجحات قیاسیہ کے سات اقسام کو بیان
کیا ہے - اور مرجحات حدود سمعیہ کے پندرہ اقسام کو -
پھر کہا ہے کہ ان مرجحات حدود سمعیہ مین سے اکثر محل
خلاف مین جو پہلے مباحث سے معلوم ہو سکتا ہے اور
یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ انمین سے ترجیح کسکو ہے
اور ترجیح کی صورتین نہایت کثرت سے ہین اور
یہ بیان ہو چکا ہے کہ ان سب کا مدار اسی پر ہے کہ جو مجتہد
کی نظر مین صحیح طور پر طرق شرعیہ کے موافق
قوت پیدا کرے وہ وجہ ترجیح معتبر ہے -

فما کان محصلا لذلک فهو مرجح معتبر - (حصول المامول)

+ ان مرجحات کے ذکر سے ہمنے اس لئے تعرض نہین کیا کہ وہ عوام کی سمجھ سے بہت ہی دور ہین
خواہ ہم کتنا ہی ہندی کی چندی بنا کر ترجمہ کرین ہان خواص انکو سمجھ سکتے ہین لہذا انکی خاطر انکو بعینہٖ
حاشیہ اصل زبان مین نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین -
واما المرجحات بین الاقیسة فلا خلاف انه لا یکون بین ما هو معلوم منها - واما ما کان مظنونا فالی
مذهب الجمهور الی انه یثبت الترجیح بینها وهی انواع الاول بحسب العلة - الثانی بحسب الدلیل الدال
علی وجود العلة - الثالث بحسب الدلیل الدال علی علیة الوصف للحکم الرابع بحسب دلیل الحکم -

اس تفصیل کو ناظرین خصوصاً ہمارے علاقی بھائی مقلدین (جو اس زمانہ مین دعوی اجتہاد کو مثل دعوت نبوت کفر سمجھتے ہین یا اسکو بمنزلہ دشنام و توہین ائمہ مجتہدین خیال کرتے ہین) غور و انصاف سے پڑھین اور ایمان کو سوت کو قیامت کو پیش چشم رکھکر کہین کہ کیا جو لوگ ان مسائل (لوازم و اسباب اجتہاد) کو اس تفصیل کے ساتھ نہ صرف کتابونمین بیان کرتے ہین بلکہ آیات و احادیث جولانگاہ اجتہاد مین انکو جاری بہی کر دکہاتے ہین وہ مجتہد کہلانے کے (بعض مسایل مین کیون نہو اور منتسب غیر مستقل ہی کیون نہ سہی) مستحق نہین ؟ اور کیا اس زمانہ مین اجتہاد (غیر مستقل اور بعض مسائل مین ہی سہی) زمانہ سابق کی نسبت وسیع اور آسان نہین ہے اور اسکے اسباب و آلات پہلے زمانہ سے زیادہ میسر و مہیا نہین ہین ؟ ہم امید کرتے ہین کہ اگر وہ تعصب و بغض و عناد کو تہوڑی دیر کے لیئے علیحدہ کرینگے تو مجبوراً ان باتونکو تسلیم کرنیکی جرأت کرینگے۔

الخامس بحسب کیفیۃ الحکم۔ السادس بحسب الامور الخارجۃ السابع بحسب الفرع و لکل من ہذہ الانواع اقسام [illegible] المجازات [illegible] علی اقسام الاول انہ یرجح الحد المشتمل علی الالفاظ الصریحۃ الدالۃ علی المطلوب علی الالفاظ المجازیۃ او المشترکۃ او الغریبۃ او المضطربۃ الثانی انیکون احدہما اعرف من الاخر فیقدم علی الاخفی لانہ ادل علی المطلوب من الاخفی۔ الثالث انہ یقدم الحد المشتمل علی الذاتیات علی المشتمل علی العرضیات۔ الرابع انہ یقدم ماکان مدلولہ اعم من مدلول الاخر۔ الخامس انہ یقدم ماکان موافقاً لنقل الشرع واللغۃ علی مالم یکن کذلک۔ السادس انہ یقدم ماکان اقرب الی المعنی المنقول عنہ شرعاً و لغۃ۔ السابع انہ یقدم ماکان طریق اکتسابہ ارجح من طریق اکتساب الاخر۔ الثامن انہ یقدم ماکان موافقاً لعمل اہل الحرمین ثم ماکان لاحدہما التاسع انہ یقدم ماکان موافقاً لعمل الخلفاء الاربعۃ۔ العاشر انہ یقدم ماکان موافقاً للاجماع۔ الحادی عشر انہ یقدم ماکان موافقاً لعمل اہل العلم۔ الثانی عشر انہ یقدم ماکان مقرر الحکم الحظر علی ماکان مقرر الحکم الاباحۃ۔ الثالث عشر انہ یقدم ماکان مقرر الحکم النفی علی ماکان مقرر الحکم الاثبات الرابع عشر انہ یرجح ماکان لاسقاط الحد و علی ماکان موجباً۔ الخامس عشر انہ یقدم ماکان مقرر الایجاب العتق علی مالم یکن کذلک (حصول المامول ملخص ارشاد الفحول) ۱۲۔

اسی نظر سے سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی نے کتاب ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد میں علوم و اسباب آلات اجتہاد کا پچہلے زمانوں میں پہلے زمانوںکی نسبت زیادہ تر وسعت اور آسانی کے ساتھہ پایا جانا بہت بسط و تفصیل کے ساتھہ بیان کر کے فرمایا ہے (دیکھو) چنانچہ

وبعد هذا فالحق الذي ليس عليه غبار
الحكم بسهولة الاجتهاد في هذه الاعصار
وانه اسهل منه في الاعصار الخالية
لمن له في الدين همة عالية ورزقه الله تعالى
فهما صافيا وفكرا صحيحا ونباهة في
علمي الكتاب والسنة فانها كانت
الاحاديث في الاعصار الخالية متفرقة
في صدور الرجال وعلوم اللغة
في افواه [illegible] البوادي و[illegible]
حتى جمعت متفرقاتها ولفقت ممزقاتها
حتى لا يحتاج طالب العلم في هذه الاعصار
الى الخروج من الوطن والى شد الرحل
والظعن فيا عجبا حين تفضل الله عليهما
من الاغوار والانجاد وسهل سياقتها
للعباد حتى اينعت رياضها واترعت حياضها
واجريت عيونها ونهدلت
ثمار اغصانها وافاض في ساحل
تحقيقها معينها واشتد عضدها

میں انکی کتاب سے منقول ہے کہ اس بیان و تفصیل
علوم و اسباب اجتہاد کے بعد تو حق (جسپر کوئی
غبار نہیں) یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان زمانوں میں
اجتہاد پہلے زمانوں کی نسبت زیادہ آسان ہے
اس شخص کیلئے جسکو علم کتاب و سنت میں شرف
حاصل ہو اور خدا نے اسکو فہم صاف عطا کیا
ہو کیونکہ گزشتہ زمانوں میں تو حدیثیں
لوگوں کے سینوں میں متفرق تہیں اور علوم
دشت جنگلوں اور پہاڑوں کے رہنے والوں کے
سوہنوں میں تہے یہانتک کہ ان علوم کی متفرق
باتیں جمع ہو گئیں اور پراگندہ مسائل اکٹھے
ہو گئے اب اس زمانہ میں طالب العلم کو وطن سے
نکلنے اور پالان کس کے سفر کرنیکی حاجت نہی
تعجب ہے کہ جب خدا تعالٰی نے ان علوم کو نیچے
اونچے ملکوں سے جمع کر دیا اور لوگوں کے لیے انکا
رستہ آسان نکالدیا انکے باغونکی پہل پکا اور حوض
لبریز ہو گئے اور انکے چشمے بہہ نکلے اور انکے
پہلوں کے ساتھہ انکی شاخیں جہک پڑیں

وحل ساعدها وكثر معينها فتقول تعذر
الاجتهاد ما هذا والله تعالى الا كفران
النعمة وجحودها والاخلاد الى
ضعف الهمة وركودها۔ الا انه
لا بد مع ذلك اولا من غسل
فكرته عن ادران العصبية وقطع
مادة الوساوس المذهبية و
سوال للفتح عن الفتاح العليم و
تعرض بفضل الله فان الفضل
بيد الله يؤتيه من يشاء والله
ذو الفضل العظيم۔ فالعجب
كل العجب ممن يقول بتعذّر
الاجتهاد في هذه الاعصار وانه
محال ما هذا الا منع ما بسط الله
من فضله لفحول الرجال واستبعاد
لما خرج من يديه واستصعاب لما
يكن لديه وكم للائمة المتاخرين من
استنباطات انقى واستدلالات صادقة
ما حام حولها الاولون ولا عرفها
منهم الناظرون لا دارت في بصائر
المستبصرين ولا نتجت في افكار المتفكرين

اذا عرفت هذا فاعلم انا بلغنا علماء زماننا الذي

اور انکا پانی انکی تحقیق کے کنارون تک بہ چلا اور
انکا بازو قوی ہوا اور کلائی کھل گئی اور بہت سے
مددگار ہو گئے تو تو کہتا ہے کہ اب اجتہاد مشکل و محال
ہے یہ تو بخدا کفران اور انکار نعمت ہے۔ اور ہمت
کی پستی اور ٹہر جانے کی طرف جھک پڑنا۔ ہان
اسباب و سامان اجتہاد کے میسر آنے کے ساتھ
اجتہاد کے لئے پہلے فکر کو تعصب سے پاک کرنا اور
مذہبی وسوسونکو (یعنے جو دراصل مذہب مین داخل
نہین) دور کرنا اور خدا تعالے سے علوم کھولدینے کا
سائل ہونا اور اسکے فضل کا منتظر رہنا بھی ضرور ہے
کیونکہ فضل اوسی کے ہاتھہ مین ہے۔ پس اس شخص سے
بڑا تعجب ہے جو کہتا ہے کہ اس زمانہ مین اجتہاد مشکل
اور محال ہے یہ تو خدا کے فضل کو جو اس نے جوان
مردون پر کیا ہے بند کرنا ہے اور جو چیز اپنے ہاتھو نسے
نکل جاوے اوسکو دور سمجھنا اور جو اپنے پاس نہو
اوسکو مشکل جاننا۔ بہتیرے متاخرین اماموں کے
ایسے صاف استنباط و استدلال ہین کہ متقدمین
امام انکے گرد نہین پھرے اور نہ انہین سہی اہل نظر نے
انکو پہچانا اور نہ وہ اہل بصیرت کی نگاہ ہو نمین
گزرے اور نہ اہل فکر کی فکرو نمین دوڑے۔
یہ تونے جان لیا تو یہ بھی جان لے کہ اس زمانہ مین

سهل الاجتهاد والان منه الصعاب الشداد وهو ما قد منا لك من سعي ائمتنا الذين في جمع علوم الاولين وجمعها بعد الشتات في نفائس المصنفات فلتكثر لهم الدعاء والتحسين عليهم الثناء ولا تكن من كفار النعم واشباه النعم وانما يعرف الفضل لاولي الفضل من هو منهم واليه اشار من قال

"اذا افادك انسان بفائدة
من العلوم فاكثر شكره ابدا
وقل فلان جزاه الله صالحة
افادنيها والق الكبر والحسدا"

وبهذا يبطل تشنيع الجهال بان من خالف الاوائل في بعض المسائل فقد ادعى الترفع عليهم وقال انه اعلم منهم وهذا خيال باطل وسوء ظن عاطل والا لزم ان التابعين قد ادعوا الفضل على المتقدمين وفيها ما زال الفضل للمتقدم معروفا وبرح السابق بالتفضيل موصوفا۔

اجتہاد کو آسان اور اسکے سخت اسباب وعلوم کو نرم جس نے کیا ہے وہ وہی امر ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آئمہ دین نے متقدمین ائمہ کی علوم کو نفیس مصنفات مین جمع کر دیا لہذا ان آئمہ متقدمین کے لئے کثرت سے دعا اور عمدگی سے انکی تعریف کرنی چاہئے اور کفران نعمت ائمہ متقدمین نکرنا اور جانورون کیطرح نہونا چاہئے اہل فضل کی بزرگی کو وہی جانتے ہین جو خود بھی بزرگی رکھتے ہون ۔ اسی کی طرف اشارہ کیا ہے جسنے کہا ہے کہ "جب تجھے کوئی انسان فایدہ پہنچاوے تو تو اوس کا بہت شکر کر اور کہہ کہ خدا اوسکو نیک بدلا دے مجھے اوسنے فایدہ پہنچایا ہے اور حسد و ملامت کو چھوڑ دے۔ اس بیان فضیلت و حق شکر متقدمین سے جاہلونکا یہ طعن و تشنیع بھی باطل ہوئی جو کہتے ہین جسنے متقدمین کا بعض مسایل مین خلاف کیا اسنے انسے اپنے بزرگ ہونے کا دعوے کیا اور یہ سمجھ لیا کہ مین انسے زیادہ عالم ہون" یہ انکا خیال باطل ہے اور سوء ظنی بیکار۔ یہ ہو تو چاہئے کہ تابعین نے جنہون نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا بعض مسایل مین خلاف کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑہجانے کا دعوی کیا ہو اور یہ پچھلے اماموں نے پہلون سے۔ یہ بات بعید ہے ہمیشہ پہلے ہی کی بزرگی مشہور رہی ہے اور ہمیشہ پہلا ہی بزرگی سے موصوف چلا آیا ہے

ایسا ہی علامہ سید محمد بن ابراہیم وزیر یمانی نے کتاب القواعد مین اپنی اس کلام سے پہلے جو سابقًا اُنسے منقول ہو آ فرمایا ہی اور اس کا اختتام ان اشعار سے کیا ہے جن کا مطلب یہ ہی کہ اگر مین سُعدی کے عشق مین عاشق کبوتر سے پہلے روتا تو ملامت

"فلو قبل مبکاہا بکیت صبابۃ
لسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولٰکن بکت قبلی فھیج لی البکا
بکاہا فقلت الفضل للمتقدم"

سی پہلے نفس کو تسلی دی لیتا و لاکن وہ مجھسے پہلے رو دیا تو اوس کے رونے نے میری رونے کو ہلایا۔ پس مجھے یہ کہنا پڑا کہ بزرگی اوسیکو ہی جسنے پہلے کام کیا۔

اب ہم اس بحث علوم و آلات اجتہاد کو ختم کرتے ہین اور اپنے ناظرین باانصاف سے امید کرتے ہین کہ ان عبارات و بیانات کو پڑہکر وہ یقین کرینگے کہ اس زمانہ مین زمانہ سابقہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے اسباب و آلات آسانی سے مل سکتے ہین اور کثرت سے موجود ہین ومن اللہ التوفیق۔

ضمیمہ [illegible] اعتراض کا جو عمل بالحدیث مین لوگ وارد کرتے ہین جواب ادا ہوا۔ حاصل اعتراض یہ کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہی جو مجتہدون کا کام ہے اسوقت کے لوگون کے لئے جو مجتہد نہین یہ امر جایز نہین۔ حاصل جواب یہ ہی کہ اولًا عمل بالحدیث اجتہاد نہین اور اگر بالفرض اجتہاد ہے تو یہ پہلے مجتہدون سے مخصوص نہین اب بہی ایسی لوگ ہین جو اجتہاد کرسکتے ہین۔

دوسرا اعتراض عمل بالحدیث مشکل ہی (۱) حدیث مین جس سے کوئی تمسک کرانا چاہی احتمال ہی کہ وہ منسوخ ہو (۲) احتمال ہی کہ اسکے مقابلہ و معارضہ مین کوئی دوسری حدیث جو اس سے بڑہکر یا اوسکے مساوی ہو موجود ہو۔ (۳) احتمال ہی کہ وہ حدیث آنحضرت سے یا جسکے حق مین وارد ہی اس سے مخصوص ہو (۴) اگر وہ عام ہی تو اسمین یہ احتمال ہی کہ مخصوص ہو (۵) اگر وہ ظاہر المعنی ہو تو اسمین احتمال ہی کہ وہ اس ظاہری معنی سے موول ہو اور کتب

حدیث مین ان احتمالات کا فیصلہ نہین ہوا اور ہر ایک حدیث سے ان احتمالات کو اٹھایا نہین گیا۔ پہر کسی حدیث پر کسیکو (مجتہد ہی کیون نہو) کیونکہ جائز ہی اور بدون تقلید فقہا و مراجعت کتب فقہ کیونکر کام چل سکتا ہی۔

اس اعتراض کا جواب ہم بسط و تفصیل سے باستشہاد و استمداد اقوال اکابر علمائے حنفیہ وغیرہم فقہا و اصولیین و محدثین متقدمین و متاخرین **اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ و ۷ جلد ۱** مین صفحہ ۷۷ سے صفحہ ۳۰۱ تک چون ۲۲۴ صفحہ پر ادا کر چکے ہین جسکا اعادہ ہم پسند نہین کرتے اور نہ ابتدا سے آجتک اشاعۃ السنہ مین کسی مضمون یا کسی بحث یا اوسکے دلایل کا اعادہ پایا گیا ہی۔ **اس کا ماحصل** یہ ہی کہ اولاً مجرد احتمال بدون شہادت کسی دلیل کے لایق اعتماد نہین اور کسی حدیث کی عمل و استدلال سے مانع نہین ہو سکتا۔ ثانیاً یہ احتمالات اقوال فقہا اور کتب فقہ مین حدیث کی نسبت بدرجہا بڑہکر پائے جاتے ہین۔ پس اگر یہ لایق اعتبار و مانع عمل ہین تو چاہئے کہ معترضین کتب فقہ پر بہی عمل و استدلال چھوڑ دین [illegible] ان احتمالات کا فیصلہ [illegible] حدیث مین [illegible] کیا ہو چکا ہی کہ کتب فقہ مین اسکا فیصلہ اس سے بڑہکر نہین ہوا۔ پس اگر کوئی بے کہٹکہ شریعت پر چلنا اور احکام دین پر عمل کرنا چاہی تو اسکے لئے یہی کتب حدیث طمانیت بخش ذریعہ و وسیلہ ہین۔ **ناظرین** ان تینون دعاوی کا ثبوت چاہین تو اشاعۃ السنہ کے صفحات مذکورہ کیطرف مراجعت کرین اور دیکہین کس زور و شور کے ساتہہ اصول و فروع کی شہادت سے ان دعاوی کو مدلل کیا ہی۔

تیسرا اعتراض حدیث پر عمل کرنے سے قدیمی مذہب حنفی شافعی چہوٹ جاتا ہی اور کبہی چارون مذہب سے خارج ہونا پڑتا ہی اور ترک و انتقال مذہب پر کتب فقہ مین صاف تعزیر کا حکم آچکا ہی اور چارون مذہب کی مخالف بات کو فقہا نے باطل کہا ہی۔

اس کا جواب ہم اسی ضمیمہ اشاعۃ السنہ **جلد ۲** کے صفحہ **۸۵** و **جلد ۳** کے صفحہ ۵ وغیرہ مین باستشہاد محققین حنفیہ ادا کر چکے ہین جس کا حاصل یہ ہی کہ حدیث پر عمل کرنیسے کوئی

مذہب نہیں چھوٹتا کیونکہ صحیح حدیث کو چاروں اماموں نے اپنا مذہب قرار دیا ہے لہذا
جسنے اپنے امام کا قول چھوڑ کر کسی حدیث پر عمل کیا اسنے عین قول امام کا اتباع کیا۔ چاروں
اماموں نے خود کہہ کہا ہے کہ جب ہمارے اقوال حدیث کے مخالف ہوں تو انکو چھوڑ دو اور حدیث پر
عمل کرو۔ ہمارا مذہب وہی حدیث ہے۔ اسمقام میں بھی ایک دو معتبر و مشہور کتب فقہ کی شہادتیں
جو پہلے منقول نہیں ہوئیں پیش کرتے ہیں۔ کتاب رد المحتار حاشیہ در المختار

میں جو فقہائے ہندوستان میں مرغوب میں متداول
ومقبول ہے کہا ہے کہ علامہ بیری نے اپنی شرح
اشباہ کے شروع میں شرح ہدایہ تالیف ابن الشحنہ
سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو اور وہ
مذہب کے مخالف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاویگا
اور اس امر کے سبب حنفی مقلد حنفی ہونے سے خارج
نہوگا کیونکہ امام سے ثابت ہو چکا ہے کہ اونہوں نے
فرمایا ہے جب حدیث صحیح ہو تو میرا وہی مذہب ہے
امام ابن عبد البر نے یہ بات ابو حنیفہ اور دوسرے
اماموں سے نقل کی ہے اور امام شعرانی نے بھی چاروں اماموں
سے یہہ بات نقل کی ہے یہہ بات اس شخص کے حق میں ہے جو آیات و حدیث میں نظر کرنا
اور غیر منسوخ کو منسوخ سے پہچاننے کی لیاقت رکھتا ہو پس جب
کوئی اہل مذہب کسی دلیل (حدیث) کو دیکھے اور اوس پر
عمل کرے تو اسکو مذہب کیطرف منسوب کرنا صحیح ہوگا کیونکہ اس کا یہ امر اجازت
امام مذہب سے صادر ہوا ہے۔ بیشک جب وہ اپنے مذہب کا ضعف جان لے
تو اس سے رجوع کرے اور دلیل قوی کا تابع ہو۔

نقل العلامة بیری فی اول شرحه علی الاشباه
عن شرح الهدایة لابن الشحنة اذا صح
الحدیث وکان علی خلاف المذهب عمل
بالحدیث ویکون ذلك مذهبه ولا یخرج
مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد
صح عنه انه قال اذا صح الحدیث فهو
مذهبی وقد حکی ابن عبد البر عن ابی حنیفة
وغیره من الائمة ونقله ایضا الشعرانی
عن الائمة الاربعة ولا یخفی ان ذلك
لمن کان اهلا للنظر فی النصوص ومعرفة
محکمها من منسوخها فاذا نظر اهل
المذهب فی الدلیل وعملوا به صح نسبته
الی المذهب لکونه صادرا باذن صاحب
المذهب اذ لا شك انه لو علم ضعف
دلیله لرجع عنه واتبع الدلیل
القوی - (رد المحتار ص ۴۶)

اور کتاب **روضۃ العلماء** مین امام زیدوسی نے صاحب ہدایہ سے نقل کیا ہی کہ

ان ابا حنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول الخ

امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ ایک بات کہین اور قرآن اسکے مخالف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے کہا کتاب اللہ کے مقابلہ مین میرا قول چھوڑدو۔ پھر اوسنے کہا اگر حدیث اسکے مخالف ہو تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ مین بھی میرا قول چھوڑدو تا آخرہ۔

یہی بات چارون امامون نے اپنے اقوال مخالفہ حدیث نبوی کی اخذ کرنیکے باب مین فرمائی ہین اور چارون امامون کی تبعین نے یہہ بات چارون سے نقل کی ہی۔ چنانچہ **فتوحات مکیہ** وغیرہ مین ان اقوال کی تفصیل ہی۔ مگر ہم اس بحث کو اس مقام مین طول دینا نہین چاہتے۔

جواب کہ "حدیث پر عمل کرنے سے کسی مذہب سے خارج نہین ہوتا"۔ اس اعتراض کی اس خبر کو کہ مذہب کے ترک و انتقال پر تعزیر وارد ہی اور مذاہب آئمہ اربعہ کا مخالف مذہب باطل ہی" ہمنے تسلیم کر دیا ہی۔ اور اگر ان باتون کو تسلیم نہ کرین اور صاف یہ کہین کہ مذہب چھوٹ گیا تو کیا ہوا اور خلاف مذاہب ائمہ اربعہ عمل مین آیا تو کیا گناہ ہوگیا تو بھی گنجایش ہی کیونکہ یہ باتین عوام یا علمائی کالعوام مین (جو نہ اصول سے واقف ہین نہ فروع سے خبر رکھتے ہین) زبان زد ہو رہی ہین ان باتو نکا نہ کتاب وسنت مین کہین اثر و نشان ہی نہ اون ائمہ مجتہدین کی کلام مین (جنکی اتباع وتقلید کا یہ لوگ دعوی کرتے ہین) کہین ذکر و بیان ہی۔ ترک وانتقال مذہب کے جواز مین تو اسی ضمیمہ کی جلد ۱ مین صفحہ ۱۷ سے ۲۱ تک اقوال ائمہ فقہا واصولیین بیان ہو چکے ہین اور مذاہب اربعہ کی مخالف مذہب پر عمل کرنے کا جواز معیار الحق مین بصفحہ ۳۵ و ۳۶ وغیرہ مدلل ہو چکا ہے۔ ناظرین ان مواضع کیطرف رجوع فرماوین ہم ان مباحث کا بھی اس مقام مین اعادہ کرنا نہین پسند کرتے۔

اسی قسم کے اور اعتراض مانعین عمل بالحدیث عمل بالحدیث پر کرتے ہین مگر ناظرین بالانصاف اون اعتراضات کا اندازہ ان ہی تین اعتراضون سے کر سکتے ہین لہذا ہم اس مقام مین اُنہی اعتراضات ثلثہ کے جوابات پر اکتفا کرتے ہین۔ یہ جزو دوم مقدمہ کا اختتام ہے اب جزو سوم کا بیان ہوتا ہے اسکے بعد عنقریب مقاصد کا آغاز ہوگا جس مین اصل مسائل مذہب محدثین کو بیان کیا جاوے گا وباللہ التوفیق ناظرین چندے اور اصطبار کو کام مین لاوین اور ہمارے مباحث مقدمہ کی طوالت سے نگھبراوین۔

جزو سوم مقدمہ

ان اصطلاحات و اصول کے بیان مین جن سے مقاصد مین کام لیا جاویگا

واضح ہو کہ اصطلاحات و اصول جن پر ہمارے مقاصد کی بنا ہے بہت ہین مگر ہم اس مقام مین ان چند اصطلاحات و اصول کو بیان کرنا چاہتے ہین جنکو ہمارے مقاصد و استدلالات سے [illegible] تعلق ہے [illegible] جس سے اوس کو تعلق ہو بیان کیا جاویگا۔ وہ اصطلاحات و اصول جنکو ہم اس مقام مین بیان کرنا چاہتے ہین دو قسم ہین۔ اول وہ جنکو کتاب و سنت دونو سے تعلق ہے۔ دوم وہ جنکو صرف حدیث سے تعلق ہے۔ ان دونو قسمونکو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے۔

اصطلاحات قسم اول

(۱) ظاہر و (۲) نص (یا مفسر) و (۳) مؤول۔

اگر کسی لفظ کے دو معنے ہو سکین جنمین ایک معمولی ہون جو اکثر اس لفظ کے بولنے سے سمجھے جاوین دوسرے غیر معمولی جو کبھی کسی خاص وجہ سے مراد لئے جاوین تو پہلے معنے کو ظاہری معنے اور اس لفظ کو اس معنی کی نسبت ظاہر کہتے ہین اور دوسرے معنے کو تاویلی معنے اور اس لفظ کو اس معنے کے لحاظ سے مؤول کہتے ہین۔

اسکی مثال پانی کا لفظ ہے اکثر اوس سے وہی پانی مراد لیا جاتا ہے جو کنوئین یا دریا یا بارش کا

پانی کہلاتا ہے کبھی اس سے سونف یا گلاب کا پانی یعنے عرق بھی مراد لیتے ہین۔ پہلے معنی مین وہ ظاہر ہے دوسرے مین مؤول۔ بعض ظاہر الفاظ ایسے واضح المعنی ہوتے ہین کہ ان مین تاویلی معنی کی گنجایش نہین ہوتی۔ اسکو نص[۳] کہتے ہین اور بعض اسکو مفسّر[+] کہتے ہین۔ اس کی مثال بھی پانی کا لفظ ہے اگر اسکے ساتھ ایسے الفاظ بھی بڑہائے جاوین "وہ پانی جو کنوئین کا ہے" یا "وہ پانی جو فلان برتن مین ہمارے سامنے رکھا ہے"

حقیقۃ ومجاز[۵]

جو معنے لفظ کے اصلی ہون جو لفظ بنانے کے وقت اسکے لئے مقرر کئے گئے ہون وہ اسکے حقیقی معنی ہین اور اس معنے مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو حقیقت کہتے ہین اور جو اصلی معنی نہون بلکہ غیر اصلی ہونے پر اصلی معنے سے کچھ علاقہ ومناسبت رکھتے ہون وہ اسکے مجازی معنی کہلاتے ہین اور اس معنی مین اس لفظ کے استعمال کرنے کو مجاز کہتے ہین۔ اس کی مثال لفظ شیر ہے جو درندہ مشہور کے لئے بنایا گیا ہے اور کبھی اوسکو بہادر آدمی کے معنے مین بھی استعمال کرتے ہین پہلے معنے مین مستعمل ہونے کے وقت وہ حقیقت ہے اور دوسرے مین مجاز۔ یہ لغوی (یعنے اصلی لغت اور عام بولی کی نظر سے) حقیقت ومجاز کہلاتا ہے۔ اور کبھی شرع لفظ کو اصلی معنے مین (جسکے لئے وہ بنایا گیا تھا) استعمال نہین کرتے بلکہ اسکے اصلی معنے اپنی طرف سے اور قرار دیتی ہے جو اصلی معنے سے کسی قسم کا علاقہ ومناسبت رکھتے ہون جیسے لفظ "صلوۃ" کہ لغت مین اسکے اصلی معنے دعا یا تحریک الصلوتین (سرین ہلانا) ہے شرع نے اسکے اصلی معنے ارکان مخصوصہ (قیام ورکوع وسجود وغیرہ) مقرر کئے ہین جسمین دعا وتحریک الصلوین پائے جاتے ہین) لہذا جب یہہ لفظ محاورہ شرع مین بمعنے ارکان مخصوصہ استعمال کیا جاویگا حقیقت کہلائیگا گو لغت کی نظر سے اس معنے مین اسکا استعمال مجاز ہے) اور جب بمعنے دعا وغیرہ مستعمل ہوگا مجاز کہلائیگا گو لغت مین اس معنے مین وہ حقیقت ہے۔

۱۔ چنانچہ توضیح مین ہے۔ بعض اسکو نص کہتے ہین جیسے کہ ارشاد الفحول مین ہے۔

مُشْتَرَک و عَام وخَاص و تَخصِیص و مُخَصِّص

لفظ کے حقیقی معنی اگر متعدد (یعنے کئی) ہون پر وہ محدود ہون بیشمار نہون اور وہ لفظ ہر ایک معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ مستقل طور پر بنایا گیا ہو تو وہ **مشترک** کہلاتا ہی جیسے عربی میں لفظ "عین" ہی جو پانی کے چشمے کو بھی کہتے اور آنکھہ کو بھی اور ان معنی کے لئے اسکو علیحدہ مستقل طور پر مقرر کیا گیا ہی۔ اور اگر وہ معنی ایسے متعدد ہون جو کوئی حد و شمار معین نہ رکھتے ہون اور نہ لفظ اون معانی کے لئے علیحدہ علیحدہ بنایا ہو بلکہ جب اسکو ایک دفعہ بنایا تو اسی دفعہ کے بنانے مین ان سب کو وہ شامل ہو گیا تو وہ **عام** کہلاتا ہی بشرطیکہ جب وہ بولا جائے تو ان سبکو جنکے لئے مقرر کیا گیا ہی گھیرلے۔ اسکی مثال عربی مین "لفظ الرجال" ہے (جسکے ہندی معنی سب آدمی ہین) یہ لفظ جب بنایا گیا سب آدمیون کے لئے بنایا گیا اور جب بولا جاتا ہے سبکو شامل ہوتا ہے۔

اور اگر وہ معنی متعدد نہون ایک مُعَیَّن ہو یا متعدد ہون تو بھی دو چار دس بیس وغیرہ یعنی محدود ہون اور وہ لفظ اس واحد یا متعدد کے لئے ایک ہی دفعہ مقرر کیا گیا ہو تو یہ **خاص** کہلاتا ہی۔ جیسے لفظ "زید" جو ایک دفعہ ایک آدمی کا نام رکھا جاتا ہے، یا "دو" یا "تین" کا لفظ جو دو یا تین آدمی یا چیزون کے لئے بنایا گیا ہی۔

اگر کسی لفظ عام کی نسبت یہ بیان کرین کہ جن سب اشخاص یا چیزون کے لئے یہ لفظ مقرر ہی اور بولے جانے کے وقت ان سب کو شامل ہوا کرتا ہی فلان موضع و محل مین اس سے وہ سبھی اشخاص یا چیزین مراد نہین یا بعض اشخاص یا چیزین اس سے خارج یا مستثنی ہین تو اوسکو **تخصیص** کہتے ہین۔ اور جس لفظ یا دلیل یا علامت سے اس امر کا اظہار و بیان ہو اوسکو **مخصص** کہتے ہین۔ جیسے کوئی کسیکو کہے کہ فلان قوم کی عزت کر پھر اسکے ساتھہ ہی یا کچھہ دیر ٹھہر کر (قبل اسکے کہ اسکی بات مخاطب عمل کرے) یہ بھی کہہ دے کہ ان مین سے فلان شخص (مثلاً زید) کی عزت نکر۔ تو اس کا یہ کہنا تخصیص ہے

اور وہ کلام یا لفظ جس سے استثنیٰ زید کو اس حکم (عزت کرنی) سے مستثنیٰ وخارج کیا مخصص کہلاتا ہی

مُطلق[12] ومقید

یہ دونو عام وخاص سے ملتے جُلتے ہین مطلق عام کی طرح ہی مقید مثل خاص ہی **مُطلق** اپنے معنے کا غیر مقرر حصہ ہی نہ اوس مین یہ حکم ہوتا ہی کہ اس سے وہ سبھی حصے جنپر وہ لفظ بولا جاتا ہی مراد ہین نہ یہ حکم ہوتا ہی کہ ان مین سے کوئی ایک یا دو حصہ مراد ہین - اور **مقید** وہ ہی جس مین یہ حکم ہو کہ اس سے ایک یا دو یا فلان حصہ مراد ہی - انکی مثال "پانی" کا لفظ ہی اگر یہ بے قید بولا جاوے تو "مُطلق" کہلاتا ہی جو تہوڑی بہت کو ایک کوزہ دو کوزہ پانی دریا کی یا پانی نہر کے پانی کنوئین کے پانی سب پر بلاخصوصیت صادق آسکتا ہی - اور اگر اس مین یہ قید لگا دیجاوے کہ دریا کا پانی یا نہر کا پانی یا ایک کوزہ یا فلان جگہ کا تو یہ مقید کہلاتا ہے -

مجمل[13] و بیان[14] و مبیّن[15]

مجمل وہ قول یا فعل ہے جو اپنی کیفیت خود نہ بتاوے - **بیان** وہ قول یا فعل[*] ہی جو مجمل کی مراد بتاوے - **مبین** اس بیان کو کہتے ہین اگر "یے" کی کسرہ (زیر) سے پڑہین اور اگر یے کی فتح (زبر) سے پڑہین تو کبہی یہ لفظ اس مجمل پر بولا جاتا ہی جبکا بیان آچکا ہو کبہی اس مستقل واضح کلام کو کہتے ہین جو محتاج بیان نہو - مجمل کی **مثال** کسی کا یہ کہنا ہی "فلان شخص کو چند روپے دیدو" - بیان کی مثال اس کا اس کلام کے بعد یہ کہنا "دس یا پانچ روپے دیدو" - یہی مبیّن بالکسر کی مثال ہی - اور مبیّن بالفتح بمعنے اول کی مثال وہی اول کلام ہی جب اوسکے بعد دس یا پانچ روپے کا ذکر ہوا اور مبیّن بالفتح بمعنے ثانی کی مثال وہ کلام ہے جس مین پہلے ہی سے صاف بیان ہو کہ فلان شخص کو پانچ روپے فلان سکے کے اسوقت دیدو -

---

[*] قول فعل مجمل کا بیان ہوسکتا ہی - اور فعل قول مجمل کا جیسا کہ اسکا بیان قول ہوسکتا ہی - ۱۲

منطوق و مفہوم اور منطوق کے اقسام صریح (یا عبارہ) و اشارہ و اقتضا و ایما اور مفہوم کے اقسام موافقت و مخالفت اور موافق کے اقسام فحوی الخطاب (جسکو دلالۃ النص بہی کہتے ہین) و لحن الخطاب

جس محل مین کوئی لفظ بولا جاوے جو اس محل کا حکم و حال اس لفظ سے سمجہہ مین آوے اوسکو اس لفظ کا **منطوق** کہتے ہین اور جو اس محل کے سوا کسی اور محل کا (جو اس محل کے مقصود کے موافق یا مخالف ہو) حکم سمجہا جاوے اسکو مفہوم کہتے ہین۔ پہر اگر وہ محل موافق کا حکم ہے تو وہ مفہوم موافقت ہی اور اگر محل مخالف کا حکم ہی تو مفہوم مخالفت **مثلاً** کوئی شخص اپنے دوست کی نسبت اپنے نوکر کو کہتا ہی کہ "انکو کہانا کہلاؤ" کہانا کہلانے حکم اس کلام کا منطوق ہی اور کہانا کہلانے کے ساتہہ اسکو بہی پلانا اور [illegible] اس کلام کا مفہوم موافقت ہی کیونکہ یہ بات اس نے نہین کہی اور اس کا کلام اس سے ناطق نہین پر یہ اسکی منطوق کلام سے مناسبت و موافقت رکہتی ہی اور اسکو بہوکا اور بے عزت کر کے نکال دینا اس کلام کا مفہوم مخالفت ہی۔ کیونکہ یہ بہی اس کلام کا منطوق نہین پر اس کلام سے یہ سمجہا جاتا ہی کہ اس حکم کا خلاف کرنا ناجایز ہی اور بہوکا اور بیعزت کر کے نکالدینا اس حکم کا صریح مخالف ہی۔

پہر **مفہوم موافقت** اگر ایسا حکم ہی کہ حکم منطوق سے بڑہکر ہی (جیسی اس شخص کی عزت کرنا جسکو کہانا کہلانے کا حکم دیا جاوے) تو اُسکو **فحوی الخطاب** کہتی ہین اور بعض اسیکو **دلالۃ النص** کہتی ہین۔ اور اگر وہ حکم منطوق کے برابر ہی (جیسا کہ کہانے کے ساتہہ پانی پلا دینا) تو اوس کو **لحن الخطاب** کہتی ہین۔ اور حکم منطوق دو قسم ہی۔ اول وہ جس مین تاویل کی گنجایش نہو اسکو نص + کہتے ہین دوسری وہ

+ جس کا بیان صفحہ ۷ مین ہو چکا ہی۔

جسمین گنجایش تاویل ہو جسکو ظاہر کہتے ہین ۔ ان دونون کی شرح و مثال گزر چکی ہی

پہر **نص** دو قسم ہے ۔ **پہلا قسم صریح** (جسکو **عبارۃ النص** بہی کہتے ہین)

یہہ ہی جو لفظ کے پورے معنے یا اسکی جز ہو جیسی کوئی کہی ہمارے سبہی دوستون کو جو

آج ہمارے پاس آوین عزت سی بٹہاؤ اور کسیطرح سی انکی بے توقیری نکرو ۔ اسمین سبہی

دوستون کی عزت کرنا اسکے پورے معنی ہین ان مین سی ایک یا دو کی عزت کرنا اسکا جز ہی

یہ دونو معنی اس کلام کا صریح منطوق ہی ۔

دوسرا قسم غیر صریح جو لفظ کے اصلی معنی کل یا جز نہون بلکہ اس معنے کی لوازم سی ہون

یہ پہر **تین قسم** ہے ۔ **اوّل اشارہ** وہ ایسے لازم معنی ہین کہ اس کلام کرنے سے

اس معنے کا بتانا یا سمجہانا کلام کرنے والے کا مقصود نہو ۔ پر وہ اصلی معنی سے ملازمت کے

سبب سے مخاطب کے ذہن مین خود بخود آجاوین ۔ جیسی کسی کا یہ کہنا کہ فلان شخص کی عورت

مطلقہ ہی اس کلام کا صریح منطوق تو یہی ہے کہ اب وہ اسکے نکاح مین نہین رہی اور اس کلام کا

اشارہ اس بات کیطرف ہی کہ اس کی خاوند کو اسکا مہر ادا کرنا اور اس عورت کو عدت بیٹہنا ضروری ہے

دوم اقتضا وہ ایسا لازم معنی ہی کہ اسکی مراد ٹہرانے کے سوا اس کلام کی صحت و

صداقت ہی ناممکن ہو ۔ جیسی کسی کا اپنے نوکر کو یہ کہنا کہ "فلان شخص کو ایک گہوڑا

(جو اس کی ملک مین نہ تہا) بخش دی" تب صحیح و صادق ہو سکتا ہی جبکہ اس کلام مین

یہ بہی حکم ٹہرایا جاوی کہ پہلے گہوڑیکو خرید لے اس لئے کہ جبتک اسکو

اس گہوڑے کے خریدنے کا مجاز و مختار نہ ٹہیرایا جاوی اور اس ذریعہ سی وہ گہوڑا اسکے

ملک مین آنے کی لائق نہو اسکی بخشش کیونکر متصور ہی ۔ **سوم ایما** وہ ایسا لازم

معنی ہی جسکا حکم منطوق کے لئے سبب+ و موجب ہونا اس کلام کی بعض الفاظ سی (جو صریح بلفظ نہون)

+سبب کے معنے عنقریب بیان ہونگے ۔ بلفظ یہ قید اس لئے لگائی گئی ہی کہ جو لفظ صریح طور پر علت و سبب ہونے پر دال ہین جیسی ہندی مین لفظ "اسلئے" یا "اس سبب سے" اور اس معنے کے عربی الفاظ عربی مین جیسی لفظ "حکمت" "سبب" ۔ موجب ۔ اجل ۔ لام ۔ ان ۔ با وہ بعض بیان فصل ہذا مین ۔ ۱۲

سمجھا جاتا ہی۔ اسکے نو قسم ہین از انجملہ ایک یہ کہ حکم ایسی حرف کی ساتھہ بیان ہوتا ہی جو
سببیت و علیت کی طرف مشعر ہو۔ ایسا حرف ہندی مین "تو" ہی اور عربی مین "ف" اسکی
مثال عربی اور ہندی مین یہ ہی "سرق زید فقطع یدہ" یعنے زید نے چوری کی تو اس کا ہاتہہ
کاٹا گیا۔ بقیہ اقسام کی تفصیل ہم اصول کی ضمن مین کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ و تقدس۔

تعارض و جمع (یا تطبیق) و ترجیح و نسخ و ناسخ و منسوخ

دو دلیلون (یا کلامون) کا باہم ایسا مقابلہ کرنا کہ ایک دوسرے کی مخالفت و مزاحمت کرے
تعارض کہلاتا ہی۔ ان دونوکو آپسمین جوڑنا اور دونو کے ایسے معنے کرنا کہ انمین مخالفت نرہے
جمع یا تطبیق یا توفیق کہلاتا ہی۔ ان دونومین سے ایک کو کسی وصف کی لحاظ سے
(جو اسکے ذاتی[+] صفت ہو۔ عارضی[++] و تبعی ہو) غلبہ و قوت دینا اور دوسری دلیل کو اسکے مقابلہ مین
اس وصف کی ہونے سے متروک العمل سمجھنا **ترجیح** کہلاتا ہی۔ اور جب ایک کو بلا لحاظ وصف
ترجیح دوسری کے متروک العمل ہونے پر دلیل ٹہیرایا جاوے اسطور پر کہ ایک کو پہلا حکم قرار دین
دوسرے [illegible] تو اوسکو **نسخ**
کہتے ہین اور دلیل متروک العمل کو **منسوخ** اور جسنے اس کو چھوڑایا اسکو **ناسخ** کہتے ہین
ان سب کی **مثالین** یہ ہین کسی حکیم نے ایک شخص کو کہا کہ "دودہ مت پی" اور یہ بھی کہا
کہ "دودہ پیا کر" ان دونو کی مضمون مین جو بظاہر مخالفت ہی یہ تعارض کی مثال ہی۔ اور
ان مین یون جوڑ ملانا کہ "دودہ پینے کی ممانعت اس حالت مین ہی کہ مچھلی کہائی ہو یا کوئی اور
مانع ہو۔ اور اجازت بحالت عدم موانع ہی" جمع یا تطبیق یا توفیق مثال ہی۔ اور ان مین
یہ تجویز کرنا کہ "جو شخص قول ممانعت کا ناقل ہی وہ معتبر نہین۔ ناقل اجازت سچا آدمی ہی"۔
ترجیح کی مثال ہی۔ اور ان مین یہ تجویز کرنا کہ حکیم صاحب نے حکم ممانعت پہلے دن دیا تہا

+ ذاتی وصف سے جو غلبہ حاصل ہو (جیسے کتاب اللہ کا بمقابلہ قیاس غالب ہونا) اسکو مجاز
نہین کیا جاتا اور بنا بر علیہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ کتاب اللہ کو قیاس پر ترجیح ہی ۱۲
++ عارضی صفت جیسے کسی حدیث کی راوی کا معتبر ہونا ۱۲

جبکہ وہ شخص بیمار تھا۔ پیچھے کو جب وہ اچھا ہو گیا حکم اجازت دیا" **نسخ** کی مثال ہے۔ اس تجویز پر پہلا حکم ممانعت **منسوخ** کی مثال ہے دوسرا حکم اجازت **ناسخ** کی مثال۔

امر و نہی

امر کسی سے کوئی فعل چاہنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا کہ "پانی لا" **نہی** کسیکو کسی فعل سے روکنا۔ مثلاً زید کا اپنے غلام کو کہنا "فلان کام مت کر" بعض امر نہی مین اپنی بڑائی کا ہونا بھی شرط سمجھتے ہین۔

(**حکم** اور اسکے اقسام خمسہ تکلیفی **ایجاب** و **تحریم** و **اباحت** و **کراہیت** و **ندب** اور اقسام ثلثہ وضعی **سبب** و **شرط** و **مانع**۔)

ان اصطلاحات کا بیان چند الفاظ کی شرح پر موقوف ہے (۱) **خطاب** وہ کلام ہے جس سے کوئی دوسرے کو مخاطب کرے (۲) **تکلیف** کسی سے کوئی کام کرانا۔ (۳) **وضع** ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے مقرر کرنا اور اس کا اس سے تعلق جتانا (۴) **اقتضا** ایک چیز کی نسبت یہ چاہنا کہ ضرور اسکو کرو یا ہرگز مت کرو (۵) **تخییر** اسکے کرنے نکرنے کا اختیار دینا۔ وہ شرح ہو چکی۔ اب ان اصطلاحات کا بیان سننا چاہئے

حکم اس خطاب شارع کا نام ہے جو لایق تکلیف بندون کے افعال کے متعلق ہو اور اس مین کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کا اقتضا ہو یا اسکے کرنے یا نہ کرنے کی نسبت تخییر پائی جاوے یا اس مین کسی چیز کے کسی حکم کے لئے وضع تبلائی گئی ہو۔ پس جس مین اقتضا یا تخییر پائی گئی ہو اسکو حکم **تکلیفی** کہتے ہین۔ اور جس مین وضع بتائی گئی ہو اسکو **وضعی**۔ پھر حکم تکلیفی اگر پختہ اور تاکیدی طور پر ہو تو اگر اس مین کسی فعل کے کرنے کا اقتضا ہو تو اس کو **ایجاب** کہتے ہین اور اگر کسی فعل کے نکرنے کا اقتضا ہو تو اسکو **تحریم** کہتے ہین اور اگر پختہ اور تاکیدی طور پر نہو تو اگر اس مین کسی فعل کرنے یا نکرنے کی تخییر ہو اسکو **اباحت** کہتے ہین۔ اور اگر اسکی جانب کا فعل اقتضا ہو تو اسکو **ندب** کہتے ہین اور اگر اسکی ترک کا ہو تو **کراہیت** نام رکھتے ہین **اور کبھی** ان پانچون اقسام احکام تکلیفی کو بطور مجاز

وجوب و حرمت وغیرہ سے جو ایجاب و تحریم وغیرہ سے ثابت اور اسکا نتیجہ ہین تعبیر کرتی ہین - اور فعل کو جبکہ وہ ان احکام سے موصوف اور انکا مورد و محل ہو - **واجب - حرام - مباح - مکروہ - مندوب** کہتے ہین **اور کبھی** یہ الفاظ ان چیزون پر بھی بول لیتے ہین جنسے فعل مکلف کا تعلق ہوتا ہے اور انکے کام مین لانیسے وہ ان افعال کا مرتکب کہلاتا ہے **ان سب کی مثالین** ظاہر و مشہور ہین ہم ایک آدہ مثال کی تشریح کرتے ہین - خدا تعالے کا یہ ارشاد اقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز پڑہو ایجاب نماز ہے اور جو اس سے نماز کا وجب ہونا ثابت ہوا یہ وجوب صلوٰۃ کہلاتا ہے اور بندون کے فعل نماز پڑہنے کو واجب کہا جاتا ہے اور یہی لفظ واجب نماز پر بھی بولا جاتا ہے - وعلی ہذا القیاس **پہر منجملہ** ان اقسام خمسہ تکلیفیہ حکم اباحت یا مباح کو تکلیفی کہنا مجازاً بطور تغلیب ہے ورنہ درحقیقت اس مین تکلیف نہین ہے - بلکہ بقول علما ندب و کراہت مین بھی تکلیف نہین پائی جاتی ہے - **اور منجملہ** متعلقات ان احکام کے واجب فرض بھی کہلاتا ہے اور ایک لفظ دوسرے کی جگہہ بولا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ فرض ہے اور یہی اہلحدیث و شافعیہ کا قول ہے - حنفیہ جو انمین فرق کرتے ہین یہ انکا لفظی اختلاف ہے چنانچہ بضمن اصول اسکی تشریح عنقریب آتی ہے - **واز انجملہ ندب و مندوب** کو سنت و مستحب و تطوع و نفل بھی کہا جاتا ہے - انمین جو باہم فرق ہے وہ بضمن اصول بیان ہوگا - **واز انجملہ مکروہ کا** اطلاق تین چیزون پر ہوتا ہے (۱) حرام پر جیسے محدثین ہین ریشیم پہننے کو مکروہ کہا جاتا ہے (۲) مکروہ تنزیہی پر جسمین یہ جتایا گیا ہو کہ اس کا نکرنا بہتر ہے (۳) ترک اولے پر جیسے کہتے ہین کہ نماز چاشت نہ پڑہنا مکروہ ہے - یہ حکم تکلیفی کی تقسیم و تفصیل ہے - اب حکم وضعی کی تقسیم کیجاتی ہے -

حکم وضعی مین اگر یہ بیان ہو کہ فلان چیز کا وجود فلان حکم کے وجود کا خواہان ہے تو اسکو **سبب** کہتے ہین - جیسے حد کیلئے زنا یا چوری کا وجود شارع نے بتا دیا ہے کہ جب زنا یا چوری کا وجود پایا جاویگا حد کا وجود لازم ہوگا - اور اگر اسکا یہ منشا ہو کہ جبتک فلان چیز کا وجود نہوگا تبتک فلان حکم باوجود موجود ہونے سبب کے پایا نہین جائیگا یا اوسکا سبب سبب نبنیگا تو اوسکو **شرط** کہتے ہین جیسے

زنا کی حد رجم) کیلئے زانی کا محصن (صاحب زوجہ) ہونیکی شرط ہی شارع نے بتادیا ہی کہ اگر زانی محصن نہوگا تو باوجودیکہ زنا صادر ہوا نہ زانی کو سنگسار نہ کیا جاویگا اور سزا ہی درہ سے وہ سزا پاینیگا۔ اور اگر وہ ایسا ہو کہ اسکا وجود کسی حکم کی وجود یا اوسکی سبب کے سبب بنیکو روکی تو یہ **مانع** کہلاتا ہی جیسی حد سرقہ کیلئے چور کا باپ ہونا شارع نے بتادیا ہی کہ باپ بیٹی کا مال چورالے گا تو اسکا ہاتھہ کاٹا نہ جاویگا۔

ادا و قضا

واجب اگر اپنے وقتمین ادا کیا جاوی تو اسکو ادا کہا جاتا ہی اور اسوقت گزر جانیکی بعد ادا کیا جاوے تو وہ قضا کہلاتا ہے

عزیمت و رخصت

رخصت اس اباحت کا نام ہی جو کسی عذر و ضرورت کی سبب سے ہو اور اسکی مقابلہ مین دلیل حرمت بہی موجود ہو۔ اور عزیمت وہ ہی جو اس اباحت کی مقابلہ مین ہو۔ رخصت کی مثال مسافر کیلئے بحالت سفر روزہ نہ رکہنی کی اجازت ہی۔ اور عزیمت حالت سفر مین باوجود اجازت افطار روزہ رکہہ لینا۔

(دلیل و استدلال و عدم وجدان دلیل و اباحت یا برأۃ اصلیہ۔ و قطعی و ظنی)

دلیل [illegible] طور پر فکر کرنیسی کسی چیز کا وجود یا کوئی حکم ثابت ہوسکے۔ استدلال کسی دلیل سے تمسک کرنا۔ **عدم وجدان دلیل** کسی امر کے وجود یا حکم پر باوجود تفحص و تلاش کسی دلیل کا نہ پایا جانا۔ **اباحت** یا **برأۃ اصلیہ** اصلی معافی و بریت انکی کو کہتی ہین۔ اسکی دو معنی ہین **ایک** یہ کہ قبل ورود شرع و بعثت محمدیہ تمام چیزین جو دوام نفع رسان ہون عام معافی تہی جس چیز مین کوئی نفع پاوی اس سے نفع اٹھاوے اور اسپر کوئی مواخذہ نہین۔ **دوسری** یہ کہ بعد بعثت و نبوت محمدیہ عام نافعہ چیزون مین جنمین آنحضرت صلعم نے صاف طور پر حلت یا حرمت کا کچھہ حکم نہین دیا۔ وہی قدیمی و اصلی معافی ہی **قطعی** وہ ہی جسکے خلاف کا احتمال نہو۔ **ظنی** وہ ہی جو محتمل خلاف ہو۔ پہر قطعی دو قسم ہوتا ہی ایک وہ جو کسی قسم کا احتمال خلاف نرکہی جیسی **نص** یا مفسر ہی دوسرا وہ جو ایسا احتمال نرکہی جسپر کوئی دلیل ہو گو مجرد احتمال بلا دلیل رکہتا ہو۔ جیسے ظاہر جسمین تاویل کا احتمال ہی۔ یہ **آخر** بیان اصطلاحات قسم اول ہی۔

اب اصول قسم اول کو بیان کیا جاتا ہے

اصول قسم اول "ظاہر اپنے معنی مین قطعی الدلالۃ (بمعنی ثانی) ہے اور اس سے ظاہری معنی مراد ٹھرانا واجب ہے اور اسکی تاویل بلا شہادت دلیل حرام ہے"۔ اس اصل مین کسی عالم کا علمائے مذاہب مشہورہ سے اختلاف نہین ہے۔ اسلئے اسکی دلیل بیان کرنا ضروری نہین ہے

(۲) اگر صحابی کسی حدیث ظاہر المعنی کو روایت کرے اور اسکے ظاہری معنی کے اپنے قول یا فعل سے کوئی تاویل کرے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوے تو ظاہر معنی حدیث واجب العمل ہین"، اور تاویل صحابی کیطرف رجوع جائز نہین ہے"۔ اور یہی امام **شافعی** اور حنفیہ مین سے امام **کرخی** اور جمہور **علماء** کا قول ہے **انکی دلیل** یہہ ہے کہ ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے اور صحابی کا فہم و قول اصلا شرعی دلیل نہین ہے امام **شافعی** نے فرمایا ہے مین ظاہر حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکے زمانہ مین ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکر چھوڑ سکتا ہون۔ **بعض حنفیہ** وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر حدیث پر مقدم ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ ظاہر حدیث ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تہا و مع ذلک اس نے ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کوئی دلیل ظاہر حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اسکو ترک کیا۔

اسکا جواب فریق اول یہہ دیتے ہین کہ جیسا اسکے ظاہر حدیث کو ترک کرنے مین یہ **احتمال** ہے ویسا ہی یہ بھی **احتمال** ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور جو کچھہ اُس نے کہا یا کیا ہے (جسکو اس حدیث کی تاویل سمجھا جاتا ہے) اسکی اپنی مستقل رائے ہو۔ اور یہ بھی **احتمال** ہے کہ جس دلیل کو اس نے باعث ترک ظاہر حدیث سمجھا ہے اور اسکے سبب تاویل اختیار کی ہے اسمین غلطی کی ہو یا اس دلیل کا بجز اسکے کوئی قائل نہو جب اسکی تاویل مین اتنے احتمال ہوئے تو وہ قطعی نہ ہے اور ظاہر حدیث بلا اختلاف قطعی ہے پس اس ظنی و محتمل کے سبب اسکا چھوڑنا کیونکر

جایز ہے - اِن مذاہب و دلائل و مباحث کو اصولیین حنفیہ و شافعیہ و اہلحدیث نے اپنی کتابون مین تفصیل سے لکھا ہے اسمقام مین اس تفصیل کا نقل کرنا مناسب ہے ارشاد الفحول و حصول المامول مین ہے کہ حدیث کے حالات سے

السادس ان یکون الخبر ظاهراً فی شی فیحمله الراوی من الصحابة علی غیر ظاهره اما بصرف اللفظ عن حقیقته الی مجازه او بان یصرفه عن الوجوب الی الندب و عن التحریم الی الکراهة ولم یات بما یفید صرفه عن الظاهر فذهب الجمهور من اهل الاصول الی انه یعمل بالظاهر ولا یصار الی خلافه بمجرد قول الصحابی و فعله و هذا هو الحق [illegible] خلافاً للحنفیة (حصول المامول)

چہٹا حال یہہ ہے کہ حدیث ایک معنی مین ظاہر الدلالۃ ہو اور صحابی اسکا راوی اسکو غیر ظاہر معنی پر حمل کرے باین وجہ کہ اسکو حقیقی معنی چہوڑکر مجازی معنی لے یا اسکو وجوب سے معنے استحباب کیطرف پہیر دے یا حرمت سے کراہتہ کیطرف پہیرے اور اپنے اس تصرف پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو ایسی صورت مین جمہور علما یہی [illegible] ظاہر حدیث واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل مخالف ظاہر حدیث کیطرف رجوع جایز نہین ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ ہم صحابی کی روایت پر عمل کرنیسے مکلف ہین نہ اسکی رائے و فہم پر عمل کرنیسے اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے - تحریر ابن الہمام اور اسکی شرح تحبیر ابن امیر الحاج مین ہے کہ جب صحابی (اپنے قول و فعل سے) اپنی روایت کی معنی ظاہر کے خلاف بیان کرے تو اکثر علماء

واذا حمل الصحابی مرویه الظاهر فی حکم علی غیر الظاهر فذهب الاکثر من العلما منهم الشافعی والکرخی ان المعمول به هو الظاهر دون ما حمل علیه الراوی

(امام شافعی و امام کرخی وغیرہ) اسمین یہ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے نہ وہ تاویل جو صحابی کرتا ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکا ہمعصر ہوتا

(باقی صفحہ ۸۵)

باب تتمہ

بقیہ جزو سوم مقدمہ

جسمین ان اصطلاحات و اصول کا بیان ہے جن سے مقاصد ضمیمہ مین کام لیا جائیگا۔ اور وہ دو قسم ہین۔ اول وہ جنکو کتاب و سنت دونو سے تعلق ہے دوم وہ جنکو صرف حدیث سے تعلق ہے

اصول قسم اوّل

ہرچند منجملہ اصول قسم اول اصل اول و دوم کا بیان ضمیمہ نمبر ا جلد ۳ مین بصفحہ (۷۹ و ۸۰) ہو چکا ہے ولیکن چونکہ اس ضمیمہ کی اشاعت کو دو سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور محتمل ہے کہ وہ پرچہ بعض ناظرین کی نظر سے نہ گذرا ہو لہذا ان دونو اصول کو بھی اس مقام مین بزیادت تفصیل و دلیل بیان کیا جاتا ہے۔

اصل اوّل

ظاہر و نص (و مفسر) اپنی معنے مین قطعی الدلالۃ (بمعنی ثانی ہین) ان سے ان کی ظاہری معانی مراد لینا واجب ہے اور خلاف معنی ظاہر سے انکی تاویل بلا شہادت قوی دلیل حرام ہے۔ ان کے ظاہری معنے کے وجوب العمل اور تاویل بلا دلیل کے حرام ہونے مین کسی مذہب کا اختلاف نہین۔ اور اسپر شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہین۔ ومعہذا ناواقفون کی فہمایش کے لیے ایک کتاب کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ تلویح مین ہے۔ کہ ظاہر و نص مفسر و محکم سبھی یقین کے موجب ہین۔ حکم شرعی کو یقیناً ثابت کرتے ہین۔ بعض علماء باوجودیکہ وہ ظاہر و نص کو ظاہر معنے مین واجب العمل اور بلا دلیل اسکی تاویل کرنا جائز سمجھتے ہین اسکو موجب یقین نہین سمجھتے ہین۔ اس نظر سے کہ ان مین احتمال

والکل ای الظاہر و النص و المفسر و المحکم یوجب الحکم ای یثبتہ قطعاً و یقیناً وعند البعض حکم الظاہر و النص وجوب العمل و اعتقاد حقیقۃ المراد لا ثبوت

الحکم قطعًا ویقینًا لا لاحتمال وان کان بعیدًا قاطع للیقین ورُدَّ بانّہ لاعبرۃ باحتمال لم ینشأ عن الدلیل و الحق ان کلا منہما قد یفید القطع وھو الاصل وقد یفید الظن وھو ما اذا کان احتمال غیر المراد مما یعضدہ دلیل ۔ (تلویح صفحہ ۱۲۵)

تاویل تو ہے جو یقینی ہونے کی مخالف ہے ان کی اس خیال و مقال کو اور علما نے رد کر دیا ہے اور یہہ کہا ہے کہ بے دلیل احتمال تاویل کا کچھ اعتبار نہین اور حق یہی ہے ۔ کہ ظاہر و نص دو تو مفید یقین ہین اور کبھی ظنی بہی ہو جاتے ہین جب کہ احتمال تاویل کی کوئے دلیل مؤید ہو ۔

اصل دوم

(منجملہ اصول قسم اول)

اگر صحابی کسی حدیث ظاہر المعنی کو روایت کرے اور اس کے ظاہری معنی کی اپنے قول یا فعل سے ایسی تاویل کرے جو ظاہر کے [illegible] معنے حدیث واجب العمل ہین اور تاویل صحابی کیطرف رجوع جائز نہیں ہے" ۔ اور یہی امام شافعی اور حنفیہ میں سے امام کرخی اور جمہور علماء کا قول ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے اور صحابی کا فعل یا قول اصلاً شرعی دلیل نہین امام شافعی رحمہ نے فرمایا ہے مین ظاہر حدیث کو کسی شخص کے قول سے کہ اگر مین اُس کے زمانہ مین ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکہ چہوڑ سکتا ہون بعض حنفیہ وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر حدیث سے مقدم ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ ظاہر حدیث کی ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا و مع ذلک اُس نے ظاہر کو ترک کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نے کوئی دلیل ظاہر حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہو گی تب ہی اُسکو ترک کیا ۔

اُسکا جواب فریق اول یہہ دیتے ہین کہ جیسا اُسکی ظاہر حدیث کو ترک کرنے مین یہہ احتمال ہے ویسا ہی یہ بہی احتمال ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور جو کچھہ اُس نے کہا یا کیا ہے جسکو اس حدیث کی

تاویل سمجھا جاتا ہے جسمین کہ اپنی راے ہو - اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جس دلیل کو اُسنے باعث ترک ظاہر حدیث سمجھا ہے اور اُسکو سبب تاویل اختیار کیا ہے اس مین غلطی کی ہو یا اُس دلیل کا بجز اُس کے کوئی قائل نہو جبکہ اُسکی تاویل مین اتنے احتمال ہین تو وہ قطعی دلیل نہین ہو سکتی اور ظاہر حدیث قطعی ہے پس اس ظنی و محتمل کے سبب اسکا چھوڑنا کیونکر جائز ہے - ان مذہبی دلائل و مباحث کو صوبہین حنفیہ و شافعیہ و اہل حدیث نے اپنی کتابون مین تفصیل سے لکھا ہے اس مقام مین اسی تفصیل کا نقل کرنا مناسب ہے **ارشاد الفحول و حصول المامول** مین ہے کہ حدیث کی حالات سے چھٹا حال یہ ہے کہ حدیث ایک معنی مین ظاہر

السادس ان یکون الخبر ظاھرا فی شئ فیحمله الراوی من الصحابة علی غیر ظاھره اما بصرف اللفظ عن حقیقته الی مجازه او بان یصرفه عن الوجوب الی الندب وعن التحریم الی الکراھة [illegible] عن الظاھر فذھب الجمھور من اھل الاصول الی انه یعمل بالظاھر ولا یصار الی خلافه بمجرد قول الصحابی او فعله وھذا ھو الحق لانا متعبدون بروایته لا برایه وخالف فی ذلک اکثر الحنفیة

الدلالة ہو اور (صحابی) اوسکا راوی اُسکو غیر ظاہر معنے پر حمل کرے بایں وجہ کہ اس کے حقیقی معنے کو چھوڑ کر مجازی معنی لے یا اُسکو وجوب سے معنے استحباب کیطرف پھیر دے یا حرمت سے کراہت کیطرف پھیر دے اور اپنے اس تصرف پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو [illegible] یہی کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل مخالف ظاہر حدیث کیطرف رجوع جائز نہین ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ ہم صحابی کی روایت پر عمل کرنے سے مکلف ہین نہ اُسکی راے و فہم پر عمل کرنے سے اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے

تحریر ابن الہمام اور اُسکی شرح **تحبیر ابن امیر الحاج** مین ہے کہ جب صحابی (اپنی قول و فعل سے)

واذا حمل الصحابی مرویه الظاھر فی حکم علی غیر الظاھر فمذھب الاکثر من العلماء منھم الشافعی والکرخی ان

اپنی روایت کے معنی ظاہر کے خلاف بیان کرے تو اکثر علماء امام شافعی و امام کرخی وغیرہ اسمین یہہ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے

المعمول به وهو الظاهر دون ما حمل عليه الراوي من تاويله وقال الشافعي كيف اترك الحديث بقول من لو عاصرته لحاججته

نہ وہ تاویل جو صحابی کرتا ہے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کہ اگر مین اسکا ہمعصر ہوتا تو اس سے جھگڑتا کیونکر چھوڑ سکتا ہون

اُسکے بعد تحریر اور اُسکی شرح تحبیر مین مذہب بعض حنفیہ کی تائید مین کہا ہے کہ بلا وجہ ظاہر حدیث

ان الصحابي لا يخفى عليه ان ترك الظاهر حرام فلو لا تيقنه بما يوجب تركه لم يتركه ولو سلم انتفاء تيقنه فلو لا اغلبية الظن بما يوجب تركه لم يتركه ولو سلم انتفاء تلك الاغلبية بل انما ظن ذلك ظنا فشهود الراوي ما هنالك من حال النبي صلى الله عليه وسلم عند مقالته يرجح ظنه بالمراد [illegible] بذلك فشهوده ذلك ينفع تجويز خطاءه بظن ما ليس دليلا دليلا كانه يعين

(تحریر مع شرح تحبیر)

کو ترک کرنے کا حرام ہونا صحابی کو معلوم تھا - لہذا اُسکو ظاہر حدیث کی ترک کرنے کی وجہ کا یقین نہوتا تو وہ ظاہر کو کبھی نہ چھوڑتا اس وجہ کے یقین کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر اُسکو وجہ ترکِ ظاہر کا ظن غالب نہوتا تو وہ ظاہر کو ہرگز نچھوڑتا - اسکو بھی نہ مانا جاوے اور یہہ کہا جاوے کہ اس نے ظن محض سے کام [illegible] کو موقع صدور پر حاضر ہونا اس کے ظن کا موید ہو سکتا ہے اس نے موقع دیکھکر سمجھ لیا ہوگا کہ ظاہر حدیث مراد نہین ہے - اس سے یہ بات اُٹھہ گئی کہ اُس نے دلیل ترک ظاہر کے سمجھنے مین غلطی کی ہوگی یہہ امر موقع دیکھنے کے بعد مستبعد معلوم ہوتا ہے -

حنفیہ کے اس عذر و دلیل کا جواب امام رازی نے کتاب محصول مین کافی دیا ہے آپنے امام شافعی کا مذہب (کہ تاویل صحابی جو ظاہر حدیث کی مخالف ہو وہ قابل ترک ہے) بیان کرکے فرمایا ہے امام شافعی کی دلیل اس مذہب پر یہہ ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا مقتضی (ظاہر لفظ حدیث)

المسئلة السابعة - اختلفوا فيما اذا كان مذهب الراوي بخلاف الرواية

موجود ہے - اور جو امر عارضی اس کے مانع ہے (یعنی راوی صحابی کی نسبت یہہ گمان کہ ظاہر حدیث کا

فقال بعض الحنفية الراوي للحديث العام اذا خصه راجع اليه لانه لما شاهد الرسول كان اعرف بمقاصده ولذلك حملوا رواية ابي هريرة في ولوغ الكلب انه يغسل سبعًا على الندب لان ابا هريرة كان يقتصر على الثلاث - والثاني وهو قول الكرخي ظاهر الخبر اولى - والثالث انه ان كان تاويل الراوي بخلاف ظاهر الحديث رجع الى الحديث وان كان احد محتملي الظاهر رجع الى تاويله وهو ظاهر مذهب الشافعي - والرابع وهو قول القاضي عيسى بن ابان ان لم يكن لمذهبه وتاويله وجه الا انه علم ضرورة نقل النبي صلى الله عليه وسلم وجب المصير اليه وان لم يعلم ذلك بل جوزنا ان يكون قد صار اليه بنص او قياس وجب النظر في ذلك فان اقتضى ما ذهب اليه صير اليه والا فلا وكذا ان كان الحديث مجملا وبينه الراوي كان بيانه لله

وجوب العمل ہونا اور بلا موجب ظاہر معنے حدیث کو ترک کرنے کا حرام ہونا صحابی کو معلوم تھا وبعد ازیں اس نے ظاہر کو ترک کرکے اس کی تاویل کی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی نزدیک اس تاویل کا کوئی موجب ہوگا) وہ اس مقتضی عمل کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ اس راوی صحابی کی نسبت یہ بھی گمان ہو سکتا ہے کہ اس نے ظاہر حدیث کا خلاف کرنے مین ایسی دلیل سے دست آویزی کی ہو جو واقع مین ترکِ ظاہر حدیث پر دلیل نہو سکتی ہو۔

اسپر یہہ اعتراض کرو کہ صحابی کے دیندار [illegible] معلوم ہے کہ اس نے دلیل کا خلاف نہیں کیا (جو دلیل نہو سکی اُس کو دلیل نہیں سمجھا) تو اس کا جواب یہہ ہے کہ اسکی دینداری عمدًا دلیل کا خلاف کرنے سے تو بیشک مانع ہے ولیکن سہوًا اور غلطی سے دلیل کا خلاف کرنے اور غیر دلیل کو دلیل سمجھنے سے مانع نہیں ہے اور اس امر پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ علم مین ایسے درجہ (عصمت*) کو پہنچ چکا تھا کہ اس

* اہمین حنفیہ کی اس استبعاد کا جواب ہے جو عبارت محرر و تحریر مین ہے۔ حاصل جواب یہہ ہے کہ گو راوی کو موقع حدیث کا مشاہدہ ہوا تھا پر وہ سہو و خطا سے معصوم نہیں ہو سکتا جس امر مین اسکی وہم کا دخل و احتمال ہے اسمین خطا کا بھی احتمال ہو لہذا اسکا قول یا فعل اسمین بمقابل ظاہر کلام حجت نہیں

اولی عجبۃ الشافعی ان المتضی وھو ظاہر اللفظ قائم والعارض الموجود وھو مخالفۃ الراوی لا یصلح ان یکون معارضا لاحتمال انہ تمسک فی تلک المخالفۃ بما ظنہ دلیلا مع انہ لا یکون کذلک فان قلت لظاہر من دینہ انہ لا یخالف الدلیل قلت دینہ یمنعہ من الخطاء عمدا الا سھوا وغلطا ولیس ھھنا ظاھر یدل علی انہ کان فی العلم بحیث لا یعرض لہ ذلک الخطاء

(محصول رازی)

سے خطا اور غلطی ہو ہی نہیں سکتی تہی ۔

احکام فی اصول الاحکام مین امام آمدی

نے امام شافعی کا مذہب اور انکا وہ قول سابق الذکر اور اس کے موافق امام ابو الحسن کرخی اور اکثر علمار کا مذہب اور اس کے مقابلہ میں بعض حنفیہ کا قول اور مذہب جمہور کے قریب قاضی عبد الجبار اور ابو الحسن بصری کا مذہب بیان کر کے کہا ہی کہ ہماری نزدیک پسندیدہ مذہب یہ ہی کہ اگر راوی کے ظاہر حدیث کا خلاف کرنیکی کوئی وجہ (دلیل) معلوم ہو اور وہ اس تاویل کی جو راوی نے اختیار کی ہے وجہ بن سکے تو اس دلیل کی پیروی واجب ہی اور ظاہر حدیث کا ترک کرنا

واما ان کان اللفظ ظاہرا فی معنی [illegible] حملہ الراوی علی غیرہ فمذھب الشافعی وابی الحسن الکرخی واکثر الفقہاء انہ یجب الحمل علی ظاہر الخبر دون تاویل الراوی ولھذا قال الشافعی کیف اترک الخبر لاقوال اقوام لو عاصرتھم لحاججتھم بالحدیث وذھب بعض اصحاب ابی حنیفۃ وغیرھم الی وجوب العمل بمذھب الراوی وقال القاضی عبد الجبار ان لم یکن لمذھب الراوی وتاویلہ وجہ سوی علمہ بقصد

جائز [illegible] وہ راوی کا عمل ہے کیونکہ کسی مجتہد کا عمل دوسری مجتہد کے لیے حجت (سند) نہیں ہو سکتا تاکہ اس دلیل کی نظر سے جو معلوم ہوئی ہے اور اگر اس تاویل کی وجہ کوئی معلوم نہو تو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہی اور راوی کی تاویل ومخالفت کا یہ سبب بھی ہو سکتا ہی کہ وہ اس حدیث کو بہول گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس تاویل ومخالفت ظاہر حدیث میں کسی دلیل سے متمسک ہوا ہو جس میں اس سے خطا ہوئی ہو یا وہ ایسی دلیل ہو جس کا صرف

النبی صلی الله علیه وسلم لذلك التاویل
وجب المصیر الیه وان لم یعلم ذلك بل
جوز ان یکون قد صار الیه لدلیل ظهر
له من نص او قیاس وجب النظر الی ذلك
الدلیل فان کان مقتضیا لما ذهب الیه
وجب المصیر الیه والا فلا وهذا هو
اختیار ابی الحسین البصری والمختار
انه ان علم ماخذه فی المخالفة وکان
ذلك مما یوجب حمل الخبر علی ما ذهب الیه
الراوی وجب اتباع ذلك الدلیل لا
لان الراوی عمل به فانه لیس عمل
احد المجتهدین حجة علی الآخر وان
جهل ماخذه فالواجب العمل بظاهر
اللفظ وذلك لان الراوی عدل وقد
جزم بالروایة عن النبی صلی الله علیه
وسلم وهو الاصل فی وجوب العمل بالخبر
ومخالفة الراوی له محتمل انه کان لنسیان
طرأ علیه ویحتمل انه کان لدلیل اجتهد
فیه وهو مخطی فیه او هو مما یقول به دون
غیره من المجتهدین کما عرف من مخالفة
مالك لخبر خیار المجلس بما راه من اجماع

وہی قائل ہو نہ دوسرے مجتہدین اور یہ بھی
احتمال ہے کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی مراد کو یقینا جان لیا ہو۔
اور جب ان سب احتمالات مین تردد و شک ہے
تو ظاہر معنے حدیث کو اس شک و تردد سے چھوڑا
نہیں جا سکتا اور راوی بہرحال اس مخالفت
کے سبب فاسق بھی نہیں کہلاتا تا کہ اسکی اس
روایت پر عمل کرنا ناجائز ہو۔ اس سے مخالفون
کا یہ اعتراض رفع ہوا کہ اگر راوی سے حسن
ظنی ہے تو اس کی تاویل کو بھی مان لو۔ اور
اسے بھی (ترک ظاہر حدیث کے سبب) فسق کے
قابل ہے تو اسکی روایت پر عمل کیون
کرتے ہو؟ ان عبارات و شواہد سے اصل دوم
ثابت ہوا اور محقق ہوا کہ حدیث کے ظاہری معنی کو راوی
صحابی کی تاویل یا فعل مخالف حدیث کے سبب ترک کرنا
اور تاویل یا فعل صحابی کی طرف (مجتہد کیون نہو)
رجوع کرنا جائز نہیں۔
اسی سے یہہ مسئلہ بطریق اولی ثابت ہوا
کہ اگر کوئی مجتہد یا امام کسی ظاہر آیۃ قرآن کا قولاً
یا فعلاً خلاف کرے اور اس مخالفت کی کوئی وجہ معلوم
نہو تو اس مجتہد کا وہ قول یا فعل ظاہر آیۃ قرآن کے

اهل المد بینة علی خلافه ویحتمل انه
عمل بذلك عملا لا امراء فیه من قصد
النبی صلی اللہ علیه وسلم له واذا تردد
بین هذه الاحتمالات فالظاهر لا
یترك بالشك والاحتمال وعلی كل
تقدیر فیجعل لفتنه للخبر لا یكون فاسقا
حتی یمنع العمل بروایته وبهذا یندفع
قول الخصم انه ان احسن الظن بالراوی
وجب حمل الخبر علی ما حمله علیه وان اسئ
به الظن امتنع العمل بروایته (احکام آمدی)

مقابلہ مین لائق تمسک و دست آویز نہین ہے اور
ظاہر آیتہ واجب العمل ہے - اسی امر کے جتانے کے
لیے یہ **اصل دوم** مقام (بیان اصول قسم
اول) مین **بیان ہوا** ورنہ اصل محل اسکے بیان
کا مقام بیان اصول قسم دوم (متعلقہ خاص سنت)
تہا - ہر چند یہہ مسئلہ ایسا مخفی اور مختلف فیہا نہ تہا
جسکے بیان و اثبات کی ضرورت ہو مگر چونکہ ہم تقدیم
سے اس زمانہ مین موجود ہین جسمین مجتہدین کے اقوال
و مذاہب کے مقابلہ مین ظاہر قرآن کو بہی چہوڑنا واجب
سمجہا جاتا ہے چہ جائیکہ ظاہر حدیث اس لیے اس
مسئلہ کا بیان ضروری سمجہا گیا اور ایک مراحف سے اسکا اثبات عمل مین آیا -

جو امام [illegible] (امام فخر الدین رازی [illegible]) سے اس قسم کے لوگ چلے آئے

قال شیخنا ومولانا خاتمة المحققین والمجتهدین رضی اللہ عنه
قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء قرأت علیهم
آیات كثیرة من كتاب اللہ فی بعض المسائل وكانت
مذاهبهم بخلاف تلك الآیات فلم یقبلوا تلك
الآیات ولم یلتفتوا الیها وبقوا ینظرون الی كالمتعجب
یعنی كیف یمكن العمل بظواهر هذه الآیات مع ان الروایة
عن الفقهاء وردت علی خلافها ولو تاملت حق
التامل لوجدت هذا الداء ساریا فی عروق الاكثرین من
اهل الدنیا (تفسیر کبیر صفحہ ۲۴۶ جلد ۲)

ہین جنکا ذکر امام رازی تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۴۶ جلد ۲
مین یون فرماتے ہین کہ "ہمارے شیخ نے کہا ہے ہم نے مقلدین
کی ایک جماعت کے سامنے ان آیات کو پڑہا جو ان کے
مذہب کے مخالف نہین تو انہون نے ان آیات کی
طرف التفات نکیا اور متعجب ہو کر کہا کہ ان آیات
کے ظاہر معانی پر کیونکر عمل ہو سکتا ہے جس حالت مین
ہمارے ائمہ مذہب سے ان کے مخالف روایت آچکی ہے -
اور اگر تو ٹہیک تامل کرے تو یہ مرض اکثر اہل دنیا کی
رگون مین پہیل رہا ہے -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۲ جلد ۳

اشاعت مذہب اسلام

مضمون اشاعت اسلام پر (جو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ مین شایع ہوا ہے) مشاہیر علماء ہندوستان و پنجاب (جیسے حضرت شیخنا
و مولینا جناب مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی - جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ
اہل کتاب - جناب مولوی سید الفت حسین صاحب دہلوی جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی - جناب مولوی محمد یسین صاحب
جبلپوری جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جناب مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی - جناب مولوی
حافظ محمد صاحب لکھوکی فیروزپوری - جناب قاضی محمد منصور جان صاحب پشاوری جناب خلیفہ حمید الدین صاحب لاہوری -
جناب مولوی سعد الدین صاحب لاہوری - جناب مولوی محمد نور الدین صاحب بہروی حکیم ریاست جمون - جناب
مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) وغیرہ وغیرہ نے **اتفاق** رائے ظاہر کیا ہے اور کئی مشہور نامی اخبارون
مین (جیسے اخبار انجمن پنجاب [illegible] منشور محمدی بنگلور)
وغیرہ مین یہہ مضمون بعینہ یا اسکا ماحصل شایع ہوا ہے اور ان اخبارون کے اڈیٹرون نے اس مضمون کے تائید مین
خوب زور دیا ہے اور فریقین یعنی اڈیٹران و حضرات علماء نے باتفاق مسلمانون کی باہمی موافقت اور اشاعت
اسلام کے لئے انجمن اشاعت اسلام کی اقامت کی ضرورت کو نہایت جوش سے تسلیم کیا ہے **بلکہ** لاہور مین تو
بعض احباب نے ایک انجمن کی بنا بھی قایم کر دی ہے جسکے ممبر و معاون اس عاجز کے سوا یہہ حضرات ہین - منشی پیارعلی
صاحب شہرت اڈیٹر انجمن اخبار لاہور - منشی حفیظ الدین احمد صاحب مترجم یونیورسٹی پنجاب - خلیفہ حمید الدین صاحب
مدرس گورنمنٹ سکول لاہور - مولوی الفت حسین صاحب مدرس ٹریننگ کالج لاہور - سید محمد شاہ صاحب اورسیر
ضلع لاہور - مولوی محمد غضنفر صاحب مدرس یونیورسٹی پنجاب - شیخ محی الدین صاحب مدرس - منشی کرم الہی صاحب سررشتہ دار
یونیورسٹی لاہور - منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ لاہور - میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور - مولوی الہی بخش صاحب
وکیل چیف کورٹ پنجاب - خلیفہ رجب الدین صاحب سوداگر پشمینہ میان محمد صاحب عرف محمد بخش صاحب علاقہ بند لاہور
حافظ بہادر الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور - بابو جلال الدین صاحب ہیڈ کلرک فارسٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور بابو فضل الدین صاحب

فارسٹر انجنیر لاہور ڈویزن - مولوی محمد نور الدین صاحب حکیم ریاست جمون - حکیم فضل الدین ساکن بہیرہ -
سید امیر حیدر صاحب ساکن وزیر آباد وغیرہ وغیرہ اور ان حضرات نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق انجمن کیلئے
چندہ بہی مقرر کیا ہے ان سب مین بالفعل جناب مولوی نور الدین صاحب سبقت لیگئے ہین جنہون نے ساٹہہ روپیہ سالانہ
مقرر فرمایا ہے اور ایک سو روپیہ یکمشت دینے کا وعدہ کیا ہے - اب اس انجمن کے اتمام و استحکام مین صرف
اتنی کسر باقی ہے کہ بعض معزز رؤسا اسلام اسمین شامل ہون اور کسیقدر اور مشاہیر علماء کرام اسمین شریک
ہون - تہوڑے سے رؤسا اور کسیقدر اور علماء اس انجمن کے معاون ہو جاوین اور کارروائی شروع ہو تو اکثر علماء
و صدہا عوام و رؤسا اسمین شامل ہو جاوینگے چنانچہ اکثر جمہوری کام ہمیشہ اسیطرح استحکام پکڑتے ہین اور رفتہ رفتہ ایک
سے ہزار ہو جاتے ہین -

پس ہم اکابر رؤسا و بقیہ علماء لاہور و امرتسر و لودہیانہ و پٹیالہ و مالیر کوٹلہ و شملہ و حیدر آباد و دہلی و مراد آباد
و رامپور و لکہنو و الہ آباد و عظیم آباد و کلکتہ و بہوپال و بمبئی و مدراس وغیرہ بلاد معظم کی خدمات مین مکرر عرض رسان
ہین کہ یہ حضرات اسلام کی اس نازک حالت پر ترحم فرماوین اور مسلمانون کی باہمی اتفاق کیطرف توجہہ کرین
اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کو رونق و ترقی دین - میری اس اجمالی التماس کیطرف ان حضرات نے
توجہہ نہ کی تو ناچار مین بلاد مذکورہ کے علماء اور رؤسا کو نام بنام پکار کر التجا کرونگا اور اپنی کوشش کو حد وسعت
و امکان تک پہنچاؤنگا -

اس مضمون سے بعض احباب نے مخالفت بہی ظاہر کی ہے مگر وہ بہ نسبت تسلیم شاذ و نادر ہے ان مخالفین مین
بعضے تو ہمارے قدیمی حریف ہین جو قدیمی مخالفت کے تقاضے سے ہماری تجویز پر نکتہ چینی کرتے ہین اور ہمارے خیالات
حال کیطرف توجہہ نہین فرماتے - پہر انمین کوئی تو یہہ کہتا ہے کہ اب مؤلف اشاعۃ السنۃ نیچری ہونے
لگا - کوئی کہتا ہے کہ عمل بالحدیث چہوڑ کر اب مقلد بنا اور بعضے انمین ہمارے مخلصین ہین اور وہ مقاصد و اغراض
مضمون تک نارسائی کے سبب حسبۃً اسپر نکتہ چینی کرتے ہین پہلے حضرات کے جواب مین تو مین اسیقدر کہنا
کافی سمجہتا ہون کہ مین جو کچہ کہ ہون یا ہونا چاہتا ہون میری کلام سے معلوم ہوگا - اور خود رسالہ اشاعۃ السنۃ
اُسپر شہادت دیگا دوسرے احباب کے شکوک کو نقل کر کے اُنکے جوابات تحریر مین لاتا ہون بعض احباب نے یہہ

اعتراض کیا ہے کہ اِس اتفاق سے باہم ایسا اختلاط ہوگا کہ مذہبی تفرقہ شیعہ۔ سُنّی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد کا جاتا رہیگا اور سب کا مذہب گڈمڈ ہو جائیگا اِسکا جواب تو اسی مضمون مین موجود ہے اُن احباب نے اُسکی طرف توجّہ نہین کی ورنہ یہہ بات ہرگز انکی زبان پر نہ آتی۔ بعض احباب نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جب کسی بدعت خلافی کی ابطال اور سنت اختلافی کے اثبات سے انجمن اشاعت اسلام کو سروکار نہ ہوا چنانچہ اِس مضمون مین قرار دیا گیا ہے تو باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مسدود ہوا ایسا اعتراض گو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت نہایت ضعیف ہے اور اُسی نارسائی فہم سے ناشی ہے۔ اِس مضمون مین بدعت خلافی کے ابطال و سنت اختلافی کے اثبات سے کسیکو منع نہین کیا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی خصوصیات خلافیہ کے رواج دینے اور خصوصیات غیر سے مخالفت کرنیکا اختیار دیا ہے اور اِس امر کے لئے ہر ایک فرقہ کے واسطے انجمن ہا خاصہ تجویز کر دی ہین۔ ہان اِس امر کو انجمن اشاعۃ اسلام کے فرائض سے نکالدیا ہے جسکا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب مختلف خیالات کے ممبر کارروائی انجمن عام کے لئے جمع ہون تو اِس زمان اور اس مکان اور اس کارروائی مین اس حیثیت سے خلافیات کے اثبات یا ابطال سے تعرض نکرین۔ دوسرے وقت مین دوسری جگہ دوسری انجمن ہا خاص مین ہر ایک فرقہ اپنی خصوصیات کی تائید و اثبات کرے اور خصوصیات غیر کی تزئیف و ابطال عمل مین لاوے مگر اسمین جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے اور تعصب و ناانصافی و بے تہذیبی سے (جسکی تشریح ہم اصل مضمون مین کر چکے ہین) باز رہے (سوال) جس زمان و مکان مین سب ممبر انجمن عام کے جمع ہون اور انجمن عام کی کارروائی شروع کرین اُس آن و مکان مین وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے خدا کی طرف سے مامور نہین ہین؟ - پھر ساکت رہنا معصیت نہین تو کیا ہے (جواب) وہ اُس آن و مکان مین اور تاسیس اصول اسلام کے زمان مین امور خلافی کے نسبت امر ونہی کے مامور نہین ہین اور اسمین ماجور۔ اور اسکے خلاف مین گنہگار۔ اِسلئے کہ اِس مجلس مین اِن خلافیات کا ذکر تفرقہ مجلس کا باعث ہوتا ہے اور وہ تفرقہ اتفاقی اصول اسلام کی اشاعت کا رافع و مبطل ہے۔ اور ابطال اتفاقی اصول اسلام کے وسایل و اسباب کا معصیت ہونا اور اس سے باز رہنے کا مامور ہونا واقفان حقیقت اسلام پر مخفی نہین ہے۔ جب احکام اسلام کا نزول شروع ہوا تو پہلے مسایل توحید و رسالت ہی کا نزول ہوا جب اِن مسایل کو لوگون نے مان لیا تب بقیہ احکام حلال و حرام کو اُتارا گیا۔ جب آنحضرت اپنی اصحاب کو اشاعت اسلام کے لئے آفاق مین بھیجتے تو یہی تلقین

فرماتے کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف بلاؤ جب وہ یہہ مان لین تب نماز روزہ وغیرہ احکام سکھاؤ + - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توحید و رسالت کا امر و اشاعت سب احکام اسلام سے مقدم ہے اور اگر کسی حکم کا ذکر توحید و رسالت کا مفوت ہو تو اسکا ذکر طاعت نہین بلکہ معصیت ہے - اور اس انجمن اسلام کے ممبرون کو اگرچہ اصول اسلام پر اتفاق اور اسلام حاصل ہے اور اُن کی مجلس مین ذکر مسایل خلافیہ اُن کے اسلام کا مفوت نہین ہے مگر جن ہزارون بلکہ لاکہون اشخاص کا اسلام مین داخل ہونا اہل مجلس کے اتفاق سے متوقع ہے اُن کے اسلام کا ذکر امور اختلافی سے فوت ہونا تو یقینی امر ہے کیونکہ ان کا اختلافی امور مین تکرار ہوگا اتفاق جاتا رہیگا اور وہ ہزارون اشخاص کے اسلام کا مفوت ہوگا - اب برادران دین و اخوان مسلمین اس مضمون پر نکتہ چینی سے ساکت رہین اور اسکی صحت و مفید ہونے پر اتفاق کرین اور اسکو سراسر حق و صواب سمجھکر اسکی اعانت و تائید کرین - آیندہ کوئی مانے خواہ نمانے ہمارا کام صرف کہدینا ہے ؎

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس ٭ در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

المشتہر

ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید متھہ

+ انما نزل اول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام ثم نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شيئ لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابدا - عن ابن عباس ان النبی صلعم بعث معاذا الى اليمن فقال ادعهم الى شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فان هم اطاعوا لذلك فاعلمهم ان الله قد فرض عليهم خمس صلوات فی كل يوم وليلة - (صحیح بخاری ص ۱۸۷ و ۱۸۸ وغیرہ)

+ حضرت عایشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے قرآن مین وہ سورہ نازل ہوئی جسپر وعدہ و وعید کا ذکر ہے جب لوگون نے اسلام کی طرف رجوع کیا تو احکام حلال و حرام کا نزول ہوا پہلے سے زنا و شراب کی ممانعت کا حکم آتا تو لوگ نہ مانتے - اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل کو حضرت نے یمن کی طرف بہیجا تو یہہ فرمادیا کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف بلاؤ جب اسکو مان لین تو پانچ نمازون کا فرض ہونا بتاؤ -

اصل سوم

(منجملہ اصول قسم اول)

نُصّ (بالعفر) چونکہ معنی اور دلالت (اپنا مطلب بتانے) مین ظاہر سے اقوی ہے لہذا حکم و عمل مین اس سے مقدم ہے"۔

تشریح

ایک مسئلہ کسی آیت یا حدیث کی ظاہری معنے سے ثابت ہو۔ اور اُسکا مخالف مسئلہ دوسری آیۃ یا حدیث کی نص سے ثابت ہو تو وہ (دوسرا مسئلہ) حکم و عمل مین مقدم ہوگا اور وہ جو ظاہری معنے آیۃ یا حدیث سے ثابت ہو وہ اُس کے مقابلہ مین لائق عمل و اعتبار نہوگا۔

تمثیل

ایک آیۃ۔ مین محرمات (وہ عورتین جن سے نکاح حرام ہے۔ جیسے مان بیٹی بہن پھوپھی [illegible]) ذکر [illegible] ان عورتون کے سوای اور سب بتیں حلال ہین جسکی ظاہری معنی یہ ہین کہ وہ عورتین خواہ شمار مین کتنی ہون (دس بیس یا زیادہ) حلال ہین۔

> حرمت علیکم امہتکم و بناتکم و [illegible] اخواتکم و عماتکم و خالاتکم الی قولہ تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم۔ (نساء ع ۳)

دوسری آیۃ مین اُسکا خلاف کھولکر بیان ہوا ہے کہ تمکو دو دو۔ تین تین۔ چار چار عورتین (جو پسند آوین) حلال ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ چار سے زیادہ عورتون کو نکاح مین جمع کرنا حلال نہین ہے* اور چونکہ آیۃ بیان تعداد مین نص ہے کیونکہ اسی تعداد کا بیان اسمین مقصود ہے۔ اور پہلی آیۃ بیان تعداد

> وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع (نساء ع ۱)

*یہ مقام تمثیل تفصیل دلائل کا محل نہین اسی تمثیل کی دلیل مقاصد مسائل مین بتفصیل بیان ہوگی اور یہہ بات بخوبی ثابت کیجا ئیگی کہ داؤد ظاہری کی اتباع اور اس زمانہ کے بعض اہل اتباع

مین نص نہین صرف اُسکی ظاہر (تعداد مذکور نہونے) سے بے تعدادی سمجھی جاتی ہے لہذا یہہ دوسری

اس پہلی سے حکم مین مقدم ہے ۔

یہہ اصل سوم بھی مانا مانا ہوا ہے اور اس مین کسیکو بحث و نزاع کی گنجایش نہین ہے ۔

(گو کسی خاص مثال مین کوئی بحث و نزاع* کرے اور اُسکو اس اصل کی مثال نہ مانے) و معہذا

اسکی تایید مین بعض کتب اصول کی عبارت پیش کیجاتی ہے ۔ **مسلم الثبوت** مین ظاہر

ونص وغیرہ اقسام بیان کرکے کہا ہے کہ ثانی (نص) اول (ظاہر) سے اقوی ہے لہذا یہہ اس سے مقابلہ کے وقت مقدم ہے ۔ اسکی

> ثم الثانی اقوی من المقدم فیقدم عند التعارض مثاله قوله تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم ۔ وقوله مثنی وثلث ورباع ۔

مثالین خدا کا یہہ قول ہے "واحل لکم" الآیۃ اور یہہ قول "مثنی وثلث" الخ ۔

اہل اتباع جو اس (دوسری) آیۃ کو بیان تعداد مین نص نہین کہتے اور چار سے زیادہ عورتون کا نکاح جائز رکھتے ہین وہ منکر

ونامل سے کام نہین لیتے ۔ اور یہ خیال نہین کرتے کہ اس آیت مین دو دو تین تین ۔ اور چار چار ۔ کہنے سے بیان عدد مقصود

[illegible]

ایک نو عمر مصنف اپنے فارسی رسالہ مین لکھتے ہین کہ دو دو اور تین تین اور چار چار کہنے سے فائدہ یہہ ہے کہ ایک دفعہ کے نکاح

> فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع بر محاورہ عرب بکار برد و ائمہ لغت مفید جواز نکاح دو دو و سہ سہ و چہار چہار در یکبار ہست و در ان تعرض از برای مقدار عدد زنان نیست نہ دلیل بر مفارقت ما فوق اوّل نزد و فوقانیہ ہست ۔

مین دو اور تین اور چار عورتون کا جواز ثابت ہو ۔ یہہ نہین سمجھتے کہ اس صورت مین اگر عدد اکثر (جیسے چار) سے عدد اقل (جیسے دو یا تین) کا جواز ثابت ہوتا ہو تو عدد اکثر کے ساتھ عدد اقل کا ذکر لغو و مہمل ٹھہرتا ہے ۔ ہر دو چار کے ساتھ تین اور دو کا ذکر عبث ہے بلکہ

بتاتا ہے اور اگر عدد اکثر سے عدد اقل کا جواز ثابت نہین ہوتا ۔ ان اعداد کا مفہوم ہے کہ ایکوقت سے نکاح کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے اور آیۃ کا مطلب ومفاد یہہ بتاتا ہے کہ دو اور تین اور چار عورتون سے ایکدفعہ نکاح کرنا جائز ہے صرف ایک عورت سے نکاح جائز نہین ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ۔

* جیسے ظاہر یہہ کہ اتباع اور اس زمانہ کے بعض اہل اتباع نزاع کرتے ہین جو اوپر بیان ہوئی [illegible]

یہی دعوی **توضیح و تلویح** میں کیا گیا ہے اور تلویح میں صفحہ ۲۵ اس دعوی پر یہہ دلیل قائم کی ہے کہ

لان العمل بالاوضح والاقوی اولی و احری ولان فیہ جمعا بین الدلیلین بحمل الظاہر مثلا علی احتمالہ الاخر الموافق للنص مثالہ قولہ تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم ظاہر فی حل ما فوق الاربع من غیر المحرمات - وقولہ تعالی مثنی وثلاث ورباع نص وجوب الاقتصار علی الاربع فیعمل بہ (تلویح ص ۲۵)

کہ واضح تر اور قوی تر پر عمل کرنا زیادہ تر مناسب اور لائق ہے اور اسمین دو متعارض دلیلون ظاہر و نص مین تطبیق بھی پائی جاتی ہے مثلاً ظاہر کے ایسے معنی کیے جائین جو نص کے موافق ہون اسکی مثال خدا تعالی کا یہہ قول ہے کہ تمپر ان محرمات کی سوا اور سب عورتین حلال ہین جو چار سے اوپر عورتون کی حلت مین ظاہر ہے اور یہہ قول خداوندی کہ تم دو دو - تین تین - چار چار - عورتین نکاح مین لاؤ جو چار پر بس کرنے مین نص ہے لہذا عمل اسی پر ہوگا اور پہلی آیۃ کو اسکی تابع کیا جاویگا کہ اسمین ماسوای محرمات کے چار تک مراد ہین -

[illegible]

(ضمیمہ اصول قسم اول)

ظاہر کی تاویل وہی مقبول ہے جو قریب ہو - اور تاویل بعید بلا ضرورت شدید لائق اعتبار نہین ہے - پھر تعیین تاویل کی لیئے یہ شرط ہے کہ اس تاویل کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قائم ہو - صرف امکان و تجویز سے کوئی تاویل معین نہین ہوسکتی -

مسلم الثبوت مین کہا ہے - تاویل دو قسم ہے قریب وہ کسی قرینہ کے سبب ترجیح کی موجب ہو

التاویل منہ قریب فیرجح الموجوح بمرجح ما ومنہ بعید فلا یصار الیہ الا بباعث قوی (مسلم الثبوت)

ہوسکتی ہے - اور بعید جسکی طرف بلا سبب قوی رجوع جائز نہین -

ارشاد الفحول و حصول المامول مین ہے تاویل کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ لغت یا استعمال یا عادت صاحب شریعت کے موافق ہو جو تاویل

الفصل الثالث فی شروط التاویل الاول

ان یکون موافقاً لوضع اللغۃ او عرف الاستعمال او عادۃ صاحب الشرع وکل تاویل خرج عن ہذا فلیس بصحیح۔ الثانی ان یقوم الدلیل علی ان المراد بذلک اللفظ ہو المعنی الذی حمل علیہ اذا کان لا یستعمل فیہ کثیرا

تاویل ان سے خارج ہو وہ صحیح نہین ہے۔ دوسری شرط یہہ ہے کہ کوئی دلیل اسپر شاہد ہو کہ اس لفظ سے وہی تاویل مراد ہے یہ اس حالت مین ہے کہ وہ لفظ اکثر اس تاویلی معنی مین مستعمل نہوتا ہو۔

اصل پنجم

(منجملہ اصول قسم اوّل)

لفظ مشترک سے ایک وقت (یا ایک استعمال) مین اس کے سبھی معانی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور یہی امام **ابو حنیفہ** اور **کرخیؒ** اور **ابو الحسن** بصری وغیرہ ائمہ کا قول ہے۔ **امام شافعی** وغیرہ قائل ہین کہ اسکے سبھی معانی کا مراد لینا جائز ہے امام شافعی وغیرہ کی **دلیل** خدا تعالی کا یہ **قول**

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی (الاحزاب ۷)
الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب (حج - ۲۶)

ہے خدا اور اس کے فرشتے رسول کے لیے صلوۃ کرنے یا کہتے ہین جسمین صلوۃ سے رحمت اور استغفار [illegible] یہہ **قول** کہ خدا کے لیے جو آسمان و زمین مین ہے اور سورج چاند ستارہ پہاڑ درخت چوپایے سب سجدہ کرتے ہین جسمین سجدہ سے زمین پر پیشانی رکھنا اور خدا کے حکم مین مسخر ہونا دونو مراد ہین امام ابو حنیفہ اور ان کے موافقین **ان دلائل کا یہ جواب** دیتے ہین کہ ان آیات مین مشترک کے متعدد معنے مراد نہین بلکہ ایک ایسے عام معنے حقیقی یا مجازی مراد ہین جو ان سب معانی مین بالاشتراک معنوی پاے جاتے اور صادق آتے ہین۔ مثلاً صلوۃ سے اس آیۃ مین اظہار شرف مراد ہے جو رحمت الٰہی اور استغفار ملائکہ دونون مین پایا جاتا ہے۔ اور سجدہ سے اس آیۃ مین انقیاد مراد ہے جو انسان مین زمین پر پیشانی رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور باقی اشیا مین انکی حالت انقیاد سے۔ اور اپنی **مذہب کی تایید** مین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ لفظ مشترک ایک ایک معنی کے لیے جدا گانہ بنایا گیا ہے اور بوقت استعمال اس سے ایک ہی ایک معنی کا مراد ہونا قریب الفہم ہے

اس مذہب کی تایید کرنے والون نے اس دلیل کو مختلف پیرایون مین بیان کیا ہے جنکا بیان متعدد کتب متداولہ اصول **توضیح - تلویح - مسلّم - محصول - شرح مغنی** - وغیرہ مین ہوا ہے اس مقام مین مسلم اور محصول کی نقل تقریر پر اکتفا کیا جاتا ہے -

مسلم الثبوت مین ہے مشترک سے اس کے سبھی معانی مراد لینے کو امام ابوحنیفہ وامام رازی

هل له عموم فمنع ابو حنیفة والامام الرازی والکرخی والبصری وابو علی الجبائی وابو هاشم وجوز الشافعی ومالک والقاضیان ابوبکر الباقلانی وعبد الجبار المعتزلی عموم - لنا اولا علی ما اقول انه یلزم توجه الذهن فی آن واحد الی لنسبتین الملحوظتین تفصیلا اذ لا مرجح وثانیا المتبادر ارادة [illegible] لغة فاحکم بظهوره فی الکل تحکم (مسلم الثبوت)

وامام کرخی وغیرہ منع کرتے ہین - امام شافعی وامام مالک وغیرہ جائز رکھتے ہین مذہب عدم جواز پر اول دلیل یہہ ہے (جو مین بیان کرتا ہون (صاحب مسلم کا قول ہے) کہ لفظ کے ایک وقت استعمال مین دو معنی مفصل کا خیال ہین لانا پڑتا ہے جو ناممکن امر ہے دوسری دلیل یہہ ہے کہ لفظ مشترک [illegible] کہ ایک معنی معین کا مراد ہونا قریب الفہم ہے لہذا وہ اُسکی استعمال کے لیے شرط ہوا -

محصول مین مذاہب مذکورہ بیان کرنے کے بعد مذہب عدم جواز کی تایید مین کہا ہے کہ لفظ

وقیل الخوض فی الدلیل لا بد من مقدمة وهی انه لیس یلزم من کون اللفظ موضوعا للمعنیین علی البدل ان یکون موضوعا لهما علی الجمع وذلک لانا نعلم بالضرورة المغایرة بین المجموع وبین کل واحد من افراده ولا یلزم ان یکون المجموع مساویا لکل واحد من افراده فی جمیع الاحکام لا یلزم من کون کل واحد من الشیئین مسمی [illegible]

مشترک کا تنہا ایک ایک معنی کے لیے بنایا جانا اور امر ہے اور اکٹھی سب معانی کے لیے بنایا جانا اور ہے - لہذا اول سے امر دوم ثابت نہین ہوتا - اور جُدا جُدا معانی کو اکٹھا نہین کہا جاتا - یہہ ثابت ہوا تو اب مشترک سے اُسکی سبھی معانی مراد لینے والون سے ہم پوچھتے ہین کہ اِس

کون مجموعهما مسمی به اذا ثبت هذه المقدمة فالدليل علی ما قلنا ان الواضع اذا وضع لفظاً لمفهومين علی الانفراد فاما ان يكون قد وضعه معه لذلك المجموع عنهما او ما وضعه له فان قلنا انه ما وضعه للمجموع فاستعماله لافادة المجموع استعمال اللفظ فی غير ما وضع له وانه غير جائز وان قلنا وضعه للمجموع فلا يخلو اما ان يستعمل لافادة المجموع وحده او لافادته مع افادة الافراد فان كان الاول لم يكن اللفظ مفيداً الا لاحد معنوياته لان الواضع انما وضع تلك اللفظ بازاء امور ثلثة علی البدل واحدها ذلك المجموع فاستعمال اللفظ فيه وحده [illegible] وان قلنا انه مستعمل فی افادة المجموع و الافراد علی الجمع فهو محال لان افادة المجموع معناه ان التفاهم لا يحصل الا بهما وافادته للمفرد معناه ان التفاهم يحصل بكل واحد منهما و ذلك جمع بين النقيضين وهو محال فثبت ان اللفظ المشترك من حيث انه مشترك لا يمكن استعماله فی افادة مفهوماته علی سبيل الجمع المحصور

لفظ کو تنہا ایک ایک معنی کے لیے بنانے کے وقت اکٹھی سبھی معانی کے لیے بھی بنایا گیا ہے یا نہیں ؟ ۔

نہیں کہو تو اس سے اکٹھے سبھی معنے مراد لینا غلط ہو گا ۔ جب وہ بقول تمہارے اکٹھی معنوں کے لیے بنایا ہی نہیں گیا تو اس سے یہ معنی مراد لینا کیونکر صحیح ہے ۔

ہے کہو تو اس صورت میں اس لفظ کے معنے دو ہوئی تنہا ایک ایک اور اکٹھی سبھی پس اکٹھے معنے اسکے بعض معانی ہوئی نہ کل معانی ۔ [illegible] چونکہ اکٹھے معنی مراد لینے کے وقت تنہا ایک ایک معنی مراد نہیں لیے جا سکتے کیونکہ اکٹھا ہونا اور تنہا ہونا دونو باہم مختلف و متناقض امر ہیں لہذا اکٹھی معنے مراد لینے کے وقت ان دو معنوں سے ایک معنی مراد لیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ اس لفظ سے اسکی سبھی معانی یکبارگی مراد لینا ممکن ہی نہیں ۔

اصل ششم

(منجملہ اصل قسم اول)

یہہ ثابت ہوا کہ لفظ مشترک سے اس کے سبھی معانی مراد نہین لیے جاتے تو جُو لفظ مشترک ایسی قرینہ (دلیل یا علامت) سے جس سے اس کے مرادی معنی سمجہ مین آسکین خالی ہوگا وہ مجمل کہلائیگا۔ اور جو لفظ قرینہ کے ساتہہ مستعمل ہوگا اس سے وہ معنی مراد سمجہی جائینگے جو قرینہ سے ثابت ہونگے"۔ شارع کا کلام چونکہ ایسا مجمل نہین جسکا بیان وارد نہو لہذا شارع کے مشترک الفاظ مین تفحص و تامل سے کام لیا جائیگا پس جو معنے خود لفظ مشترک یا اس کے سیاق کلام یا خارجے قراین سے مناسب مقام معلوم ہون وہ اس سے مراد لیے جائینگے۔ اس مشترک کو جسکے معنے قراین سے معلوم ہون ماوّل کہا جاتا ہے جیسا کہ ظاہر کو بھی جب کہ اسمین تاویل ہو ماوّل کہا جاتا ہے۔ ایسا ہی مشکل و مجمل کو جب انکا اشکال و اجمال دور ہو۔ اس مسئلہ کو کتاب محصول مین بتفصیل و دلیل بیان کیا ہے ہم اسمقام مین کتاب مسلم الثبوت کی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہین ہے مسلّم مین کہا ہے لفظ مشترک قرینہ سے خالی ہو تو مجمل ہے مگر امام شافعی اور ان کے اتباع کے نزدیک (کہ وہ اس سے [illegible] معانی مراد [illegible]) اور اگر اُسکے ساتہہ ایسا قرینہ ہو جو کوئی خاص معنے بتادے تو اُس سے وہی معنی مراد ہونگے اور اگر وہ معین معنے نہ بتادے تو پھر وہ مجمل کہلائیگا اور اگر قرینہ اکثر معنے بتادے تو پھر شافعی کے نزدیک وہ ان سب معانی پر محمول ہوگا۔ اوروں کے نزدیک مجمل کہلائیگا۔ اور اگر وہ قرینہ بعض معانی کا مراد نہونا بتاوے تو وہ لفظ باقی معنی پر اگر وہ ایک معیّن ہو محمول ہوگا۔ ورنہ پھر مجمل رہیگا اور اگر وہ سبھی معانی کو بیکار ٹھیرائے تو پھر وہ کسی مجازی معنے پر جو غالب ہون محمول ہوگا۔ مجازی معنی سبھی یکسان

المشترك ان تجرد عن القرينة فمجمل الا عند الشافعي [illegible]

اما الواحد معين فيحمل عليه او غير معين فمجمل او لا كثر فيحمل عليه عند المجوز وعند المانع مجمل او قرينة الالغاء اما للبعض فيحمل على الباقي ان كان واحداً معيناً والا فمجمل الا عند المجوز واما للكل فيحمل على المجاز الارجح فان تساوت المجازات بقي الاجمال۔

(مسلّم الثبوت)

ہون تو پہر وہ مجمل رہیگا۔

یہہ عام لوگون کے مشترک الفاظ کی تفصیل ہے۔ اور خاص کر شارع کے مشترک الفاظ کا حکم جامع کتب اصول مین وہی بیان ہوا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے

شرح المغنی مین کہا ہی مشترک کا حکم یہہ ہے کہ اسمین مستدل توقف کری جب تک

وحکمہ التوقف ای اذا لم تکن قرینۃ جلیۃ بشرط التامل لیترجح بعض وجوھہ لئلا یلزم تعطیل النص اعلم ان رجحان بعض وجوہ المشترک قد یکون بواسطۃ التامل فی صیغتہ وقد یکون بالتامل فی سباقہ وقد یکون بالتامل فی غیرہ الی ان فصلہ ومثلہ۔ ثم قال والکلام مایرجح من المشترک × × اعلم ان کونہ من المشترک لیس بلازم [illegible] من حیث الظاہر بدلیل غیر مقطوع بہ من المجمل والمشکل والخفی فماول ایضًا × × وایضًا کما یطلق الماول علی مایرجح بعض وجوھہ بالرای یطلق علی مایرجح ذلک بخبر الواحد فحینئذٍ یکون مرادہ من قولہ بغالب الرای دلیلا یوجب غلبۃ الظن۔ (شرح مغنی)

کوئی واضح قرینہ نہ پاوی اور اسمین تامل کام مین لاتا رہے تاکہ بعض معانی کو غلبہ پیدا ہو۔ یہ اس لیے کہ شارع کا کلام بیکار نہ رہے۔ تو یہہ بہی جان لے کہ مشترک کے بعض معانی کبہی تو خود اسی لفظ مین غور کرنے سے معلوم ہوتے ہین کبہی اس کے لفظ ماقبل مین کبہی اس سے جاتا ہے [illegible] ہین۔ پہر ان تینون اقسام کی تفصیل کرکے کہا ہے ماول وہ مشترک لفظ ہے جس کے بعض معانی کو غلبہ حاصل ہو اور کہا ہی یہہ بہی جان رکھہ کہ ماول مشترک ہی نہین ہوتا۔ بلکہ مجمل ومشکل وخفی سے اگر سننے والے کو ظنی دلیل سے متکلم کی مراد معلوم ہو تو یہہ الفاظ بہی

ماول کہلاتے ہین۔ ایسا ہی جسکی بعض معانی ایک ر[illegible] کی حدیث سی معلوم ہون وہ بہی ماول کہلاتا ہے۔

اصل ہفتم

(منجملہ اصول قسم اول)

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اوّل و دوم — جلد چہارم

متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

ضمیمہ کی عام قیمت تین روپیہ سالانہ ہے خاص قیمت (جو اسلامی رئیسون سے لیجاتی ہے) چھہ روپیہ

اعلیٰ قیمت [illegible] آمدنی نہیں رکھتے ۱عہ

ادنی قیمت جو کم دست لوگون کی (جنکی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہین) قیمت ہے بارہ آنہ

اخیری قیمت دعا خیر ہے جسکے اہل بے وسعت لوگ ہین جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے ولیکن علمی بضاعت رکھتے اور اس ضمیمہ کی اشاعت و ترقی مین کوشش کرتے ہین۔

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہین ملتا جیسا کہ رسالہ بلا ضمیمہ ملسکتا ہے۔

(۳) ۔ خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ہونا چاہیے اور ذریعہ ارسال زر صرف منی آرڈر یا ہنڈوی ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا۔

(۴) رسید زر وہی معتبر سمجھ[illegible] ہے جسپر مہتمم کے دستخط انگریزی و فارسی و مہر حسب ذیل ثبت ہون۔ [illegible] محمد [illegible] مہتمم اشاعۃ السنۃ۔ لاہور

Abu Saeed Mahomm[illegible]ain.

[illegible] پریس لاہور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیفیت سہ سالہ ضمیمہ اشاعۃ السنتہ

اس ضمیمہ کی تین جلدین پوری ہو کر اب جلد چہارم شروع ہوتی ہی ضمیمہ کے شائع ہونیمین رسالہ سی بھی زائد توقف ہوتا ہی جسکا موجب علاوہ ان امور کی جو سبب توقف رسالہ ہوتی ہین اُس رسالہ کی بعض مضامین بھی ہین جو نہ صرف تحریر و اشاعت کیلئے وقت کی طالب ہوتی ہین بلکہ اپنی خارجی ضرورہات کیلئے راقم (خاکسار ایڈیٹر) کی اوقات پر محیط ہو جاتی ہین۔ و مع ہذا ہم بڑی ملامت و انکسار کی ساتھ معذرت کرتی ہین او آئندہ اُمید رکھتی ہین کہ جلد رسالہ نہم کی ساتھ جلد چہارم و پنجم ضمیمہ کو پورا کر دینگی انشاء اللہ تعالے (۲) اس عرصہ چار رسال تک مسائل فرعیہ نسب مجتہدین ضمیمہ مین شروع نہین ہوئی صرف تمہید و مقدمہ مین تین جلدین ختم ہوئی ہین اور چوتھی شروع ہی یہ امر بہت عوام اہلحدیث شائقین عمل بالحدیث کی دل پر بہت شاق گزرا ہی ولیکن وہ لوگ اپنی خاص زمرہ علما کی طرف رجوع فرما کر ان مسائل کی (جو اِس وقت تک ضمیمہ مین بیان ہوئی ہین) نتایج و فوائد دریافت کرین تو ان کو معلوم ہو کہ جو مسائل جلد اول و دوم و نصف اول جلد سوم ضمیمہ مین بیان ہوئی ہین اُنسی عمل بالحدیث کی لیئے راستہ صاف ہوا ہی اور ان شبہات کا ازالہ عمل مین آیا ہی جو عمل بالحدیث کی لیئے سخت سنگ راہ تھے۔

[illegible] جتک شائقین عمل بالحدیث ان اصول مسائل سے اپنی طاقت علمی او دوسری کی مدد و تعلیم سے واقف ہونگی وہ ہر مسئلہ مین مسائل فرعیہ مین حدیث پر عمل و استدلال کر نہ سکین گے۔ ان شائقین خصوصاً اہل علم گروہ اہلحدیث کو ضمیمہ اشاعۃ السنتہ کا از بس شکر گذار ہونا چاہئے کہ اسنی بڑی بڑی ادق اور دُور کے مسائل اصول کو انکی لئے آسان کر دیا ہی اور ہر باب مین انکی لئے عمل بالحدیث کا سامان مہیا کر دیا ہی۔ اس احسان کے بدلے وہ اس کا قصور توقف بھی معاف کر دین تو کچھ بڑی بات نہین ہے۔

(۳) یہ مسائل اصول اگرچہ اردو زبان مین بیان کئی گئے مگر انکی سمجھنے کو اردو فارسی مین معمولی لیاقت کافی نہین ہی اردو و فارسی خوان شائقین عمل بالحدیث کو عموماً اور ان لوگون کو جو صرف اردو تراجم کتب حدیث دیکھکر استنباط و اجتہاد کی مدعی ہو بیٹھی ہین اور تالیف فتاوی کی درپی خصوصاً لازم ہی کہ ان [illegible] ہی پڑھکر استنباط و اجتہاد و افتاء و ارشاد کے درپئے ہون ورنہ وہ خود خطا مین بہت مبتلا ہونگی اور لوگون [illegible] مین ڈالتے رہینگے۔

ظاہری معنی قرآن و حدیث پر عوام بھی عمل کر سکتے ہین اگر وہ معانی و ترجمہ قرآن [illegible] اجتہاد و دقیق استنباط کیلئے صرف ترجمہ ظاہری کافی نہین ہے۔ اس اجتہاد و استنباط کی لئے مسائل اصول [illegible] شخص کو جو منفی و مصنف

اصل ہفتم

منجملہ اصول قسم اول

تمہید

اصل ہفتم و ہشتم و نہم و دہم غیر حقیقت و مجاز کے متعلق ہین لہذا بیان ان اصول کے پہلے چند مسایل متعلق حقیقت و مجاز کے تمہید ضروری ہے -

(۱) لفظ کی غیر اصلی معنے جنکی نظر سے وہ مجاز کہلاتا ہے (چنانچہ اصطلاحات مین بیان ہو چکا ہے) محض اجنبی نہین ہوتی بلکہ ایسے غیر اصلی ہوتے ہین جنکو اصلی معنی سے کوئی علاقہ ہوتا ہے - وہ **علاقہ تشبیہ** ہو (یعنے معنے اصلی و غیر اصلی مین کسی صفت مین مشابہت پائی جاتی ہو) تو وہ مجاز جسمین وہ علاقہ پایا جاتا ہے مجاز **استعارہ** کہلاتی ہے جیسے لفظ شیر کے معنے بہادر انسان - یہہ معنے گو لفظ شیر کے اصلی معنے نہین مگر اس سی محض اجنبی نہین بلکہ اس معنی کو لفظ شیر کے اصلی معنی (درندہ حیوان مشہور) سے صفت بہادری مین مشابہت حاصل ہے - اسی بہادری کی نظر سے بہادر انسان کو شیر کہا جاتا ہے -

اور اگر وہ **علاقہ کوئی اور** ہو (جیسے قرب یا محل ہونا یا حالت سابق یا حالت آئندہ وغیرہ) تو اس مجاز کو جسمین وہ علاقہ پایا جاتا ہے **مجاز مرسل** کہتے ہین جیسے آیۃ منقولہ حاشیہ مین خمر کے معنے (شیرہ انگور وغیرہ) یہہ معنے گو خمر کے اصلی معنے نہین مگر ان کو اصلی معنے خمر سے یہ تعلق ہے کہ خمر اُسی شیرہ کی ایک حالت آئندہ کا (جب وہ جوش کھاتا اور کف لاتا ہے) نام ہے - دوسری مثال خدا تعالی کا ندیون کو جاری کہنا - جو درحقیقت اس پانی کی صفت ہے جو ندیون مین چلتا ہی مگر چونکہ ندیان پانی کا محل ہین اسلئے اس پانی کی صفت کو محل کیطرف منسوب کیا گیا ہے -

انی ارانی اعصر خمراً (سورہ یوسف ع ۵)

انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا - (رعد)

اس علاقہ مجاز کو بعض علما نے تمیس تک پہونچایا ہے بعض نے چوبیس تک بعض نے نو تک بعض نے پانچ تک بعض نے چار تک اسکی تفصیل کتب اصول (محصول ارشاد الفحول - تلویح - مُسلّم وغیرہ) مین موجود ہے -

(۲) **قرینہ** (ایسی علامت جس سے معلوم ہو کہ لفظ کے حقیقی معنے مراد نہین مجازی مراد ہین) کا وجود مجاز کے لئے شرط ہے - وہ قرینہ **لفظی** ہو خواہ **معنوی** - اسپر **شرع** کی شہادت پائی جائے - خواہ **عقل** یا **عرف** یا **حس** یا مشاہدہ کی -

لفظی قرینہ کی **مثال** - شیر تیر چلا رہا ہے - تیر چلانے کا لفظ ایک ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام مین شیر سے اسکے حقیقی معنے (حیوان مشہور) مراد نہین بلکہ مجازی معنے (ایک انسان بہادر) مراد ہے -

معنوی **قرینہ** کی (جسپر **عقل** کی شہادت ہو) **مثال** خدا تعالیٰ کا شیطان کو [illegible] قول مین حقیقی معنے امر کے (طلب فعل اور اسکا واجب کرنا) مراد نہین صرف شیطان کو قدرت دینے کا بیان مراد ہے اسپر قرینہ عقل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ گمراہی کی اجازت دینے (چہ جائے حکم دینے) سے مُقدّس ہے -

معنوی قرینہ کی (جسپر **عرف** وحس شاہد ہے) مثال کسی کا قسم کھانا ہے کہ فلانے کوئین سے مین پانی نہ پیونگا جس سے اسکے حقیقی معنے کنوئین کو مونہہ لگا کر پانی پینا) مراد نہین بلکہ مجازی معنے کنوئین سے نکالا ہوا پانی پینا مراد ہے جسپر یہ عرف اور مشاہدہ گواہ ہے کہ کوئی شخص کنوئے کو مونہہ لگا کر پانی نہین پیتا - ولہذا اگر وہ اس کنوئے کا پانی ڈول یا اسے پی لے گا تو وہ قسم شکن ہوگا -

[illegible] باقی قراین کی مثالین ہین جن کی تفصیل کتب اصول توضیح تلویح مین

(۴) **حقیقت کی علامات** یہہ ہین کہ (۱) اسکے معنے بلا قرینہ لفظ کو سنتے ہی سمجھہ مین آوین۔ مجاز کی علامت اسکے معنے کا بلا قرینہ سمجھہ مین نہ آنا ہے۔

(۲) **مجاز** مین لفظ کا استعمال ایسے موقع پہ پایا جاتا ہے جسپر بحکم عقل اسکا استعمال محال ہوتا ہی حقیقت کا استعمال حکم عقل کے موافق ہوتا ہے۔

(۳) **مجاز** کی نفی بہی صحیح ہوتی ہے جیسا اِسکا اثبات حقیقت مین نفی صحیح نہین ہوتی۔

کتاب مسلّم مین ہے مجاز کے کئی علامات ہین از انجملہ اِس امر کے نفی کا صحیح ہونا جسکا مجاز مین اثبات کیا گیا ہو۔ جیسے احمق کے حق مین (جسکو مجازاً گدہا کہا جا سکتا ہے) یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ گدہا نہین (یعنے حقیقت مین) اور اِس کا خلاف (نفی کا صحیح نہونا) حقیقت کی [illegible] جیسے احمق کی حق مین (جسکو حقیقۃً انسان کہا جا سکتا ہے) یا یہہ لفظ کہنا کہ وہ انسان نہین ہے صحیح نہین ہے۔

اور از انجملہ یہہ کہ معنے مجازی قریب الفہم نہین ہوتے اگر کوئی قرینہ نہو۔ اور حقیقت اِسکے مخالف ہی (حقیقی معنے بلا قرینہ سمجھہ مین آتے ہین) اسپر معنے مشترک کا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرینہ نہو تو وہ بھی سمجھہ مین نہین آتے۔ یہ اعتراض اس شخص کے مذہب پر وارد ہوتا ہے جو مشترک کبھی معنے مراد لینا جائز نہین سمجھتا۔ اِسکا جواب یہہ ہے کہ مشترک کے کوئی نہ کوئی معنے تبادل کے ساتھ تو خود بخود سمجھہ مین آتے ہین اور تبادل سے اِسکے معانی کا سمجھہ مین آنا حقیقت ہونے کے لئے کافی ہے۔

> مسئلہ للمجاز امارات منہا صدق النفی کقولك للبلید لیس بحمار۔ وعکسہ دلیل الحقیقۃ فلا یصح للبلید لیس بانسان × × ومنہا ان لا یتبادر نفسہ بل غیرہ [illegible] القرینۃ وھو عکس الحقیقۃ فانہ لا یتبادر غیرہ بل یتبادر نفسہ واورد المشترك حیث لم یتبادر المراد وھو انما یرد علی مذھب من نفی العموم۔ والجواب انہ یکفی التبادر ولو بدلا۔
> (مسلم الثبوت)

محصول مین ہے کہ جب کسی کلمہ کو ایسے معنے سے متعلق کرین جس سے اسکا تعلق محال نظر آتا ہو تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لفظ اس معنے کے لئے وضع نہین ہوا ہین وہ بطور مجاز مستعمل ہوا ہے چنانچہ قرآن مین اخوان یوسف علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس بستی سے پوچھ لے جسمین ہم تھے بستی ہی اجو در و دیوار سے مراد ہے) پوچھنا عقلاً ناممکن ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بستی والے لوگون سے پوچھنا مراد ہی۔

وثالثها اذا علقت الکلمۃ بما یستحیل تعلقہا بہ علم انہا فی اصل اللغۃ غیر موضوعۃ لہ۔ فعلم انہا مجاز کقولہ تعالی وسئل القریۃ (محصول رازی)

ان مسائل ثلثہ پر دلائل محاورات عرب ہین جنکے موافق قرآن وحدیث وارد ہی اور وہ محاورات خود قرآن وحدیث مین موجود ہین چنانچہ بعض امثلہ قرآن منقولہ بالا مین وہ محاورات پائے جاتے ہین۔

تمہید ختم ہوئی اب اصول ہفتم وغیرہ بیان ہوتے ہین

اصل ہفتم

کتاب وسنت مین مجاز کا استعمال بھی ویسا ہی پایا جاتا ہے جیسا کہ حقیقت کا۔ اور تجویز یا وقوع مجاز منصب تقدس شارع کے مخالف نہین۔

اس اصول پر کتاب وسنت کے نصوص بکثرت شاہد ہین اور یہی جمہور علماء اسلام کا مذہب ہے گو اسکے جواز یا وقوع مین بعض علماء کا خلاف منقول ہے۔

محصول رازی مین ہے۔ ساتوان مسئلہ قرآن وحدیث مین مجاز پائے جانے کا جواز۔ اکثر علماء (بجز ابوبکر بن ابی داؤد اور اصفہانی) اس کے مجوز ہین اور اسپر دلائل وہ اقوال خداوندی ہین جن مین ایک دیوار کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ گرنا

المسئلۃ السابقۃ فی جواز دخول المجاز فی خطاب اللہ تعالی وخطاب رسولہ الاکثرون جوزہ واخلافا لابی بکر بن ابی داؤد والاصفہانی۔ لنا قولہ تعالی

فوجدا فیہا جدارا یرید ان ینقض واسئل القریۃ × × وقد ثبت بالدلیل انہ لایجوز ان یکون المراد منہا ظواہرہا فوجب صرفہا الی غیر ظواہرہا وھو المجاز ۔ (محصول)

چاہتی ۔ اور یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اے باپ تو اس بستی والون سے پوچھ لے جسمین ہم تھے“ اور یہہ ثابت و مسلّم ہے کہ ان اقوال کے ظاہری معنے (دیوار کا کچھ چاہنا اور بستی کے پوچھنا) ممکن و مراد نہین لہذا ان اقوال سے مجازی معنے مراد لینا واجب ہوا ۔

اور **مسلم الثبوت** مین ہے مجاز قرآن و حدیث مین آچکی ہے ۔ اس مین ظاہریہ کو اختلاف ہے ہمارے دلائل وہ اقوال خداوندی ہین جن مین حضرت زکریا کے سر کو

مسئلہ المجاز واقع فی القرآن والحدیث خلافا للظاہریۃ لنا ”واشتعل الراس شیبا“ ۔ ”واخفض لہما جناح الذل“ وغیرہا × × × قالوا المجاز کذب لانہ یصدق نفیہ فلا یصدق فالجواب ان النفی للحقیقۃ ۔ (مسلم الثبوت)

شعلہ زن فرمایا ہے ۔ اور انسان کو ماں باپ کے سامنے ذلت کے پر جھکانے کا حکم دیا ہے ۔

ظاہریہ کہتے ہین مجاز کذب ہے ۔ کیونکہ جس امر کو بطور مجاز ثابت کیا جاتا ہے اسکی نفی کرنا (مثلاً زید کی نسبت یہ کہنا کہ وہ شیر نہین ہے) سچ ہے ۔ لہذا اسکا اثبات کذب ہوگا جو قرآن و حدیث مین پایا جانا نہ چاہئیے ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جس امر کو مجاز مین ثابت کیا جاتا ہے اسکو حقیقۃً ثابت کہنا (مثلاً زید کو حقیقۃ ایک خونخوار درندہ کہنا) کذب ہے نہ مجازاً شیر کہنا ۔ اور بہادری مین شیر کی مشابہہ قرار دینا ۔

راقم کہتا ہے معلوم نہین وہ کون سے ظاہری ہین جو تشبیہہ و استعارہ کو جھوٹ سمجھتے ہین اور بناءً علیہ قرآن و حدیث مین مجاز پائے جانے سے انکاری ہین ۔

خدا جانتے وہ ان نصوص کتاب وسنت کے کیا معنے سمجھتے ہین جن مین خدا تعالی نے تازہ بنیذ کو (مثلاً) خمر کہا ہے جو وہ نقد وحقیقۃً خمر نہین ہوتا۔ اور آنحضرت صلعم نے ایک گھوڑے کو دریا فرمایا ہے جو درحقیقت دریا نہ تھا صرف تیز رفتاری مین دریا کی مثل تھا۔

وان وجدنا لبحراً۔
(صحیح بخاری ۴۰۰ وغیرہ)

اصل ہشتم

حقیقت ومجاز قرآن وحدیث اکثر محاورہ ولغت عرب کے موافق ہے **بعض** الفاظ کو بعض معانی کے لئے شارع نے خود بھی مخصوص ومقرر کیا ہے جن کی نظر سے وہ الفاظ شرعی حقایق کہلاتے ہین۔ اور ان معانی کے سوا دوسرے معنون مین (گو وہ لغت مین ان الفاظ کے حقیقی معانی ہون) استعمال کے وقت وہ مجاز شرعی کہلاتی ہین اسکی **مثال** لفظ صلوٰۃ ہے جسکو شارع نے ارکان خاص (قیام رکوع سجود وغیرہ) کے لئے مقرر کیا ہے۔ ان ہی ارکان مین وہ لفظ محاورہ شرع مین مستعمل ہوگا تو حقیقت کہلائے گا اور جب وہ کلام شارع مین بمعنے دعا مستعمل ہوگا تب (باوجودیکہ لغۃً یہہ اسکے حقیقی معنے ہین) مجاز شرعی کہلائے گا۔

اس اصل مین علماء کا اختلاف ہے (جو محصول رازی وغیرہ مین منقول ہے)۔ اور حق جو دلائل سے ثابت ہے یہی ہے کہ ایسے الفاظ شرعی حقایق ہین نہ لغوی حقایق اور نہ لغوی مجاز۔

مسلم الثبوت مین ہے۔ حقیقت شرعی (جسکو شارع نے لغوی معنی سے اپنے اصطلاحی معنے کی طرف نقل کر لیا ہو چنانچہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے یا از خود بنایا ہو (یعنے اہل لغت کو اس لفظ اور اس کے معنے کا کچھہ علم نہو)

مسئلہ۔ الحقیقۃ الشرعیۃ بان نقلہا الشارع وھو الظاھر او وضع ابتداً واقعۃ عند الجمھور۔ وقال الباقلانی

والدبوسی والبزدوی والبیضاوی مجاز اشتہر۔ × × ولنا الاستعمال بلا قرینۃ۔ وفہم الصحابۃ کذلک وعدم صحۃ النفی فی اصطلاح التخاطب۔ والاستمرار علی الثانی مع ترک الاول الابدلیل۔ (مسلم الثبوت)

جمہور علماء کے نزدیک قرآن وحدیث مین پائی جاتی ہے یا فلانی علماء وغیرہ قائل ہین کہ وہ حقیقت جسکو شرعی سمجہا جاتا ہے لغوی مجاز ہے جو اپنے مجازی معنے مین (جسمین شرع اسکو استعمال کرتی ہے) مشہور ہوگئی ہے۔

ہمارے **دلائل** اسکے حقیقت ہونے پر یہ ہین۔ (۱) انکا بلا قرینہ شرعی معنی مین (جو لغۃً اسکے حقیقی معنے نہین) مستعمل ہونا۔ (۲) صحابہ کا ان الفاظ کے وہی معانی سمجہنا۔ (۳) شرع کے محاورہ مین ان الفاظ کے شرعی معانی سے اُن کے نفی کرنے (مثلاً رکوع وسجود وغیرہ ارکان کے حق مین یہہ کہنا کہ وہ نماز نہین ہے) کا صحیح نہونا (۴) ان الفاظ [illegible] ایسے محل کے جہان لغوی معانی پر کسی قرینہ یا دلیل کی شہادت پائی جائے متروک ہونا۔

امام رازی نے محصول مین حقیقت شرعیہ کے مجاز لغوی ہونے پر یہہ **دلیل** پیش کی ہے کہ اگر ان الفاظ شرعیہ (صلوٰۃ وزکوٰۃ) سے ان کے معانی شرعیہ لغۃً سمجھہ مین نہ آتے ہون تو قرآن سب کا سب عربی نہ ٹہرے گا۔ حالانکہ قرآن کے حق مین خدا تعالی فرماتا ہے کہ وہ عربی ہے اور رسولون کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے جتنے رسول بہیجے ہین

لنا ان افادۃ ہذہ الالفاظ لہذہ المعانی لولم تکن لغویۃ لما کان القراٰن کلہ عربیاً۔ × × اما فساد اللازم فلقولہ تعالی قراٰنا عربیا ولقولہ ما ارسلنا من رسول الا بلسانہ قومہ۔ (المحصول)

قوم ہی کی زبان سے بہیجے ہین۔

اسکے **جواب** مین مسلم الثبوت مین کہا ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ اگر حقیقت شرعیہ کو تسلیم کرین تو قرآن سب کا سب عربی نہ رہیگا اسکا جواب پہلے گذر چکا ہے اور **اس سے**

پہلے قرآن مین وجود معرّب کے مسئلہ مین کہا ہے - یہہ مسئلہ بہت ظاہر ہے کہ قران مین

واما قولهم لكان القران غير عربي
فقد مر الجواب عنه - وقال قبل ذلك
مسئله - الاظهر ان في القران معربا
كما روى عن ابن عباس وعكرمة -
ونفاه الاكثر - لنا المشكوة هندية
وسجيل فارسية وقسطاس رومية
× × قالوا اولا لزم ان
لا يكون عربيا لانتفاء الجزء وقد
قال انا انزلناه قرانا عربيا - الجواب
انا [illegible] ذلك لكن معربا على ان الضمير
في انا انزلناه للسورة - والقران
كالماء مع انه للاكثر حكم الكل -
(مسلم الثبوت)

معرّب (غیر عربی لفظ جسکو عربی بنایا گیا ہے)
الفاظ پائے جاتے ہین چنانچہ حضرت ابن عباس و
عکرمہ سے مروی ہے جیسے لفظ مشکوٰۃ -
سجیل - قسطاس -
جو اسکے وجود کے قائل نہین ہین وہ کہتے ہین
کہ اسکی تسلیم سے قران سب کا سب عربی نہین
رہتا - حالانکہ خدا تعالی نے اسکو عربی کہا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ غیر عربی تب ہوتا جب
اس لفظ کو عربی نہ بنالیا جاتا - اور نیز قران
لفظ ما (پانی) کی طرح مطلق ہے جو تھوڑے
بہت حصہ قران پر بولا جاتا ہے - علاوہ یہ کہ
اکثر کل کے حکم مین ہوتا ہے جب اکثر
الفاظ قران عربی ہین تو گویا کل قران
عربی ہے +

محصول رازی مین اسبات کا کہ قران مین غیر عربی الفاظ مشکوۃ و سجیل وغیرہ پائے
جاتے ہین" یہ جواب دیا ہے کہ مشکوۃ وغیرہ الفاظ عرب و عجم دونو زبانون کے الفاظ
ہوسکتے ہین ولیکن مسلم کے باقی جوابون کا جواب اسمین پایا نہین جاتا لہذا مسلم کا
جواب لاجواب یہی ہے - اور مثبت مدعا -

بالجملہ شرع کے محاورہ مین ایسے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہین جن سے شرع نے وہ معنی
مراد نہین لئے جو لغت عرب مین ان الفاظ کے حقیقی معنے ہین ان الفاظ کو بعض علماء

شرعی حقائق کہتے ہین - بعض لغوی مجاز - ان الفاظ کا حکم (جسکو ہم اصل نہم مین بیان کرنا چاہتے ہین) ایک ہی ہے جسمین کسی فریق کو نزاع نہین ہے -

اصل نہم

شرعی حقیقت لغوی حقیقت اور مجاز سے مقدم ہے

تشریح

شرعی الفاظ کے وہ معنے جو شارع نے مقرر کئے ہین (ان معنے مین ان الفاظ کو کوئی حقیقت شرعی کہے خواہ مجاز لغوی) ان الفاظ کے لغوی معنے سے (حقیقی ہون خواہ مجازی) مقدم ہین - لہذا ان الفاظ سے وہی معنے شرعی مراد لئے جائین گے اور جبتک کوئی قرینہ ان کے مراد ہونے سے مانع نہو ان الفاظ کے لغوی معنے (حقیقی ہون خواہ مجازی) ہرگز مراد نہ سمجھے جائین گے -

تمثیل

لفظ صلوٰۃ سے (جو شرع مین ارکان مخصوصہ قیام - رکوع - سجود وغیرہ کیلئے مخصوص ہے) شارع کے کلام مین یہی ارکان نماز مراد لئے جائین گے نہ دعا - یا تحریک الصلوین (سُرین ہلانا) جو اسکے لغوی معنے ہین اور جہان کلام شارع مین کوئی قرینہ اس معنے (نماز) کے مراد ہونے سے مانع ہوگا وہان اس لفظ سے وہ معنے مراد لئے جائین گے جو قرینہ سے مفہوم ہون گے - دعا و رحمت وغیرہ -

امام رازی **محصول** مین فرماتے ہین - تجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ لفظ سے حقیقی معنے مراد سمجھنا واجب ہے - یہہ بھی تو نے جان لیا کہ حقیقت دو قسم ہے اصلی جسکو حقیقت لغوی کہتے ہین - اور

وقد عرفت انہ یجب حمل اللفظ علی الحقیقۃ وعرفت ان الحقیقۃ ضربان

اصیلتہ وھی اللغویۃ وطاریۃ وھی
العرفیۃ او الشرعیۃ فان کان
الخطاب فی اللغۃ فی شئ وفی العرف
فی شئ اخر ولم یخرج بالعرف عن
ان یکون حقیقۃ فی المعنے اللغوی فانہ
یکون مشترکا بینھما - وان صار مجازا
فی المعنے اللغوی وجب حملہ علی العرفی
لانہ المتبادر الی الفہم ویجب مثل
ھذا فی الاسم المنقول الی معنے
شرعی فالحاصل ان الخطاب یجب
حملہ علی المعنے الشرعی ثم العرفی ثم
اللغوی الحقیقی ثم المجاز -
(محصول)

عارضی جو حقیقت عرفی یا شرعی کہلاتی ہے
پھر اگر کسی کلام کے دو معنے لغوی اور عرفی
ہو سکیں اور عرفی معنے ایسے نہوں جن کی
مراد لینے سے وہ لفظ لغوی حقیقت نہ
کہلاوے تو وہ لفظ لغت وعرف دونو
مین مستعمل ہوگا اور حقیقت کہلائے گا اور
اگر وہ عرفی معنے مین مستعمل ہونے کے وقت
لغوی معنے مین مجاز کہلائے گا تو اس وقت
اس سے عرفی معنے مراد سمجھنا واجب ہوگا
کیونکہ عرف مین وہی معنے قریب الفہم ہین
[illegible] کے جس سے شرع اپنی خاص
اصطلاحی معنے مراد لیتے ہین شرعی معنے کا
مراد سمجھنا واجب ہے - حاصل یہہ ہے کہ
کلام سے پہلے اسکے شرعی معنے مراد لئے جائین گے پھر عرفی پھر لغوی حقیقی پھر لغوی
مجازی ٭

اصل دھم

مجاز عموم کے مانع نہین - اگر مقتضی عموم موجود ہو اور کوئی دوسرا مانع نہ ہو -

تشریح

اگر لفظ مجاز عام ہے اور اسکے لفظ یا معنے مین عموم پایا جاتا ہے اور اس عموم سے کوئی
مانع نہین ہے تو اس لفظ کا عموم معتبر ہوگا -

تمثیل

جو شیر نشانہ پر تیر لگائے گا وہ انعام پائے گا۔ اسمین لفظ جو شیر (جس سے مجازاً بہادر انسان مراد ہے عام ہے) ہر ایک انسان نشانہ باز کو ایک ہون خواہ کئی ہون شامل ہے۔ لہذا اس لفظ سے ہر ایک نشانہ باز جو نشانہ پر تیر لگاوے مراد ہوگا اور انعام کا مستحق سمجھا جائے گا۔

دوسری مثال جسمین عموم سے کوئی مانع ہو

"ندی چلتی ہے یا پتنالہ جاری ہے"۔ اسمین ندی اور پتنالہ سے (جس سے مجازاً پانی مراد ہے) ہر ایک ندی اور پتنالہ جسکو یہ لفظ شامل ہو سکین مراد نہین ہے بلکہ خاصکر وہی ندی اور پتنالہ مراد ہے جسکا اس کلام مین ذکر ہے۔

اِسپر دلیل اسی مقتضے کا موجود ہونا اور مانع کا مفقود ہونا ہے۔

حنفیہ کے کتب اصول مین مذکور ہے کہ بعض شافعیہ عموم مجاز کے قائل نہین مگر صاحب تلویح نے کہا ہے کہ شافعیہ کے کتب اصول مین اس امر کا ذکر نہین ہے۔ مسلّم مین ہے مجاز مین عموم ہے جیسے کہ حقیقت مین ہے۔ اسپر دلیل مقتضے عموم کا پایا [illegible] عموم کا مفقود ہونا۔

مسئلہ — [illegible]	
لوجود المقتضی وعدم المانع —	بعض شافعیون سے منقول ہے کہ مجاز مین
وعن بعض الشافعیۃ لا لانہ	عموم نہین ہے کیونکہ مجاز بحالت ضرورت
ضروری — قلنا ممنوع — ولو سلم	مستعمل ہوتا ہے لہذا اس مین وسعت و
فالاستلزام ممنوع لانہ بدلیل	عموم جو امر زائد ہے ناجائز ہے ہم (حنفیہ)
(مسلّم)	اسکا صرف ضرورت سے مستعمل ہونا نہین

مانتے۔ اسکو مان بھی لین تو اس سے عموم کا عدم جواز ثابت ہونا نہین مانتے کیونکہ وہ عموم دلیل سے ثابت ہے۔

تلویح مین ہے — مجاز مین عموم کا قائل نہ ہونا ہم شافعیون کی کتابون مین نہین پاتے اور جو اس مذہب پر دلیل پیش کی گئی ہے کہ مجاز بحالت ضرورت مستعمل

> واعلم ان القول بعدم عموم المجاز مما لم نجده فی کتب الشافعیۃ × × ومع ذلک فالتعلیل بکونہ ضروریا من جھۃ المتکلم علی ما ھو مسطور فی کتب القوم مما لا یعقل اصلا - (تلویح ص۸۴)

ہوتا ہے یہہ تو کسی وجہ سے صحیح نہین ہو سکتی الخ -

اصل یازدہم

کسی لفظ قرآن و حدیث کے حقیقی معنی کسی حکم کے متعلق ہو چکے اور مقصود و مراد شارع ٹہرائی گئی ہون تو اس لفظ کے مجازی معنے جو اپنے عموم سے حقیقی معنے کو شامل ہو سکین اس حکم مین مراد نہین ٹہرائے جا سکتے -

تمثیل

جس حدیث مین لفظ صلوۃ سے ارکان مخصوصہ یا لفظ رکعت سے پوری رکعت (جس مین قیام رکوع و سجود شامل ہے) مراد ہو متعلق حکم نبوی سمجھے گئے تو اس حدیث مین اس حکم کا متعلق و مقصود صرف دعا یا صرف رکوع مراد نہین لئے جا سکتے -

اس اصل پر عمدہ دلیل لغت و محاورہ عرب ہے کیونکہ عرب سے ایک لفظ کے ایک ہی استعمال مین اسکے دونو معنے حقیقی و مجازی مراد ٹہرانا ثابت نہین ہوا - علماء اصول اس اصل پر عقلی دلایل بھی پیش کرتے ہین - جو اعتراض سے خالی نہین -

مسلم مین کہا ہے حقیقت و مجاز کو کسی حکم مین مقصود ٹہرا کر اکٹھا کرنا یعنے دونو کو

> مسئلہ لا یجوز الجمع بینھما مقصودین بالحکم واجازہ الشافعیۃ الا ان لا یمکن الجمع کافعل امر او تھدیدا × × لنا مامر فی المشترک ایضا

اس حکم مین مراد ٹہرانا جائز نہین شافعیون نے اسکو جائز رکھا ہے مگر اس محل مین جہان دونو کو جمع کرنا ناممکن ہو جیسے صیغہ افعل سے امر کرنا اور ڈرانا دونو کو مراد ٹہرانا -

یلزم کونہ حقیقۃ ومجازاً فی استعمال واحد وقد اتفق علی منعہ اولا شئ منہما۔ او احدہما وکلاہما باطل۔ (مسلّم)

ہماری دلیل عدم جواز جمع پر وہی ہے جو مشترک کے سبھی معنے مراد نہو سکنے پر پیش کی گئی ہے۔ اور یہہ بھی ایک دلیل ہے کہ اسمین ایک لفظ کا ایک ہی استعمال کیوقت حقیقت ومجاز ہونا لازم آتا ہے جو بالاتفاق ناجائز ہے یا کچھہ بھی نہونا (نہ حقیقت اور نہ مجاز) یا ایک کا نہونا۔ اور یہہ دونو امر بھی باطل ہین۔

ثم الحق ان امتناع استعمال اللفظ فی المعنی الحقیقی والمجازی انما ہو من جہۃ اللغۃ اذ لم تثبت ذلک والقوم یستدلون علی امتناعہ عقلا بوجوہ خمسۃ × × × والکل ضعیف۔ [illegible] (تلویح [illegible])

تلویح مین کہا ہو کہ حق یہہ ہے کہ لفظ کو اس کے دونو معنے حقیقی ومجازی ایک استعمال مین مراد لینے کی ممانعت لغت سے ثابت ہے اور اصولی لوگ اِس ممانعت پر (پانچ) عقلی دلائل پیش کرتے ہین جو سب کی سب ضعیف ہین پہر اُن کے ضعف کو بہ تفصیل [illegible] بیان کیا ہے

اصل دوازدہم

جب کسی لفظ قران یا حدیث مین اشتراک ومجاز دونو کا احتمال ہو یعنے وہ کسی دو معنے مین مشترک بھی ہو سکے اور ان دو معنے مین حقیقت ومجاز بھی بن سکے تو اس کا مجاز ٹہرنا بہتر ومقدم ہے۔ اسپر دلیل محاورۂ عرب مین مجاز کا کثرت سے واقع ہونا ہے اور اکثر کا اقل سے راجح ہونا۔

المسئلۃ الثانیۃ۔ اذا وقع التعارض بین الاشتراک والمجاز فالمجاز اولی

محصول مین ہے۔ دوسرا مسئلہ۔ جب اشتراک ومجاز مین تعارض ہو تو مجاز کو ترجیح ہے۔ اِسپر دو وجہ شاہد ہین اوّل یہہ کہ مجاز کو کثرت ہے۔ اور کثرت محل شک

ويدل عليه وجهان الاول ان المجاز اكثر من الاشتراك والكثرة امارة الظن في محل الشك الثاني ان اللفظ الذي له مجاز ان تجرد عن القرينة حمل على الحقيقة وان لم يتجرد عنها حمل على المجاز فلا يعرى عن تعيين المراد - (محصول)

مین غلبہ ظن کی علامت ہی۔
دوسری یہ کہ جس لفظ کے مجازی معنے بھی ہون وہ قرینہ سے خالی ہوگا تو اس کے حقیقی معنے مراد لئے جائینگے اور اگر قرینہ سے خالی نہوا تو مجازی معنے پر محمول ہوگا - بہرصورت تعیین مراد سے وہ خالی نرہا - اور مشترک دوسری صورت مین کچھ مراد نہین بتاتا +

اصل سیزدہم

عام جبکا عموم مراد ہونے پر کوئی دلیل عقلی یا قرینہ نقلی قایم نہو ظنی ہوتا ہے نہ خاص کی مثل یقینی -

تشریح

لفظ عام سے (جسکی تعریف بیان اصطلاحات مین گذر چکی ہے) اسکے سبھی افراد (جنکے لئے وہ لفظ بنایا گیا ہے) اس لفظ کو سُنکر سمجھہ مین آتی ہین مگر جبتک کوئی دلیل عقلی یا نقلی ایسی قائم نہو جس سے ان سب کا مراد ہونا ثابت ہو ان سب افراد کے مراد ہونے مین یہ شبہہ و احتمال باقی رہتا ہے کہ شاید اِس سے بعض افراد مراد ہون بعض مستثنیٰ -

تمثیل

اگر کوئی کہی کہ جو اِس گہر مین آئیگا وہ ایک درہم انعام پائیگا - بس یہی ظاہر اً یہی سمجھہ مین آتا ہی کہ جقدر لوگ آوینگے وہ سبھی ایک ایک درہم پا دینگے مگر جبتک وہ شخص اِس فقرہ کے ساتھہ کوئی ایسا لفظ نہ لگاوی جس سی سبھی لوگونکا مراد ہونا مفہوم ہو جیسے لفظ "کل" یا "تمام" یا یہ جملہ کہ "اس حکم سے کوئی مستثنے نہین ہی" تب تک یہ شبہہ باقی رہتا ہی کہ شاید بعض اشخاص اس حکم سے مستثنیٰ ہون -

من دخل هذه الدار فله درهم

نمبر ۳ جلد ۴

تتمہ اصل سیزدہم

(منجملہ اصول قسم اول)

اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہے۔ جو کتاب توضیح سے نقل کیا جاتا ہے
تلویح مین بصفحہ (۴۰) کہا ہے عام کا حکم اکثر اشعری علما کے نزدیک توقف ہے
(یعنی نہ اسکے سبھی افراد کو مراد قرار دین
نہ بعض افراد کو) جب تک کوئی دلیل
قائم نہو جس سے کل یا بعض افراد کا
مراد ہونا ثابت ہو۔ ثلجی اور جبائی کے
نزدیک اقل درجہ کا مراد ہونا یقینی ہے
[illegible] (مثلاً) لفظ عام جمع
ہو تو اس سے کم سے کم تین افراد کا مراد
ہونا یقینی ہے اور اگر اسم جنس ہو تو کم سے
کم ایک فرد کا یقینی۔ باقی کا شکی۔ اکثر
علما عام کے سبھی افراد (جنکو وہ لفظ
شامل ہو) مراد ہونے کے قائل ہین پھر
(حنفیہ) مشائخ عراق اور اکثر
متاخرین حنفیہ ان سب افراد کے یقیناً
مراد ہونے کے قائل ہین اور اکثر فقہا و متکلمین جنمین امام شافعی اور حنفیہ مشائخ
سمرقندی بھی داخل ہین بظن غالب مراد ہونے کے قائل ہین۔ ان کے نزدیک عموم

> فصل حکم العام عند عامۃ الاشاعرۃ
> التوقف حتی یقوم دلیل عموم او خصوص
> وعند الثلجی والجبائی الجزم بالخصوص
> کالواحد فی الجنس والثلثۃ فی الجمع
> والتوقف فیما فوق ذلك وعند جمہور
> العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما
> یتناولہ من الافراد قطعاً ویقیناً
> عند مشائخ العراق وعامۃ المتاخرین
> وظناً عند جمہور الفقہاء والمتکلمین
> وھو مذھب الشافعی والمختار عند
> مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب
> العمل دون الاعتقاد۔
>
> (تلویح صفحہ [illegible])

وکٹوریہ پریس لاہور مین چھپا

سے صرف وجوب عمل ثابت ہوتا ہے نہ اعتقاد (جس مین قطعیت بکار ہے)

مذہب ظنیت عام پر (جو اکثر فقہا و متکلمین کا مذہب ہے) ایک دلیل یہہ جو تلویح وغیرہ مین بیان کی ہے کہ ہر عام مین تخصیص کا احتمال ہے اور تخصیص اس مین ایسی شائع ہے کہ کوئی عام (بجز ایسے عام جسکے عموم پر قرائن کی شہادت موجود ہے جیسے آیات منقولہ حاشیہ مین لفظ کُل اور لفظ ما ہے) اس تخصیص سے خالی نہین ہے - حتی کہ بطور ضرب المثل مشہور ہو رہا ہے کہ کوئی عام تخصیص سے خالی نہین" - اور یہہ [illegible] لیے کافی دلیل ہے

تمسك الفريق الاول بان كل عام يحتمل التخصيص والتخصيص شائع فيه كثير بمعنى ان العام لا يخلو عنه الا قليلاً بمعونة القرائن كقوله ان الله بكل شئ عليم - ولله ما فى السموٰت وما فى الارض حتى صار بمنزلة المثل انه ما من عام الا وقد خص منه البعض وكفى بهذا دليلاً على الاحتمال (تلویح صلـ)

صاحب توضیح نے اس دلیل کا یہہ جواب دیا ہے کہ تخصیص جو عام مین شبہ و احتمال پیدا کرتی ہے وہی تخصیص ہے جو مستقل اور عام کے ساتھہ متصل لفظ سے ہو - اور ایسی تخصیص کا وجود نہایت کم ہے - اس کا شائع ہونا مسلم نہین ہے

اس جواب پر صاحب تلویح نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ عام کو ظنی کہنے والون کے دعوی شیوع تخصیص سے یہہ مراد ہے کہ لفظ عام کا اس کے بعض افراد

قال فى التوضيح ناقلاً محصل كلام صاحب التوضيح قوله لان التخصيص شائع فيه وهو دليل الاحتمال قلنا لا نسلم ان التخصص الذى يورث الشبهة والاحتمال شائع بل هو فى غاية القلة لانه انما يكون بكلام مستقل موصول بالعام على ما سياتى" ثم قال وفيه نظر لان مراد الخصم بالتخصيص قصر العام على بعض المسميات سواء كان بغير مستقل

او بمستقل موصول او متراخ ولا شك فى شيوعه وكثرته بهذا المعنے فاذا وقع النزاع فى اطلاق اسم التخصيص على ما يكون بغير المستقل او بالمستقل المتراخى فلان يقول قصر العام علے بعض المسميات شائع فيه بمعنى ان اكثر العمومات مقصور على البعض فيورث الشبهة فى تناول الحكم لجميع الافراد فى العام سواء ظهر له مخصص او لا ويصير دليلا على احتمال الاقتصار على البعض فلا يكون قطعيا ۔
(تلویح صـ ۴۲)

مین مقصور و محدود ہونا لفظ مستقل سے ہو خواہ غیر مستقل سے وہ لفظ عام سے متصل ہو خواہ اس سے منفصل) شائع ہے اور اس معنے کر تخصیص محل شک نہین - اور اگر مدعیان قطعیت عام غیر مستقل یا غیر متصل لفظ سے تخصیص کو تخصیص کہنے مین نزاع کرتے ہین تو عام کو ظنی کہنے والے اسپر لفظ تخصیص کا اطلاق ترک کرکے یون کہہ سکتے ہین کہ عام کا اپنے بعض افراد مین محدود و مقصور ہونا شائع ہے اور یہہ شیوع قصر عام سے بعض افراد کے مراد ہونے مین شبہ پیدا کرنے اور اس کے ظنی ہونے کے لئے کافی دلیل ہے - اسکے بعد صاحب تلویح نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ صاحب توضیح نے عام کو ظنی کہنے والون کی دلیل کا مطلب نہین سمجھا تب ہی یہہ جواب دیا ہے پھر اس امر کو اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے جو مراجعت علما کی لائق ہے۔

دوسری دلیل عام کے ظنی ہونے پر یہہ ہے کہ صحابہ کرام نے جو عرب عربا تھے اور عارفین مفہوم کلام حق جل و علا ان عمومات قرآن کو جنکے عموم پر قرائن شہادت نہ تھے ظنی سمجھا و بناءً علیہ ان عمومات کا اخبار احاد سے (جو بالاتفاق ظنی ہین) مخصوص ہونا یعنی ان عمومات سے بعض افراد کا مراد ہونا بعض کا مستثنی ہونا تجویز کیا اور مان لیا - اس دلیل دوم کی تفصیل اور دلیل اول کی متعلق اس مقدمہ

کی دلیل کہ غیر متصل سے تخصیص بہی تخصیص کہلا سکتی ہے۔ (جسکو صاحب تلویح نے اس مقام مین مدلل نہین کیا) مباحث تخصیص عمومات مین آویگی انشاء اللہ تعالے

عام کو قطعی کہنے والے اپنے مذہب (قطعیت عام) پر ایک یہ دلیل پیش کرتے ہین جو مسلم اور توضیح مین بیان ہوئی ہے کہ لفظ عام یقیناً معنے عموم کے لئے بنایا گیا ہے۔ لہذا جب وہ لفظ بولا جائیگا۔ اس سے وہ معنے یقیناً سمجھ مین آئین گے جب تک کہ کوئی دلیل اس یقین سے مانع نہو۔

> لنا انہ موضوع للعموم قطعاً فہو مدلول لہ وثابت بہ قطعاً کالخاص الا بدلیل۔ مسلم الثبوت
>
> اللفظ متی وضع لمعنے کان ذلک المعنے لازماً لہ الا ان تدل القرینۃ علی خلافہ۔ (توضیح ص)

دوسری دلیل (جو توضیح مین بیان ہوئی ہے) یہہ ہے کہ اگر لفظ عام سے صرف اسکے بعض افراد کا مراد ہونا بلا قرینہ جائز رکھا جائے تو لغت اور شرع سے امان اوٹھ جائے اور کسی کلام کا اعتبار نرہے۔

> لو جاز ارادة البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ۔ (توضیح ص)

مگر یہہ دلائل ایسے کمزور ہین کہ خود مصنفین حنفیہ نے انکا کمزور ہونا بیان کر دیا ہے۔ پہلی دلیل کا کمزور ہونا صاحب تلویح* کے اس کلام منقول سابق مین بیان ہوا ہے کہ عام سے اس کے معنے (عموم) یقیناً مراد ہونے سے اس مین شیوع تخصیص مانع ہے اور وہ صرف بعض افراد کے مراد ہونے کے لئے کافی دلیل ہے۔

> والتخصیص شائع فیہ + وکفی بھذا دلیلاً علی الاحتمال۔ توضیح ص

دوسری دلیل کا کمزور ہونا صاحب مسلم کے اس کلام سے ثابت ہے

* صاحب تلویح کا حنفی ہونا خود انکی کتاب تلویح سے ثابت ہے دیکہو ص ۲۲۸ و ص ۲۴۶ (کتاب مطبوعہ مطبع احمدی دہلی) جسمین وہ مذہب امام شافعی کے مقابلہ مین اپنا وہ مذہب بیان کرتے ہین جو امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔

جو اس دلیل کے جواب مین انہون نے کہا ہے کہ ظن ہی واجب العمل ہے۔

واستدل لو جاز ارادة بعض بلا دلیل لارتفع الامان عن اللغة و الشرع واجیب الظن واجب العمل به فلا یرتفع ۔ (مسلم الثبوت)

اس ظن پر عمل کرنے کے ساتھ رفع امان کیونکر متصور ہے۔ جسکا مطلب یہہ ہے کہ لغت یا شرع سے رفع امان اسوقت متصور ہے جب کہ کسی عام کو بلا دلیل و قرینہ بعض افراد سے مخصوص کرلین اور اس کے ظاہری معنے عموم پر عمل نکرین اور جس حالت مین عام کو اس کے ظاہری معنے عموم پر حمل کیا جائے اور جب تک کہ صرف بعض افراد کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قائم نہو اسکو بعض افراد سے مخصوص نہ سمجھا جائے ۔ شک و تردد صرف اُس کے معنے عموم کی قطعیت مین رہے جیسا کہ مدعیان ظنیت کا عقل ہے تو اس سے رفع امان کب متصور ہے

اصل چہارم عام

(منجملہ اصول قسم اول)

عام باوجود ظنی ہونے کے بلا توقف واجب العمل ہے ۔ اور اسپر عمل کرنے سے پہلے یہہ بحث ضروری نہین ہے کہ اس کے مقابلہ مین کوئی مخصص تو نہین ہے جو اسکو بعض افراد سے مخصوص کرے اور بعض افراد کا مستثنی ہونا بتادے۔

اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہے قرون ثلاثہ کا عمل اسی پر جو ہمنے بیان کیا ہے اور یہی مذہب حنفیہ اور بعض علما شافعیہ نے پسند کیا ہے **مسلم الثبوت** اور اس کی **شرح فواتح الرحموت** مین ہے بحث و

یجوز العمل بالعام قبل البحث عن المخصص واستقصاء و تفتیش

تلاش مخصص سے پہلے عام پر عمل کرنا ہمارے (حنفیہ) کے نزدیک جائز

عند نا وعليه الصيرفي والبيضاوي
والاموی ويلوح اشار رضی صاحب
المحصول ونقل الامام حجة الاسلام
الغزالی والآمدی الاجماع علی المنع
من العمل قبل البحث عن المخصص
وهو ای ثبوت الاجماع ممنوع و
النقل غير مطابق فان الاستاذ ابا
اسحاق الاسفرائنی وابا اسحاق
الشيرازی والامام فخر الدين الرازی
حکوا الخلاف وبه اندفع ما قال
الشيخ ابن الهمام ان نقل الاجماع مبنی
علی عدم اعتداد قول الصيرفی
فانه مکابرة بل الاستاذ حکی الاتفاق
علی التمسک به قبل البحث عن المخصص
فی حيوته صلی الله عليه وسلم کما فی التيسير
وادل الدليل علی ان نقل الاجماع غير
مطابق ان امير المؤمنين عمر رض حکم
بالدية فی الاصابع بعموم علم کتاب
عمرو بن حزم وترک القياس والرأی
ولم يبحث عن المخصص ولم يسئل عنه
مکنه السيدة النساء فاطمة الزهراء

ہے اور اسی مذہب پر صیرفی وامُوی
وغیرہ شافعیہ علما ہین - امام رازی بھی
اسی مذہب پر راضی معلوم ہوتے ہین
امام غزالی اور آمدی نے ممانعت عمل
پر اجماع نقل کیا ہے مگر یہ نقل صحیح
ومسلم نہین ہے - کیونکہ استاذ ابو اسحٰق
اسفرائنی اور ابو اسحاق شیرازی اور
امام فخر الدین رازی نے اس مسئلہ مین
اختلاف نقل کیا ہے - اس سے ابن
ہمام کا وہ قول بے اعتبار ہوا جو اُنہ
نے کہا ہے کہ اجماع کی نقل صیرفی کو اختلاف
کو شمار مین نہ لانے پر مبنی ہے اس کے
بے اعتبار ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ ان
اکابر کی نقل سے ثبوت اختلاف کے
بعد اسکا انکار کرنا اور اسکو شمار مین نہ
لانا مکابرہ (بیفائدہ وبلاوجہ جھگڑنا)
ہے بلکہ اُستاذ (ابو اسحاق اسفرائنی) نے
قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے مین
اتفاق نقل کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی حیات بابرکات مین پایا گیا ہے
چنانچہ تیسیر مین بیان کیا ہے - اور بڑی

تمسکت بما ظنتہ عاماً فی المیراث مع عدم البحث والسوال عن المخصص ثم ظہر المخصص ظہور الشمس علی نصف النہار وبالجملہ لم ینقل من واحد من الصحابۃ قط التوقف فی العام الی البحث عن المخصص کذا فی القرن الثانی والثالث والحنفیۃ یوجبون العمل بہ قبل البحث فی العام عن المخصص ولا انکار لاحد منہم فی المناظرات علی من تمسک بالعام قبل البحث فاستقر ہذا المذہب الی ان قام الاجماع وکذا نقل [illegible] عن القاضی الامام ابی زید من ان التوقف مبتدع بعد القرن الثالث انتہی ما فیہما۔

دلیل غزالی وآمدی کی نقل اجماع کے غیر صحیح ہونے پر یہہ ہے کہ امیر المومنین عمر رض نے انگلیون کے خون بہا مین فقط عمرو بن حزم کے پاس لکھی ہوئی حدیث پر حکم دیدیا۔ اور اسکے مقابلہ مین اپنی رای کو چھوڑ دیا (چنانچہ تفصیل اس کی ضمیمہ سفیر ہند نمبر ششم مطبوعہ (۱۶ فروری سنہ ۷۹ء کے صفحہ ۲۲ مین گذری) اور اس مین مخصص کی بحث نہ کی اور نہ پوچھا کہ اسکے واسطے کوئی مخصص ہے یا نہین ایسا ہی سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رض نے میراث کے دعوے مین اس نص سے تمسک کیا جسکو عام سمجھا اور مخصص سے بحث وسوال نہ کیا۔ پھر وہ مخصص ایسا ظاہر ہوا جیسے آفتاب نیم روز۔ (یعنی حدیث نحن معشر الانبیا لا نورث جسکا ذکر ضمیمہ سفیر ہند نمبر ہفتم مطبوعہ (۲۳ فروری سنہ ۷۹ء) مین بصفحہ ۲۸ گذرا)۔ حاصل یہہ ہے کہ کسی صحابی سے قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے مین توقف کرنا منقول نہین ہے۔ ایسا قرن تابعین مین ایسا ہی قرن تبع تابعین مین اور حنفیہ قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے کو واجب بتلاتے ہین۔ باہمی مناظرات مین جو کوئی عام سے قبل بحث مخصص تمسک کرتا ہے اسپر کوئی انکار نہین کرتا۔ سو یہہ مذہب اور عمل ابتک چلا آیا اور قرار پا چکا ہے۔ پس اجماع (بعدم جواز یہہ)

کہان ہوا - اور اس سے پہلے قاضی ابو زید سے نقل ہو چکا ہے کہ یہہ توقف
عمل عام مین بدعت ہے جو قرن ثانی و ثالث کے بعد نیا پیدا ہوا ہے
اور امام رازی نے محصول مین لکہا ہے - صیرفی نے جواز عمل پر کئی امور سے

واحتج الصيرفي بامور احدها لولم
يجز التمسك بالعام الا بعد طلب انه
هل وجد مخصص ام لا لما جاز
التمسك بالحقيقة الا بعد طلب انه
هل وجد ما يقتضي صرف اللفظ
عن الحقيقة الى المجاز وهذا باطل
فذلك مثله الى انه فصله وبين وجهه
ثم قال ثانيها ان الاصل عدم التخصيص
[illegible] ظن عدم المخصص
ويكفي في اثبات ظن الحكم واحتج
ابن سريج ان بتقدير قيام المخصص
لا يكون العموم حجة في صورة
التخصيص فقبل البحث عن وجود
المخصص يجوز ان يكون حجة وان
لا يكون حجة - والجواب ان ظن
كونه حجة اقوى من ظن كونه
غير حجة لان اجراءه على العموم اولى
من حمله على التخصيص انتهى

استدلال کیا ہے - ایک یہہ کہ نص عام پر
بدون تلاش اس امر کے کہ اس کے لیے
مخصص پایا جاتا ہے یا نہین عمل جائز
نہو تو چاہیے کہ کسی لفظ سے جو کسی معنے
کے لیے حقیقۃً مقرر کیا گیا ہے بدون
استفسار اس امر کے کہ اس لفظ کی تاویل
کا موجب جو اسکو معنے حقیقی سے معنے
مجازی کی طرف پہیر دے پایا جاتا ہے
یا نہین [illegible] جائز نہو اور یہہ امر
باطل ہے ایسا ہی وہ جو اس کی مثل ہو
پہر اس دلیل کو مفصل بیان کیا - اور
اس کی وجہ ملازمت بتلائی پہر کہا دوسری
یہہ کہ اصل نص عام مین مخصص کا
نہونا ہے اس سے مخصص کا نہونا بظن
غالب ثابت ہو جاتا ہے اور ظن حکم کے
اثبات کے لیے کافی ہے - ابن شریح
نے عدم جواز پر یہہ دلیل قائم کی ہے کہ
مخصص کے موجود ہونے کی صورت مین